﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 22 | جمعۃالمبارک 20نومبر 2015ء — 07صفر 1437 ہجری قمری ❁ 20نبوت 1394 ہجری شمسی | شمارہ 47

شگفتہ مجلس

حضرت جابر بن سمرہؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سو سے زیادہ مجالس میں بیٹھا ہوں۔ان میں صحابہؓ اشعار پڑھتے تھے اور زمانہ جاہلیت کے قصے سناتے تھے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاموشی سے سنتے تھے اور کبھی کبھی ان کے ساتھ تبسم بھی فرماتے تھے۔

(جامع ترمذی کتاب الادب باب فی انشاد الشعر)

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ ہالینڈ 2015ء

ہالینڈ کی واقفات نَو اور واقفین نو کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی الگ الگ کلاسز کا انعقاد۔

واقفاتِ نَو اور واقفین نَو کے متفرق سوالوں کے جوابات اور مختلف امور سے متعلق رہنمائی۔

ٹی وی اور اخبارات میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ کی خبریں

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

9/اکتوبر 2015ء بروز جمعۃ المبارک (حصّہ دوم)

کلاس واقفاتِ نَو

بعدازاں پروگرام کے مطابق چھ بجکر 45 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد کے ہال میں تشریف لے آئے جہاں واقفات نَو بچیوں کی کلاس کا انتظام کیا گیا تھا۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزہ شمائلہ قمر نے کی۔ بعدازاں اس کا اردو ترجمہ عزیزہ نائلہ طاہر نے پیش کیا۔

اس کے بعد عزیزہ ماریہ زبیر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ذیل حدیث پیش کی۔

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ: خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَ عَلَّمَهٗ۔ (بخاری کتاب فضائل القراٰن باب خیرکم من تعلم القراٰن)

اس حدیث کا درج ذیل اردو ترجمہ عزیزہ کنول ثمن نے پیش کیا۔ ’’حضرت عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن کریم سیکھتا اور دوسروں کو سکھاتا ہے۔‘‘

اس حدیث کے بعد عزیزہ صوفیہ ملاحت نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا درج ذیل اقتباس پیش کیا۔

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

’یہ زبان نہ صرف امّ الالسنہ ہے بلکہ الٰہی زبان ہے جو خداتعالیٰ کے خاص ارادہ اور الہام سے انسان کو سکھائی گئی اور کسی انسان کی ایجاد نہیں اور پھر اس بات کا نتیجہ کہ تمام زبانوں میں سے الہامی زبان صرف عربی ہی ہے یہ ماننا پڑتا ہے کہ خداتعالیٰ کی اکمل اور اتم وحی نازل ہونے کیلئے صرف عربی زبان ہی مناسبت رکھتی ہے کیونکہ یہ نہایت ضروری ہے کہ کتاب الٰہی جو تمام قوموں کی ہدایت کیلئے آئی ہے وہ الہامی زبان میں ہی نازل ہو اور ایسی زبان میں ہو جو امّ الالسنہ ہوتا اس کو ہریک زبان اور اہلِ زبان سے ایک فطری مناسبت ہو اور تا وہ الہامی زبان ہونے کی وجہ سے وہ برکات اپنے اندر رکھتی ہو جو ان چیزوں میں ہوتی ہیں جو خداتعالیٰ کے مبارک ہاتھ سے نکلتی ہیں۔لیکن چونکہ دوسری زبانیں بھی انسانوں نے عمداً نہیں بنائیں بلکہ وہ تمام اسی پاک زبان سے بحکم ربّ قدیر نکل کر بگڑ گئی ہیں اور اسی کی ذرّیات ہیں اس لئے یہ کچھ نامناسب نہیں تھا کہ ان زبانوں میں بھی خاص خاص قوموں کیلئے الہامی کتابیں نازل ہوں۔ ہاں یہ ضروری تھا کہ اقویٰ اور اعلیٰ کتاب عربی زبان میں ہی نازل ہو کیونکہ وہ امّ الالسنہ اور اصل الہامی زبان اور خداتعالیٰ کے منہ سے نکلی ہے۔‘‘

(منن الرحمٰن روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 129)

بعدازاں عزیزہ ثوبیہ لغاری نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام

جمال وحسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

میں سے چند منتخب اشعار خوش الحانی سے پیش کئے۔

اس کے بعد عزیزہ منزّہ سعود اور عزیزہ قدسیہ باسط نے Syrian Crisis And Its Historical Background کے عنوان پر اپنی پریزنٹیشن دی۔

بعدازاں بچیوں کے درج ذیل گروپ نے مل کر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عربی زبان میں قصیدہ

يَا عَيْنَ فَيْضِ اللّٰهِ وَ الْعِرْفَانِ
يَسْعٰى اِلَيْکَ الْخَلْقُ کَالظَّمْاٰنِ

میں سے چند اشعار خوش الحانی کے ساتھ پیش کئے۔اس گروپ میں درج ذیل بچیاں شامل تھیں:

عزیزہ ہدیٰ اکمل، بریرہ فرحا خن، امۃ السبوح، عزیزہ سامعہ احمد، عزیزہ رویۃ النور، سلیمہ سلمیٰ، مریم نعیم، لبینہ احمد۔

مجلس سوال و جواب

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے واقفاتِ نَو بچیوں کو سوالات کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

☆......**ایک بچی نے سوال کیا کہ جو عورتیں کام کرنا یا پڑھائی کرنا چاہتی ہیں اور ان کے بچے ہیں ان کو کیا کرنا چاہئے؟**

اس سوال کے جواب میں حضورِانور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پہلی ذمہ داری تو بچوں کی پرورش ہے اور اگر بھوکی مر رہی ہیں تو پھر کام کرلو۔وقت سے کام پہ جاؤ اور سیدھی واپس آؤ اور بچوں کو پالو اتنی ہمت ہونی چاہئے۔اگر صرف پیسہ کمانے کے لئے کام کر رہی ہو کہ فیشن کرنا ہے تو کام چھوڑ دو۔اگر کسی پروفیشن میں ہو مثلاً میڈیکل ڈاکٹر ہو تو پھر انسانیت کی خدمت ہے ٹھیک ہے پھر اس کے لئے اپنے آپ کو ایسا adjust کرو کہ بچوں کو وقت دے سکو۔مثلاً مجھے کئی احمدی ڈاکٹر ایسی ملی ہیں جنہوں نے کچھ عرصہ تک کے لئے اپنی practice چھوڑ دی ہے اور جب بچے بڑے ہوگئے اور اپنی عمر کو پہنچ گئے تو پھر انہوں نے دوبارہ کام شروع کر دیا۔تو بہرحال عورت کا اصل کام یہ ہے کہ پڑھ لکھ کے بچوں کی صحیح تربیت کرے۔جو اپنا علم ہے اس سے بچوں کو بھی فائدہ پہنچائے۔ باقی اگر مجبوری ہو تو اور بات ہے۔پھر بھی زیادہ سے زیادہ وقت اپنے بچوں کو دو۔

☆......**ایک بچی نے سوال کیا کہ حضورِانور کو Almere شہر کیسا لگا؟**

اس پر حضورِانور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہم motorway سے باہر باہر گئے اور جنگل میں سے گذر کے وہاں سے ہی مسجد کی بنیاد رکھ کے واپس آگئے۔ Almere تو ہم نے دیکھا نہیں۔ویسے جب میں پہلے المیرے گیا تھا، کونسل سے جب مسجد کیلئے پلاٹ لے رہے تھے تو اس وقت میں نے شہر دیکھا تھا۔اچھا چھوٹا سا شہر ہے۔کل میں نے مئیر صاحب سے پوچھا تھا انہوں نے مجھے بتایا کہ دو لاکھ کی آبادی ہے اور اچھا شہر ہے۔مئیر کہہ رہا تھا کہ Almere کے لوگ بڑے اچھے ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ Geert Wilders جو ہے اس کی پارٹی کو جو نو سیٹیں ملی ہیں وہ اس لئے نہیں ملیں کہ لوگ Wilders کو پسند کرتے ہیں بلکہ اس لئے کہ وہ دوسرے politician کے خلاف تھے اس لئے اس کو سیٹیں مل گئیں۔اس لئے کہتے ہیں کہ فکر نہ کرو لوگ اچھے ہیں۔جب مسجد بن جائے گی تو سب کچھ ٹھیک رہے گا۔پھر اور بھی اظہار ہوگا پتا لگ جائے گا کیسے ہیں۔

☆......**ایک بچی نے عرض کیا کہ ہالینڈ میں تبلیغ کے حوالہ سے رہنمائی فرمائیں۔**

اس پر حضورِانور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ کو اپنی سہیلیوں اور ساتھ پڑھنے والیوں کے ساتھ ایک ذاتی رابطہ رکھنا چاہئے اور پھر ان کو بتائیں کہ آپ کون ہیں۔جب ان کو پتہ چلے کے آپ ایک احمدی بچی ہیں تو ان کو آپ میں اور ایک غیر احمدی بلکہ کسی بھی غیر میں فرق محسوس ہونا چاہئے۔اس سے ان میں تجسّس پیدا ہوگا کہ آپ کے بارہ میں مزید معلومات حاصل کریں تب آپ تبلیغ کے دروازہ کو کھول سکتی ہیں۔اسی طرح آپ کو چاہئے کہ کچھ brochure یا پمفلٹ بھی اپنے ساتھ رکھیں۔مجھے لگتا ہے کہ جب آپ سکول میں ہوں گی تو وہ کبھی بھی آپ کو پمفلٹ رکھنے کی اجازت نہ دیں گے۔

لیکن اگر اجازت ہوتی ہے تو پھر اس کے بعد آپ اپنی سہیلیوں کو وہ پمفلٹ دیں اور بتائیں کہ یہ ہمارا امن کا پمفلٹ ہے اور بتائیں کہ ہم کیسے امن اور محبت کو پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ تبلیغی بحث شروع کریں بہتر ہے کہ پہلے ان کو امن، محبت اور دیگر انسانی خدمات جو ہم دنیا میں اور خاص طور پر افریقن ممالک میں کر رہے ہیں ان کے بارہ میں بتائیں۔ یہ ان کو آپ کے قریب کرے گا اور جب وہ آپ کے قریب ہو جائیں پھر دوبارہ سے تبلیغ کا دروازہ کھولیں۔

☆......ایک واقفۂ نَو بچی نے سوال کیا کہ اگر ملک کا قانون اسلامی شعائر اور قوانین کے خلاف ہے تو کیا کرنا چاہئے؟

اس کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ملک کا قانون اگر مذہب کے خلاف ہے اور ہمیں مذہب کی practice سے روکتا ہے اور سختی سے روکتا ہے۔ بعض غلط قسم کے قانون یہاں western ممالک میں اب اس زمانہ میں انہوں نے بنا دئے ہیں ورنہ تو پاکستان میں بھی قانون احمدیوں کے خلاف ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ تم نماز نہ پڑھو۔ تم کلمہ نہ پڑھو۔ تم اپنے آپ کو مسلمان نہ کہو لیکن احمدی وہاں رہتے بھی ہیں نمازیں بھی پڑھتے ہیں کلمہ بھی پڑھتے ہیں اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتے ہیں۔ اس پر سزا بھی ملتی ہے۔ پس جو قانون تمہارے مذہب سے زبردستی روکتا ہے اس کا تم نے ردِّ عمل نہیں دکھانا۔ ایسا شدید جواب نہیں دینا کہ لوگوں کی مار دھاڑ شروع کر دو۔ لیکن جو تمہارا مذہب تمہیں کہتا ہے اس کے مطابق اپنے کام کئے جاؤ۔ اگر تمہیں قانون مذہب سے روکتا ہے مثلاً قانون نمازیں پڑھنے سے روکتا ہے تو نمازیں پڑھو۔ تمہیں کلمہ پڑھنے سے روکتا ہے تم کلمہ پڑھو۔ مذہب میں کسی کو دخل نہیں ہونا چاہئے۔ اور اگر اتنا سخت قانون ہے کہ تمہیں کہیں کہ اگر تم نے نمازیں پڑھیں تو تمہیں جیل دے دیں گے تو پھر اس ملک کو چھوڑ دو۔ اسی لئے تم لوگ پاکستان چھوڑ کے یہاں آئے ہوئے ہو۔

☆......ایک بچی نے سوال کیا کہ نمازِ عیدین کی تکبیرات کی کیا حکمت ہوتی ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پہلی بات تو یہ ہے کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کرکے دکھایا ہے ہم نے کرنا ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ ان دنوں میں اللہ تعالیٰ کی بڑائی کو زیادہ سے زیادہ بیان کرو۔ اسی لئے تکبیرات میں بھی اللہ اکبر بڑی کثرت سے کہتے ہیں۔ نماز عید کی پہلی رکعت میں سات دفعہ اور دوسری رکعت میں پانچ دفعہ زائد تکبیرات کہی جاتی ہیں۔ سب سے بڑی وجہ تو یہی ہے کہ اس خوشی کے موقع پر اللہ تعالیٰ کو یاد رکھو اور اس کی بڑائی بیان کرو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مجھے کسی نے ایک clip بھیجا تھا کہ پاکستان میں جماعتِ اسلامی کے امیر صاحب عید کی نماز پڑھا رہے تھے۔ اللہ اکبر اللہ اکبر پانچ دفعہ کہنے کے بعد بجائے اس کے کہ وہ ہاتھ باندھ کے سورۃ فاتحہ پڑھتے اور بعد میں کوئی دوسری سورۃ پڑھتے، وہ وہیں سے سیدھا سجدہ میں چلے گئے۔ پیچھے سے لوگ کہہ رہے ہیں سبحان اللہ سبحان اللہ۔ وہ سجدہ میں پڑے ہیں ان کو پتا ہی نہیں لگ رہا۔ آدھے لوگ رکوع میں چلے گئے آدھے لوگ کھڑے ہو گئے۔ کچھ سجدہ میں چلے گئے۔ عجیب پریشانی پیدا ہوئی ہے۔ پھر پیچھے سے آواز آئی کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے الرکوع الرکوع۔ پھر وہ امام صاحب امیر جماعت اسلامی کھڑے ہوئے اور ایک دم رکوع میں چلے گئے۔ حالانکہ پانچ تکبیریں کہنے کے بعد ان کو ہاتھ باندھ کے پھر سورۃ فاتحہ پڑھنی چاہئے تھی۔ کیونکہ حدیث میں ہے کہ کوئی بھی نماز سورۃ فاتحہ کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ سورۃ فاتحہ تو بہرحال ہر نماز میں پڑھنی ہوتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ جب سورج کو گرہن لگتا ہے اور اس کی جو دو رکعت نماز صلوٰۃ الخسوف ہے۔ اس میں ہر رکعت میں دو رکوع ہوتے ہیں۔ نیت اور تکبیر تحریمہ کے بعد کھڑے ہونے کی حالت میں سورۃ فاتحہ پڑھو پھر کوئی اور سورۃ پڑھو۔ پھر رکوع میں جاؤ۔ رکوع کے بعد پھر دوبارہ کھڑے ہو اور دوبارہ سورۃ فاتحہ پڑھو اور بعد میں کوئی دوسری سورۃ پڑھو اس کے بعد پھر رکوع میں جاؤ اور پھر سَمِعَ اللّٰہُ کہہ کر کھڑے ہو اور پھر سجدہ میں جاؤ۔ اسی طرح دوسری رکعت پڑھو۔ ایسے حالات میں زیادہ رکوع ہونا جب سورج اور چاند گرہن لگ رہا ہو یہ اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنے کا ایک اظہار ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طریق سے ہمیں پڑھ کر یہ نمازیں سکھائی ہیں۔

☆......ایک بچی نے سوال کیا کہ جب آپ کسی مسجد کے سنگِ بنیاد میں اینٹ رکھتے ہیں تو اس کی کوئی خاص جگہ ہونی چاہئے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہونی تو چاہئے۔ اب مجھے نہیں پتا کہ تمہارے لوگ خاص جگہ رکھتے ہیں کہ نہیں رکھتے۔ عموماً تو جو محراب ہوتی ہے اس میں رکھی جاتی ہے اور محراب میں ہی رکھنی چاہئے۔ اگر مجبوری ہو تو سائڈ پہ بھی رکھی جا سکتی ہے۔

☆......ایک بچی نے سوال کیا کہ ہم احمدی خواب پہ یقین کرتے ہیں اور خواب کی تعبیر ہوتی ہے لیکن کیسے پتا لگے گا کہ خواب کا کوئی مطلب ہے کہ نہیں ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: تمہیں کس نے کہا ہے کہ ہر خواب پہ یقین کر لو؟ میں تو نہیں کرتا۔ آدھی خوابیں تو ایسے ہی دل کی خواہشیں ہوتی ہیں۔ اگر رات کو تم نے کھانا زیادہ کھا لیا ہے یا تاخیر سے کھایا ہے تو الٹی سیدھی خوابیں آتی رہیں گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے کہ بعض دفعہ انسان کو نزلہ ہو بڑا سخت فلو ہوا ہو، ناک بند ہو اور برا حال ہو تو لوگوں کو یہ بھی خوابیں آتی ہیں کہ پانی میں تیر رہا تھا اور ڈوب رہا تھا۔ وہ صرف نزلہ کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ کوئی نہیں ڈوب رہا ہوتا۔

☆......ایک بچی نے سوال کیا کہ اگر کوئی خواب میں کسی نبی کو یا مکّہ اور کعبہ کو دیکھے تو پھر کیا مطلب ہے؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ٹھیک ہے اچھی بات ہے۔ اچھی خواب ہے۔ لیکن مکّہ اور کعبہ میں تم یہ دیکھو کہ کس طرح تم نے دیکھا ہے۔ اگر تم ایسی خواب دیکھو جس کا کوئی مطلب ہو، کوئی sense بنتی ہو تو ٹھیک ہے۔ وہ اچھی بھی ہوتی ہے۔ اگر واقعی سچی خواب ہے تو اچھی بات ہے۔ بعض خوابیں اچھی بھی ہوتی ہیں۔ کعبہ کو دیکھو یا کسی نبی کو دیکھو اور ان کا کوئی صحیح مطلب بھی ہونا چاہئے۔ اگر یہ تم دیکھو کہ نبی تمہیں آ کے یہ کہہ رہا ہے کہ جس طرح بعض غیر احمدی کہتے ہیں کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور انہوں نے ہمیں کہا ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب سچے نہیں ہیں، تو یہ جھوٹی خوابیں ہیں۔ ان کی گھڑی ہوئی خوابیں ہیں۔ میں نے بعض غیر احمدی لوگ دیکھے ہیں وہ روزانہ اٹھتے ہیں جتنے نبیوں کا ذکر قرآن شریف میں ہے، ان کی خوابوں میں ان کا ذکر آ جاتا ہے۔ کبھی کہتے ہیں حضرت ابراہیم کو دیکھا ہے۔ کبھی حضرت موسیٰ کو دیکھا ہے اور کبھی حضرت عیسیٰؑ کو دیکھا۔ کبھی فلاں کو دیکھا۔ کچھ بناوٹی بھی ہوتی ہیں۔ لیکن اگر سچی خواب ہے اور اس خواب کا کوئی مطلب ہے تو جو خواب کا سارا نظارہ ہے اس سے بھی مطلب پیدا ہوتے ہیں اور بعض دفعہ جو نام خوابوں میں نظر آ رہے ہوتے ہیں ان سے بھی بعض مطلب آ جاتے ہیں۔ لیکن جن کو خوابیں دیکھنے کی عادت ہی پڑ جاتی ہے ان کی آدھی سے زیادہ خوابیں بے معنی ہوتی ہیں۔ ویسے بھی psychologist کہتے ہیں کہ ہر انسان کو نارمل نیند میں پانچ خوابیں ضرور آتی ہیں۔ کچھ یاد رہ جاتی ہیں کچھ تم بھول جاتے ہو۔ اگر تو تمہیں کوئی اچھی خواب آئے اور اس کا دل پہ اچھا اثر ہے تو اس کا مطلب ٹھیک ہے۔ اگر کوئی ایسی خواب ہے جس سے تمہیں خوف پیدا ہو گیا ہے پھر اس پہ غور کر لو کہ وہ واقعی سچی بھی تھی کہ نہیں یا یونہی بیماری کی وجہ سے خوف پیدا ہو گیا ہے یا زیادہ کھانے کی وجہ سے ایسی خواب آئی ہے۔

☆......ایک بچی نے سوال کیا کہ تبلیغ کے وقت یہ سوال پوچھا جاتا ہے کہ اگر مذہب سچا ہے تو خدا مثلاً بیمار لوگوں کی مدد کیوں نہیں کرتا؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ان سے کہو اگر خدا نہیں ہے تو کیا بیماریاں نہیں ہوں گی؟ اللہ تعالیٰ نے تو کہا ہوا ہے۔ مذہب ہمارا سچا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں جو بخار ہوتے ہیں یا جو بیماریاں ہوتی ہیں یہ بعض دفعہ تمہارے گناہ ہوتے ہیں، ان کا اس دنیا میں علاج ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگلے جہان میں جا کے جو سزا ملنی ہے اسی دنیا میں مل جاتی ہے۔ بعضوں کی لمبی بیماریاں چلتی ہیں۔ ایک قانون شریعت کا ہے اور ایک لاء آف نیچر ہے۔ دونوں چیزیں ساتھ ساتھ چل رہی ہوتی ہیں۔ ایک طوفان آتا ہے یا بیماریاں آتی ہیں کوئی epidemic outbrake ہوتا ہے اس میں جو نیک لوگ ہیں وہ بھی مرتے ہیں اور بُرے بھی مرتے ہیں۔ لیکن اگر تمہیں خدا پر یقین ہے اور یہ یقین ہے کہ اگلے جہان میں جا کے اللہ تعالیٰ جزا بھی دیتا ہے اور سزا بھی دیتا ہے تو نیک لوگ اگر فوت بھی ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے گناہ معاف کرتا ہے۔ اور ان کو جزا ملتی ہے۔ اور جو خدا کو نہیں مانتے ان کے لئے پھر ہمارا نظریہ یہی ہے کہ سزا ملتی ہے۔ باقی اللہ تعالیٰ نے کس کو بخشنا ہے وہ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ اس نے کس کو بخشنا ہے۔ اسی طرح یہ بھی ہے کہ ایسے حوادث کے مواقع پر اگر مقابلہ کیا جائے تو ہلاک ہونے والوں کی بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہوتی ہے جو خدا کو نہیں مانتے۔ مثلاً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا کہ میرے لئے نشان کے طور پر طاعون، plague کی بیماری آئے گی۔ اس plague میں کیا ہوا؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعلان کیا کہ یہ میرے نشان کے طور پر آئے گی اور اس میں کوئی احمدی صحیح حقیقی احمدی ہے اس کو یہ بیماری نہیں ہو گی اور یہ نشان ظاہر ہوا اور بہت سارے احمدیوں کو یہ بیماری ہوئی لیکن وہ اس بیماری سے فوت نہیں ہوئے جبکہ دوسرے فوت ہو رہے تھے۔ روزانہ گھروں میں جنازے اٹھ رہے تھے۔ کہیں اگر ایک آدھ احمدی فوت بھی ہوا تو کوئی ایسی بات نہیں تھی۔ اسی طرح جنگیں ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگوں کا نشان دیا گیا۔ کافروں سے جنگ ہوئی۔ مثلاً بدر کی جنگ میں تین سو مسلمان تھے اور دوسری طرف ہزار کافر تھے اور اسلحہ سے لیس تھے۔ کافروں کے ستر آدمی مارے گئے۔ مسلمان بھی اس میں چودہ شہید ہوئے۔ اُحد کی جنگ ہوئی تو پہلے مسلمان جیت رہے تھے پھر نقصان ہوا، بہت سارے مسلمان شہید ہوئے لیکن آخری نتیجہ کیا ہوا؟ جب فتح مکہ ہوئی تو مسلمان ہی جیت گئے۔ تو یہ دیکھنا چاہئے کہ کسی بھی چیز کا آخری نتیجہ کیا نکلتا ہے۔ اور اگر تمہیں بعد کی زندگی پہ یقین ہے تو ہم اس بات پہ قائم ہیں کہ اگر کوئی حادثہ کی موت ہوتی بھی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ بھی شہید کی موت ہوتی ہے۔ تو اگلے جہان میں اللہ تعالیٰ اس کی جزا دیتا ہے۔ باقی جو لاء آف نیچر ہے تو وہ ہر ایک کے لئے ایک طرح کا ہے۔ لیکن اگر کوئی دعا کر رہا ہے تو اس کے بچنے کے امکان زیادہ ہیں۔ جو نہیں کر رہا اس کے مرنے کے امکان زیادہ ہیں۔ اور اگر کوئی کسی وجہ سے مر بھی جاتا ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میں اچھی جزا دیتا ہوں۔ یہ تو تم اُسی کو ہی سمجھا سکتی ہو جو اگلے جہان کو مانتا ہے۔ تم کہنا کہ پھر جب ہم اگلے جہان جائیں گے تو وہاں ہم ملیں گے، وہاں پھر بتائیں گے کہ کیا ہوتا ہے۔

☆......ایک بچی نے سوال کیا کہ آپ کو قرآن کریم کی کونسی سورۃ سب سے زیادہ پسند ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: قرآن کریم تو سارا ہی پسند ہونا چاہئے۔ حضرت عائشہؓ سے کسی نے پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کیسے تھے۔ تو آپ نے جواب دیا تھا کہ کیا تم نے قرآن کریم نہیں پڑھا۔ وہی بس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق تھے۔ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور ہر چیز اس کی بابرکت ہے۔ اس لئے یہ کہنا کہ یہ پسند ہے اور یہ نہیں پسند، تو ناپسند والی تو بات ہی کوئی نہیں۔ لیکن کچھ مضامین ہیں جو بار بار سامنے آتے ہیں۔ اس لئے ان کو دہرایا جاتا ہے اور وہ فائدہ مند ہوتے ہیں۔ جماعت کے لئے بھی اور حالات کے لئے بھی۔ اس لئے میں بعض منتخب سورتیں پڑھتا ہوں تا کہ ان کے مضمون جو ہیں وہ سامنے آتے رہیں۔ کبھی کسی کو غور کرنے کا موقع مل جائے گا تو وہ کر لے گا۔ باقی ہر چیز کی ایک top کی صورت ہوتی ہے۔ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آیت الکرسی جو ہے یہ سورۃ البقرۃ کی انتہا ہے۔ پھر اسی طرح آخری تین آیتوں کے بارہ میں ہے کہ یہ بھی نجات کے لئے ہیں۔ اسی طرح بہت ساری سورتیں ہیں، جیسے سورۃ الاخلاص میں اگر اَللّٰہُ الصَّمَد کا صحیح مطلب پتہ چل جائے تو یہ اس کی بہت بڑی بات ہے۔ اَحد ہے تو بڑی چیز اَلصَّمَد ہے۔ اس لئے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ غنی ہے اور غنی کا مطلب یہ ہے کہ موت نہیں آئے گی۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے اور وہ کبھی ختم ہونے والا نہیں ہے۔ تو اَلصَّمَد میں اتنے بڑے وسیع معنی ہیں اور جو ہمیشہ رہنے والا ہے کبھی ہلاک نہیں ہونا اور ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اسی کی پناہ میں آؤ اور اسی کے پاس جاؤ۔ وہ اَحد بھی ہے۔ نہ وہ کسی کا باپ ہے نہ بیٹا۔ اس لئے رشتہ داری والی بات کوئی نہیں ہے۔ اللہ سے صحیح لو لگاؤ۔ اس کی پناہ تلاش کرو تو نجات ہے۔ ہر سورت میں کوئی نہ کوئی ایک آیت اُس کی انتہا ہوتی ہے۔

☆......ایک بچی نے سوال کیا کہ ناصرات کے لئے قرآن کے علاوہ کونسی کتاب سب سے important ہے جو اسلام کے بارہ میں پڑھنی چاہئے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: کیا تم نے اپنا سلیبس ناصرات کا پڑھ لیا ہے؟ ناصرات کا سارا سلیبس پڑھو۔ اس کے بعد چھوٹی چھوٹی آسان سی کتابیں پڑھو۔ تم نے خوابوں کے بارہ میں سوال

باقی صفحہ 9 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 375

مکرم نشوان معجب صاحب (2)

قسطِ گزشتہ میں ہم نے مکرم نشوان معجب صاحب کے احمدیت کی طرف سفر کے احوال کا ایک حصہ بیان کیا تھا۔ اس قسط میں ان کے اس سفر کے باقی واقعات بیان کئے جائیں گے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ:

ایم ٹی اے پر امام مہدی اور مسیح موعود کے کلام کے چند فقرات سننے اور عربی ویب سائٹ سے آپ علیہ السلام کی ایک کتاب کی محض چند سطور پڑھنے کے بعد ہی میں بے ساختہ پکار اٹھا کہ یہ بلاشبہ کسی نبی کا کلام ہے، اور مجھے یقین ہوگیا تھا کہ اس کتاب کا مؤلف سچا انسان ہے۔ لیکن آپ علیہ السلام کے مقام ومرتبہ کا صحیح اِدراک نہ ہونے، بیعت کی حقیقت سے عدم واقفیت اور خلافت کے منصب سے لاعلمی جیسے امور جماعت میں شامل ہونے کی راہ میں حائل رہے۔ جس کا تفصیلی بیان آگے آئے گا۔

ایک غیر معمولی تفصیلی رؤیا

جو کچھ میں نے ایم ٹی اے پر دیکھا تھا اس کی بناء پر میں ایک خاص کیفیت سے گزر رہا تھا۔ میں اندر سے ہل چکا تھا اور تعجب وحیرانی کی تصویر بنا ہوا تھا۔ انہی ایام کی بات ہے کہ میں نے ایک رات رؤیا میں خود کو ایک بڑے سے میدان میں دیکھا جہاں بہت سے مسلمان آپس میں لڑجھگڑ رہے تھے۔ زبانی طعن وتشنیع، گالی گلوچ، فتویٰ بازی اور دشنام طرازی کے علاوہ باہم دست وگریباں اور خاک وخون میں غلطاں وپیچاں تھے۔ ایسے لگتا تھا جیسے یوم محشر برپا ہے۔ میں نے دائیں بائیں نظر دوڑائی تو اس میدان کے ایک سرے پر مجھے ایک سٹیج نظر آیا۔ میں دوڑ کر اس پر جا چڑھا اور اس کے منبر پر کھڑے ہوکر اپنی پوری قوت سے چیختے ہوئے یہ اعلان کیا: اے لوگو! اے مسلمانو! امام مہدی آچکا ہے اور مسیح نازل ہو چکا ہے۔ میں یہ جملہ بار بار دُہراتا چلا جارہا تھا لیکن ان میں سے کسی نے بھی میری آواز نہ سنی اور نہ ہی میری طرف متوجہ ہوا کیونکہ ان کی اپنی لڑائی کے شور میں میری آواز دب کر رہ گئی۔ اچانک میں نے اپنے قریب ایک اور نوجوان کو دیکھا جو میری طرح وہاں پر مسیح موعود اور امام مہدی کی آمد کا اعلان کر رہا تھا۔ وہ نہایت خوبصورت نوجوان تھا جس کا سفید رنگ یورپین کی طرح سرخی مائل تھا۔ اس نے کپڑے بھی سفید رنگ کے پہنے ہوئے تھے اور سر پر ٹوپی بھی سفید رنگ کی ہی تھی۔ مجھے دیکھتے ہی اس کے چہرے پہ شکنیں آگئیں۔ عجیب بات یہ کہ ادھر میں نے اس سے پوچھا تم کیا چاہتے ہو اور اسی لمحے اس نے بھی مجھ سے بالکل یہی سوال پوچھا کہ تم کیا چاہتے ہو؟ میں نے کہا کہ مسیح ومہدی کا ظہور ہو چکا ہے اور میں لوگوں کو اس امر عظیم کی اطلاع دے رہا ہوں۔ یہ سنتے ہی اس کا چہرہ بشاشت سے کھل اٹھا اور یکا یک اس کی تیوری خوشی کے آثار سے بدل گئی۔ یہ سنتے ہی وہ آگے بڑھا اور مجھے گلے لگا لیا۔ مجھے احساس ہوا کہ وہ احمدی ہے۔ کسی احمدی سے خواب میں یوں مل کر میرا دل خوشی اور غیر معمولی اطمینان کے جذبات سے بھر گیا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ کیا تم احمدی ہو؟ اس نے کہا: ہاں۔

میں نے پوچھا کیا تم یورپ سے ہو؟ اس نے کہا: ہاں میں یورپ سے یہاں عربوں کو حضرت مسیح موعود وامام مہدی کی آمد کی خبر دینے آیا ہوں۔ نیز اس نے مجھ سے کہا کہ ان کو تبلیغ کرنے کا کام میں سرانجام دیتا ہوں جبکہ تم جاؤ اور پہلے جماعت احمدیہ میں شمولیت اختیار کرو۔ میں نے پوچھا کہ یہ جماعت کہاں ہے؟ اس نے میدان کی انتہائی شرقی جانب ایک چھوٹی سی پہاڑی کی طرف اشارہ کر کے کہا اس طرف ابھی چلے جاؤ۔ میں تیزی سے منبر سے اترا اور کشاں کشاں اس پہاڑی کی طرف دوڑ لگادی۔ ابھی تھوڑی دور ہی گیا تھا کہ اس نے پیچھے سے آواز دے کر کہا کہ شیطان سے بچ کر رہنا کیونکہ وہ تمہارا راستہ کاٹنے کی کوشش کرے گا۔ میں جب اس کی بات سن کر آگے بڑھنے لگا تو واقعہ میں ایک نہایت بدصورت مخلوق کو دیکھا جو کسی قدر کتّے سے مشابہ تھی لیکن اس کا چہرہ خوفناک اور بدشکل تھا۔ اس کی کچلیاں اور پنجوں کے ناخن نہایت ڈراؤنے اور بڑے تھے۔ وہ مخلوق کالے سیاہ رنگ کی تھی اور پہاڑی کی انتہائی دائیں جانب سے میری طرف پوری رفتار سے دوڑی چلی آرہی تھی ایسے لگتا تھا کہ وہ مجھے پہاڑی تک پہنچنے سے پہلے ہی آلے گی۔ اسے دیکھتے ہی مجھے ایک جھرجھری سی آگئی اور میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ لیکن بغیر مزید تاخیر کے میں نے برق رفتاری سے پہاڑی کی طرف بھاگنا شروع کردیا۔ میں بھاگتے ہوئے باآواز بلند اسے کہتا جاتا تھا کہ خدا کی قسم تم میرے راستہ میں حائل نہیں ہوسکو گے۔ یہ کہتے ہوئے جب میں بسرعت اس پہاڑی پر چڑھا تو اس کی دوسری جانب کا منظر دیکھ کر میری آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ ہری ہری گھاس کا سبز مخملی قالین تا حد نظر بچھا ہوا تھا، جس پر لوگ سفید لباس پہنے نہایت منظّم انداز میں صفوں میں ایک دوسرے سے جڑ کر یوں کھڑے تھے جیسے وہ ایک لڑی میں پروئے موتی ہوں۔ ان کو دیکھ کر قرآن کریم میں مذکور مومنین کی سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی تصویر سامنے آجاتی تھی، اور ان کی طرف ایک نظر حدیث نبوی میں مذکور مومنین کی کنگھی کے دندانوں کی مثال کا تصور ابھارنے لگتی تھی۔ ان سے نور کی کرنیں پھوٹ رہی تھیں جو سبز گھاس کو بھی مزید روشن اور چمکدار بنا رہی تھیں۔ میں حیرت وتعجب کی تصویر بنا دنیا ومافیہا سے بے خبر اس روح پرور اور دلنشیں منظر سے لطف اندوز ہو رہا تھا کہ اچانک پیچھے سے شیطان نے آکر مجھ پر حملہ کردیا۔ اس نے اپنے تیز اور بڑے بڑے پنجے میرے سینے میں گاڑ دیئے۔ میری شرٹ پھاڑ ڈالی اور ہم خونی جنگ لڑنے لگے۔ مجھے اس کی کچلیوں اور پنجوں کی کاٹ اپنے جسم میں محسوس ہونے لگی اور اپنا خون بہتا ہوا دکھائی دینے لگا۔ خوف چھانے لگا اور مجھے ایسے لگا جیسے شیطان مجھ پر غالب آجائے گا اور مجھے نیچے گرا کر جماعت مومنین میں شامل ہونے سے روکنے میں کامیاب ہوجائے گا۔ یہ سوچتے ہی میں نے اپنی قوت جمع کر کے ایمان وعزم صمیم سے سرشار ہوکر نہایت غصے میں گرجتے ہوئے شیطان سے کہا کہ خدا کی قسم تم میرے راستے کی دیوار نہیں بن سکتے، تم مجھے اپنے پیاروں کے پاس جانے سے ہرگز نہیں روک سکتے۔ خدا کی قسم میں تو ان کے پاس جا کر ہی دم لوں گا خواہ میرا جسم ہی تار تار کیوں نہ ہوجائے۔ یہ کہہ کر میں نے اس کے اگلے دونوں پاؤں کے پنجے پکڑے، اس کے ناخنوں کو اپنے بدن کے گوشت سے جدا کیا، پھر پوری قوت کے ساتھ اسے پیچھے دھکیلا اور خود جماعتِ مومنین کی جانب بڑھنا شروع کردیا۔ شیطان کچھ پیچھے ہٹا لیکن دوبارہ اس نے اس شدّت کا حملہ کیا کہ مجھے نیچے گرا کر میرے سینے پر چڑھ بیٹھا۔ میں نے ادھر ہی اسے دبوچ لیا اور ہم گتھم گتھا ہو کر پہاڑی کی چوٹی سے نیچے لڑھکنے لگے۔ اسی اثناء میں میری آنکھ کھل گئی۔ میں پسینے میں شرابور تھا اور جاگنے پر بھی خواب میں شیطان کے پنجوں کی تکلیف سے میرا جسم چور تھا۔ میں خوفزدہ ہوکر اس خواب کی تعبیر کے بارہ میں غور کرنے لگا۔ لیکن تعبیر بالکل واضح تھی کہ میرے جماعت میں شامل ہونے میں شیطان رکاوٹیں ڈالے گا اور اس کے ساتھ میری جنگ بہت طویل چلے گی۔

نافرمانی کی سزا

میرا یہ رؤیا بعینہٖ پورا ہوگیا اور باوجود اس کے کہ مَیں ایم ٹی اے کو دیکھتے ہی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پہلی کتاب کی محض چند سطور کو پڑھتے ہی اس یقین پر قائم ہوگیا تھا کہ آپؑ سچے ہیں پھر بھی بیعت کرنے میں ڈیڑھ سال کی دیر لگادی اور اس کا سبب شیطان تھا جس نے مجھے اپنا خیال خوبصورت کر کے دکھایا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جیسا کہ میں ذکر کر آیا ہوں کہ جن دنوں میرا احمدیت سے تعارف ہوا تھا وہ عرب سپرنگ کے ابتدائی ایام تھے اور میں اپنے سابقہ خیالات کی بناء پر ملکی ظالم نظام کے خلاف مظاہروں کے حق میں تھا۔ اس کے برعکس جب میں ایم ٹی اے پر یہ سنتا کہ خلیفۂ وقت مظاہروں اور توڑ پھوڑ کے کاموں سے روکتے ہیں تو میں چینل بدل لیتا۔ خلافت کے مقام کا اِدراک اور اس منصب کے احترام کا اندازہ نہ ہونے کی وجہ سے میں نے ان کی بات نہ مانی جس کی مجھے یہ سزا ملی کہ مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت کی صداقت کا قائل ہونے کے باوجود میں ڈیڑھ سال تک بیعت سے محروم رہا۔ لیکن بالآخر جب عرب سپرنگ کے مظاہروں کے انجام نے ثابت کردیا کہ اس میں شامل ہونے والوں کے ہاتھ میں سوائے خسارہ کے اور کچھ نہیں آیا تو مجھے اپنے موقف کی غلطی کا احساس ہوا اور خدا نے مجھے 2012ء میں بیعت کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

رؤیا میں پنہاں پیغام

یہ رؤیا اس قدر تفصیلی اور واضح تھا کہ میری زندگی میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے لہٰذا اس سے میں نے مندرجہ ذیل نتائج اخذ کئے:

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا یقین ہونے کے بعد بیعت میں تاخیر نہیں کرنی چاہئے۔ نیز بیعت کئے بغیر اور شرائط بیعت پر عمل کرنے سے قبل دوسروں کو تبلیغ کرنا ہرگز مؤثر نہیں ہوسکتا۔

☆ یورپ میں رہنے والے احمدیوں کی کوششوں سے دوبارہ اسلام پھیلے گا۔ اور آج کل ایسا ہی ہو رہا ہے۔

☆ اکثر مسلمانوں کا جماعت کی تبلیغ کو نہ سننا ان کے آپس میں لڑائی جھگڑے اور تکفیر بازی کی وجہ سے ہے۔ دوسرے لفظوں میں ہر ایک خود کو حق پر سمجھتے ہوئے اپنی بات ہی سنانا چاہتا ہے اور دوسرے کی سننے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا۔

☆ جو بھی جماعت میں شامل ہونا چاہتا ہے، شیطان اس کے لئے گھات لگا کر بیٹھا ہوا ہے اور اسے شیطان کے ساتھ مقابلہ کے لئے پوری قوت صَرف کرنے کی ضرورت ہوگی۔

مخالفت اور اس کا اثر

شروع شروع میں تو میرے اہل واقرباء اور دوستوں وغیرہ نے یہی سمجھا کہ احمدیت قبول کرنا کسی وقتی جوش کا نتیجہ ہے اور چند روز کے بعد ہی میں اس کو چھوڑ کر کسی اور جماعت کے ساتھ ہوں گا۔ لیکن کچھ عرصہ گزرنے کے بعد انہوں نے دیکھا کہ میں نہ صرف ثابت قدم ہوں بلکہ انہیں بھی احمدیت کی تبلیغ کر رہا ہوں اور میرے پاس اپنے موقف کے مضبوط دلائل ہیں تو ان کی طرف سے کسی قدر مخالفت شروع ہوئی۔ پھر چند ایام کے بعد ہی میری تبلیغ سے ایک دو بیعتیں ہوئیں تو مخالفین نے تمسخر اور استہزاء کی راہ اپنائی۔ انہوں نے علاقے کے بعض اوباشوں کو احمدیت کے خلاف طرح طرح کے جملے سکھا کر ہمارے پیچھے لگا دیا اور جب بھی ہم میں سے کوئی باہر نکلتا تو اسے یہ سب کچھ سننا پڑتا۔ یہی نہیں بلکہ ہم مساجد کے آئمہ کی تقریروں کا موضوع بن گئے، تکفیر اور تحذیر کا پروپیگنڈہ کیا گیا اور ہمیں ڈرانے دھمکانے کا شغل عروج پر پہنچ گیا۔ تاہم اس کا نتیجہ بھی ہمارے حق میں اچھا ہی ثابت ہوا۔ وہ یوں کہ جب سعید فطرتوں نے دیکھا کہ یہ اپنے ایمان کی خاطر کسی مخالفت اور تمسخر یا توہین کی بھی کوئی پرواہ نہیں کرتے تو وہ سوچنے پر مجبور ہوگئے کہ احمدیت میں آخر ایسی کیا بات ہے جو ان لوگوں کو ہر قسم کی مشکل راہ سے بخوشی گزرنے کا حوصلہ دیتی ہے۔ چنانچہ ان میں سے بعض نے احمدیت کے بارہ میں تحقیق کی اور بعض کو اس طریق سے ہدایت کا راستہ مل گیا۔

اہلیہ کی بیعت

جب ہمارے خلاف سازشیں تیز ہوئیں اور ہماری مخالفت بڑھنے لگی تو ہمارے عزیز واقارب نے بھی آہستہ آہستہ ہماری حمایت شروع کردی۔ اس کی بڑی مثال میری اہلیہ کی بیعت ہے۔ اس نے بھی شروع میں تو کوئی پرواہ نہ کی لیکن جب یہ دیکھا کہ باوجود لوگوں کی سخت مخالف اور توہین آمیز رویّہ کے میں ایمان پر قائم ہوں اور سب کچھ صبر کے ساتھ برداشت کر رہا ہوں تو اس نے ایک روز مجھے کہا کہ مجھے جماعت کی کوئی تفسیر دیں میں اسے پڑھ کر خود فیصلہ کروں گی۔ میں نے اسے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی سورۃ النمل کی تفسیر دی جسے پڑھ کر اس کی کایا پلٹ گئی۔ وہ کہنے لگی کہ دراصل یہی حق ہے۔ لہٰذا اس نے بیعت کرلی۔

موجودہ شر میں خیر کا پہلو

یمن کے موجودہ حالات بہر حال اچھے نہیں ہیں۔ تباہی اور بربادی کے ڈیرے ہیں۔ لیکن اس شر میں بھی خیر کا یہ پہلو ضرور ہے کہ لوگ شر پسند مُلّاں سے متنفر ہوگئے ہیں کیونکہ ان فسادات کے شروع میں انہی مُلّاؤں نے فتوے دے دے کر اس آگ کو خوب دہکایا اور آج اس کی لپٹوں سے پورا ملک جل رہا ہے۔

شاید یہی وجہ ہے کہ آج جماعت کی رواداری اور محبت کی تعلیم کو بڑی توجہ سے سنا جا رہا ہے اور لوگوں کے دلوں میں جماعت کی تعلیم کی طرف غیر معمولی میلان پیدا ہوتا جا رہا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ دلوں کے تالے کھولے اور میرے ملک کے لوگوں کو بھی امام الزمان کو قبول کرنے کی توفیق ملے۔ آمین۔

(باقی آئندہ)

ارکانِ نماز کی حکمتیں اور متعلقہ مسائل

بیان فرمودہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

ماخوذ از کتاب ’فقہ المسیح‘ مرتبہ: انصار احمد نذر۔ (صدر شعبہ فقہ جامعہ احمدیہ ربوہ)

ارکانِ نماز کی حقیقت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ارکانِ نماز کی حکمتیں بیان کرتے ہوئے فرمایا:

”ارکانِ نماز دراصل روحانی نشست و برخاست.... ہیں۔ انسان کو خدا تعالیٰ کے روبرو کھڑا ہونا پڑتا ہے اور قیام بھی آدابِ خدمتگاران میں سے ہے۔ رکوع جو دوسرا حصہ ہے بتلاتا ہے کہ گویا تیاری ہے کہ وہ تعمیل حکم کو کس قدر گردن جھکاتا ہے اور سجدہ کمال ادب اور کمال تذلل اور نیستی کو جو عبادت کا مقصود ہے ظاہر کرتا ہے۔ یہ آداب اور طرق ہیں جو خدا تعالیٰ نے بطور یادداشت کے مقرر کر دیئے ہیں۔ اور جسم کو باطنی طریق سے حصہ دینے کی خاطر ان کو مقرر کیا ہے۔ علاوہ ازیں باطنی طریق کے اثبات کی خاطر ایک ظاہری طریق بھی رکھ دیا ہے۔ اب اگر ظاہری طریق میں (جو اندرونی اور باطنی طریق کا ایک عکس ہے۔) صرف نقال کی طرح نقلیں اتاری جاویں اور اسے ایک بارِ گراں سمجھ کر اُتار پھینکنے کی کوشش کی جاوے تو تم ہی بتاؤ اس میں کیا لذت اور حظ آ سکتا ہے؟ اور جب تک لذت اور سرور نہ آئے اُس کی حقیقت کیونکر متحقق ہوگی اور یہ اس وقت ہوگا جبکہ روح بھی ہمہ نیستی اور تذلّل تام ہو کر آستانۂ الوہیت پر گرے اور جو زبان بولتی ہے روح بھی بولے۔ اُس وقت ایک سرور اور نور اور تسکین حاصل ہو جاتی ہے۔ مَیں اِس کو اور کھول کر لکھنا چاہتا ہوں کہ انسان جس قدر مراتب طے کر کے انسان ہوتا ہے یعنی کہاں نطفہ بلکہ اس سے بھی پہلے نطفہ کے اجزاء یعنی مختلف قسم کی اغذیہ اور اُن کی ساخت اور بناوٹ۔ پھر نطفہ کے بعد مختلف مدارج کے بعد بچہ، پھر جوان، بوڑھا۔ غرض ان تمام عالموں میں جو اس پر مختلف اوقات میں گزرے ہیں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا معترف ہو اور وہ نقشہ ہر آن اس کے ذہن میں کھنچا رہے۔ تو بھی وہ اس قابل ہو سکتا ہے کہ ربوبیت کے مدّمقابل میں اپنی عبودیت کو ڈال دے۔ غرض مدّعا یہ ہے کہ نماز میں لذت اور سرور بھی عبودیت اور ربوبیت کے ایک تعلق سے پیدا ہوتا ہے۔ جب تک اپنے آپ کو عدم محض یا مشابہ بالعدم قرار دے کر جو ربوبیت کا ذاتی تقاضہ ہے نہ ڈال دے اُس کا فیضان اور پَرتَو اس پر نہیں پڑتا اور اگر ایسا ہو تو پھر اعلیٰ درجہ کی لذت حاصل ہوتی ہے جس سے بڑھ کر کوئی حظ نہیں ہے“۔

(الحکم 12/اپریل 1899ء صفحہ 5)

تکبیر تحریمہ

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ صاحب تحریر کرتے ہیں کہ خواجہ عبدالرحمٰن صاحب ساکن کشمیر نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ میرے والد صاحب بیان کرتے تھے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نماز کی نیت باندھتے تھے تو حضور اپنے ہاتھوں کے انگوٹھوں کو کانوں تک پہنچاتے تھے یعنی یہ دونوں آپس میں چُھو جاتے تھے۔

(سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 744، 745)

نماز میں بسم اللہ جَھْرًا یا سِرًّا دونوں طرح جائز ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے فرمایا:

”بسم اللہ جہراً اور آہستہ پڑھنا، ہر دو طرح جائز ہے۔ ہمارے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب (اَللّٰھُمَّ اغْفِرْہُ وَارْحَمْہُ) جوشیلی طبیعت رکھتے تھے، بسم اللہ جَھرًا پڑھا کرتے تھے۔ حضرت مرزا صاحب جَھرًا نہ پڑھتے تھے۔ ایسا ہی میں بھی آہستہ پڑھتا ہوں۔ صحابہ میں ہر دو قسم کے گروہ ہیں۔ مَیں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ کسی طرح کوئی پڑھے، اس پر جھگڑا نہ کرو۔ ایسا ہی آمین کا معاملہ ہے، ہر دو طرح جائز ہے۔ بعض جگہ یہود اور عیسائیوں کو مسلمانوں کا آمین پڑھنا بُرا لگتا تھا تو صحابہ خوب اونچی پڑھتے تھے۔ مجھے ہر دو طرح مزہ آتا ہے، کوئی اونچا پڑھے یا آہستہ پڑھے“۔

(بدر 23 مئی 1912ء صفحہ 3)

رفع یدین

فرمایا: ”ضروری نہیں اور جو کرے تو جائز ہے۔“

(بدر 31/اکتوبر 1907ء صفحہ 7)

رفع یدین کے متعلق فرمایا کہ:۔

”اس میں چنداں حرج نہیں معلوم ہوتا، خواہ کوئی کرے یا نہ کرے۔ احادیث میں بھی اس کا ذکر دونوں طرح پر ہے اور وہابیوں اور سنّیوں کے طریقِ عمل سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے کیونکہ ایک تو رفع یدین کرتے ہیں اور ایک نہیں کرتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی وقت رفع یدین کیا اور بعد ازاں ترک کر دیا“۔

(البدر 3/اپریل 1903ء صفحہ 85)

اس موضوع پر مندرجہ ذیل روایت بھی ملتی ہے۔

”حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ صاحب تحریر کرتے ہیں کہ حافظ نور محمد صاحب ساکن فیض اللہ چک نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مسئلہ دریافت کیا کہ حضور فاتحہ خلف امام اور رفع یدین اور آمین کے متعلق کیا حکم ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ طریق حدیثوں سے ثابت ہے اور ضرور کرنا چاہئے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ فاتحہ خلف امام والی بات تو حضرت صاحب سے متواتر ثابت ہے مگر رفع یدین اور آمین بِالجَھر والی بات کے متعلق مَیں نہیں سمجھتا کہ حضرت صاحب نے ایسا فرمایا ہو کیونکہ اگر حضور اسے ضروری سمجھتے تو لازم تھا کہ خود بھی اس پر ہمیشہ عمل کرتے مگر حضور کا دوامی عمل ثابت نہیں بلکہ حضور کا عام عمل بھی اس کے خلاف تھا۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ جب حافظ صاحب نے حضور سے سوال کیا تو چونکہ سوال میں کئی باتیں تھیں۔ حضور نے جواب میں صرف پہلی بات کو مدنظر رکھ کر جواب دے دیا یعنی حضور کے جواب میں صرف فاتحہ خلف امام مقصود ہے۔ واللہ اعلم“۔

(سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 564)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ صاحب تحریر کرتے ہیں کہ مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے بیان کیا کہ اوائل میں مَیں سخت غیر مقلد تھا اور رفع یدین اور آمین بِالجَھر کا بہت پابند تھا اور حضرت صاحب کی ملاقات کے بعد بھی میں نے یہ طریق مدت تک جاری رکھا۔ عرصہ کے بعد ایک دفعہ جب میں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی تو نماز کے بعد آپ نے مجھ سے مسکرا کر فرمایا میاں عبداللہ اب تو اس سنت پر بہت عمل ہو چکا ہے اور اشارہ رفع یدین کی طرف تھا۔ میاں عبداللہ صاحب کہتے ہیں کہ اس دن سے میں نے رفع یدین کرنا ترک کر دیا بلکہ آمین بِالجَھر کہنا بھی چھوڑ دیا اور میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت صاحب کو کبھی رفع یدین کرتے یا آمین بِالجَھر کہتے نہیں سُنا اور نہ کبھی بسم اللہ بِالجَھر پڑھتے سُنا ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا طریق عمل وہی تھا جو میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا لیکن ہم احمدیوں میں حضرت صاحب کے زمانہ میں بھی اور آپ کے بعد بھی یہ طریق عمل رہا ہے کہ ان باتوں میں کوئی ایک دوسرے پر گرفت نہیں کرتا بعض آمین بالجہر کہتے ہیں بعض نہیں کہتے بعض رفع یدین کرتے ہیں اکثر نہیں کرتے، بعض بسم اللہ بِالجَھر پڑھتے ہیں اکثر نہیں پڑھتے اور حضرت صاحب فرماتے تھے کہ دراصل یہ تمام طریق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں مگر جس طریق پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کثرت کے ساتھ عمل کیا وہ وہی طریق ہے جس پر حضرت صاحب کا عمل تھا“۔

(سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 147، 148)

فاتحہ خلف الامام

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ صاحب تحریر کرتے ہیں کہ مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بڑی سختی کے ساتھ اس بات پر زور دیتے تھے کہ مقتدی کو امام کے پیچھے بھی سورۃ فاتحہ پڑھنی ضروری ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی فرماتے تھے کہ باوجود سورۃ فاتحہ کو ضروری سمجھنے کے میں یہ نہیں کہتا کہ جو شخص سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔ کیونکہ بہت سے بزرگ اور اولیاء اللہ ایسے گذرے ہیں جو سورۃ فاتحہ کی تلاوت ضروری نہیں سمجھتے تھے اور میں ان کی نمازوں کو ضائع شدہ نہیں سمجھ سکتا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حنفیوں کا عقیدہ ہے کہ امام کے پیچھے مقتدی کو خاموش کھڑے ہو کر اس کی تلاوت کو سُننا چاہئے اور خود کچھ نہیں پڑھنا چاہئے۔ اور اہلِ حدیث کا یہ عقیدہ ہے کہ مقتدی کے لئے امام کے پیچھے بھی سورۃ فاتحہ کا پڑھنا ضروری ہے اور حضرت صاحب اس مسئلہ میں اہلِ حدیث کے مؤید تھے مگر باوجود اس عقیدہ کے آپ غالی اہلِ حدیث کی طرح یہ نہیں فرماتے تھے کہ جو شخص سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔

(سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 334، 335)

حضرت منشی رستم علی صاحب کے ایک سوال کے جواب میں حضرت اقدس علیہ السلام نے خط میں انہیں تحریر فرمایا کہ:

”نماز مقتدی بغیر سورۃ فاتحہ بھی ہو جاتی ہے مگر افضلیت پڑھنے میں ہے۔ اگر کوئی امام جلد خواں ہو تو ایک آیت یا دو آیت جس قدر میسر آوے آہستہ پڑھ لیں جو مانع سماعت قراءت امام نہ ہو اور اگر میسر نہ آ سکے تو مجبوری ہے نماز ہو جائے گی مگر افضلیت کے درجہ پر نہیں ہوگی“۔

(مکتوباتِ احمد جلد دوم صفحہ 471)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ صاحب تحریر کرتے ہیں کہ میاں خیرالدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میں نے حضورؑ کی خدمت میں سورۃ الحمد خلف امام پڑھنے کے متعلق سوال کیا۔ فرمایا کہ ”قراءت سورۃ الحمد خلف امام بہتر ہے۔“

میں نے عرض کی کہ اگر نہ پڑھا جائے تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ فرمایا کہ نماز تو ہو جاتی ہے مگر افضل تو یہی ہے کہ الحمد خلف امام پڑھا جاوے۔ یہ بھی فرمایا کہ اگر بدوں سورۃ الحمد خلف امام نماز نہ ہوتی ہو تو حنفی مذہب میں بڑے بڑے صالح لوگ گزرے ہیں وہ کس طرح صالح ہو جاتے۔ نماز دونوں طرح سے ہو جاتی ہے فرق صرف افضلیت کا ہے۔ ایسا ہی آمین بالسرّ پر آمین بالجہر کو ترجیح دی جاتی تھی“۔

(سیرت المہدی جلد 2 صفحہ 153)

ضروری تصحیح

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 28/اگست 2015ء شائع شدہ الفضل انٹرنیشنل 18/ستمبر 2015ء صفحہ 8 کالم 1 سطر نمبر 11 میں درج ذیل عبارت شائع ہوئی ہے:

”یونان سے بھی پہلی دفعہ وفد آیا ہوا تھا۔“

کیونکہ اس سے پہلے بھی یونان سے وفد آچکا ہے اس لئے احباب نوٹ فرمالیں کہ اس میں ”پہلی دفعہ“ کے الفاظ محذوف سمجھے جائیں۔ درست عبارت یوں ہوگی: ”یونان سے بھی وفد آیا ہوا تھا۔“

الفضل انٹرنیشنل کے انٹرنیٹ ایڈیشن میں یہ درستی کر دی گئی ہے۔

تحریک جدید کے نئے مالی سال کا اعلان

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تحریک جدید کے 82ویں سال کا اعلان فرمایا ہے۔

تمام امرائے کرام، مبلغین انچارج اور نیشنل صدران جماعت سے درخواست ہے کہ نئے سال کے وعدہ جات کے حصول کا کام شروع فرماویں اور 31 دسمبر 2015ء تک وعدہ جات کا کام مکمل کر کے رپورٹ سے مطلع فرماویں۔ جزاک اللہ احسن الجزاء

کوشش کریں کہ ہر فردِ جماعت خواہ چھوٹا ہو یا بڑا اس بابرکت تحریک میں شامل ہو۔ خاص طور پر نومبائعین کی طرف توجہ دی جائے۔

(ایڈیشنل وکیل المال، لندن)

خطبہ جمعہ

افراد جماعت کو اپنے علم میں اضافہ کرنا چاہئے۔ دینی علم رکھنے والے حالات حاضرہ سے بھی واقفیت رکھیں اور تاریخ سے بھی واقفیت رکھیں۔ خاص طور پر وہ جن کے سپرد تبلیغ کا کام ہے۔ مربّیان ہیں، مبلغین ہیں ان کو چاہئے کہ خاص طور پر توجہ دیں۔

ہمارا یہی اصول ہونا چاہئے کہ ہم کسی کے لئے بددعا نہ کریں بلکہ ہمیں اپنے مخالفین کے لئے دعا کرنی چاہئے۔ ہماری دعا یہ ہونی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ امت کو علماءِ سوء اور غلط لیڈروں سے بچائے اور عوام الناس کو حق پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے۔

جماعت احمدیہ کی تاریخ اس پر گواہ ہے کہ ہر ابتلا ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقی کے سامان لے کر آتا ہے۔

دنیا میں خیالات ایک دوسرے پر اثر کر رہے ہوتے ہیں مگر ان کا پتا نہیں لگتا۔ پس خاص طور پر نوجوانوں کو بھی اس طرف توجہ دینی چاہئے کہ ان کی دوستیاں، ان کا اٹھنا بیٹھنا ایسے لوگوں سے ہو جو اُن پر بد اثر نہ ڈالیں۔

اگر ہم میں سے ہر ایک کی یہ سوچ ہو جائے کہ بجائے اپنے دنیاوی مفادات حاصل کرنے کے نیکی میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں۔ سچائی پر قائم رہنے میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کریں تو جہاں یہ بات ہماری اپنی تربیت کے لئے، اپنے ثواب پہنچانے کے لئے فائدہ مند ہو گی ہماری نسلوں کی تربیت کرنے والی بھی ہو گی اور اس کے ساتھ ہی جماعت کی ترقی کا باعث بھی بنے گی۔

یہ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگ جماعت کو عطا فرمائے جو اخلاص و وفا میں بڑھنے والے ہوں اور دینی ترقی میں آگے قدم بڑھانے والے ہوں۔

جو لوگ نکمّے بیٹھے رہتے ہیں بعض دوسرے ممالک میں، غریب ملکوں میں بھی اور یہاں بھی آ کر بعض لوگ بیٹھے رہتے ہیں وہ اگر ذرا بھی توجہ کریں تو کوئی نہ کوئی ہُنر اور کام سیکھ سکتے ہیں اور روپیہ کما سکتے ہیں بلکہ رفاہِ عامہ کے کاموں میں خدمتِ خلق کے کاموں میں بھی حصہ لے سکتے ہیں۔

اپنے نفسوں کو قابو میں رکھیں اور دنیا کو دکھا دیں کہ ایک ایسی جماعت بھی دنیا میں ہو سکتی ہے جو تمام قسم کی اشتعال انگیزیوں کو دیکھ اور سن کر امن پسند رہتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت پر روشنی ڈالنے والے واقعات یا آپ علیہ السلام کی بیان فرمودہ حکایات کا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تقاریر کے حوالہ سے تذکرہ اور ان واقعات و حکایات کی روشنی میں احباب جماعت کو اہم نصائح

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 30/ اکتوبر 2015ء بمطابق 30/ اخاء 1394 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے واقعات اور آپ کے حوالے سے جو آپ نے بعض حکایات بیان کیں ان کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی مختلف تقاریر میں بیان کیا ہوا ہے ان کو مختلف جگہوں سے لے کے میں آج بیان کروں گا۔ ہر واقعہ یا حکایت علیحدہ علیحدہ اپنے اندر ایک نصیحت کا پہلو رکھتی ہے۔ اس بات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہ افراد جماعت کو اپنے علم میں اضافہ کرنا چاہئے۔ دینی علم رکھنے والے حالات حاضرہ سے بھی واقفیت رکھیں اور تاریخ سے بھی واقفیت رکھیں۔ خاص طور پر وہ جن کے سپرد تبلیغ کا کام ہے۔ مربّیان ہیں، مبلغین ہیں ان کو چاہئے کہ خاص طور پر توجہ دیں۔ آج کل کی دنیا میں تو یہ معلومات فوری طور پر بڑی آسانی سے مہیا ہو جاتی ہیں۔ بہرحال ایک حکایت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمائی ہے جو علمی استعداد بڑھانے کی طرف بھی توجہ دلاتی ہے۔ موقع محل کے مطابق اپنی علمی صلاحیت کے اندر رہنے کی طرف بھی توجہ دلاتی ہے اور حقیقی بزرگی کے معیار کی طرف بھی توجہ دلاتی ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم نے یہ واقعہ سنا ہوا ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ کوئی شخص تھا جو بڑا بزرگ کہلاتا تھا۔ کسی بادشاہ کا وزیر اتفاقاً اس کا معتقد ہو گیا اور اس نے ہر جگہ اس شخص کی بزرگی اور اس کی ولایت کا پروپیگنڈا شروع کر دیا اور یہ کہنا شروع کر دیا کہ وہ بڑے بزرگ اور خدا رسیدہ انسان ہیں۔ یہاں تک کہ اس نے بادشاہ کو بھی تحریک کی اور کہا کہ آپ ان کی ضرور زیارت کریں۔ چنانچہ بادشاہ نے کہا اچھا فلاں دن میں اس بزرگ کے پاس جاؤں گا۔ جو بنا ہوا بزرگ ہے یا جسے تم بزرگ کہتے ہو۔ بہرحال وزیر نے یہ بات فوراً اس بزرگ کو پہنچا دی اور کہا کہ بادشاہ فلاں دن آپ کے پاس آئے گا۔ آپ اس سے اس طرح باتیں کریں تا کہ اس پر اثر ہو جائے اور وہ بھی آپ کا معتقد ہو جائے۔ اگر بادشاہ معتقد ہو گیا تو پھر باقی رعایا بھی پوری توجہ دے گی۔ بہرحال آپ لکھتے ہیں کہ معلوم نہیں وہ بزرگ تھا یا نہیں مگر جو آگے واقعات ہیں ان سے یہ ضرور ظاہر ہوتا ہے کہ بیوقوف ضرور تھا۔ جب اسے اطلاع پہنچی کہ بادشاہ آنے والا ہے اور اس سے مجھے ایسے باتیں کرنی چاہئیں جن کا اس کی طبیعت پر اچھا اثر ہو تو اس نے اپنے ذہن میں کچھ باتیں سوچ لیں اور جب بادشاہ اس سے ملنے کے لئے آیا تو کہنے لگا۔ بادشاہ سلامت! آپ کو انصاف کرنا چاہئے۔ دیکھئے مسلمانوں میں سے جو سکندر نامی بادشاہ گزرا ہے وہ کیسا عادل اور منصف تھا اور اس کا آج تک کتنا شہرہ ہے۔ حالانکہ سکندر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے سینکڑوں سال پہلے بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی پہلے ہو چکا تھا مگر اس نے سکندر کو رسول کریم صلی اللہ

علیہ وسلم سے بعد کا بادشاہ قرار دے کر اسے مسلمان بادشاہ قرار دے دیا۔ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی سینکڑوں سال بعد ہوا تھا کیونکہ سکندر خلافت اربع کے زمانے میں تو ہو نہیں سکتا تھا کیونکہ اس وقت خلفاء کی حکومت تھی۔ حضرت معاویہ کے زمانے میں بھی نہیں ہوسکتا تھا کیونکہ اس وقت حضرت معاویہ تمام دنیا کے بادشاہ تھے۔ بنوعباس کے ابتدائی ایام خلافت میں بھی نہیں ہوسکتا تھا کیونکہ اس وقت بھی وہی رُوئے زمین کے حکمران تھے۔ پس اگر سکندر مسلمان تھا تو وہ چوتھی پانچویں صدی ہجری کا بادشاہ ہوسکتا ہے حالانکہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سینکڑوں سال پہلے گزرا ہے۔ تو وہ جو سینکڑوں سال پہلے کا بادشاہ تھا اسے اس شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی امت میں سے قرار دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے بادشاہ پہ اثر تو کیا ڈالنا تھا، بادشاہ اس سے سخت بدظن ہوگیا اور فوراً اٹھ کر چلا آیا۔ تو حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ تاریخ دانی بزرگی کے لئے شرط نہیں ہے مگر یہ مصیبت تو اس خودساختہ بزرگ نے خود اپنے اوپر سہیڑی۔ اسے کس نے کہا تھا کہ وہ تاریخ میں دخل دینا شروع کردے۔‘‘

(مأخوذ از خطبات محمود جلد 19 صفحہ 631 تا 633)

تو اس لئے علم صحیح ہونا چاہئے اور جو بھی بات انسان کرے اس کے بارے میں یہ تسلّی ہونی چاہئے کہ اگر وہ تاریخی لحاظ سے ہے تو تاریخ کا صحیح علم ہو اور کوئی علمی بات ہو تو اس کا صحیح علم ہو۔ اس شخص کو اس کی نفس کی خواہش نے ہلاک کر دیا۔ جب انسان سچائی سے ہٹ کر نام نہاد بزرگی اور علم کا چولہ پہنے یا اس کو پہننے کی کوشش کرتا ہے تو پھر اسی طرح ذلیل ہوتا ہے یہی انجام ہوتا ہے۔

پھر ایک جگہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کے حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل کی نرمی اور امّت کے لئے درد بلکہ انسانیت کے لئے بھی درد کا واقعہ بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود نے فرمایا کہ کسی کو بددعا دینے کی لوگوں کو بڑی جلدی ہوتی ہے۔ ہمارا یہی اصول ہونا چاہئے کہ ہم کسی کے لئے بددعا نہ کریں بلکہ ہمیں اپنے مخالفین کے لئے دعا کرنی چاہئے۔ آخر انہوں نے ہی ایمان لانا ہے۔ مولوی عبدالکریم صاحب فرمایا کرتے تھے کہ میں چوبارے میں رہتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کمرے کے اوپر آپ نے ان کے لئے ایک اور کمرہ بنوایا تھا اور اوپر رہتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مکان کے نچلے حصے میں تھے کہ ایک رات نچلے حصے سے مجھے اس طرح رونے کی آواز آئی جیسے کوئی عورت دردِزہ کی وجہ سے چلّاتی ہو۔ مجھے تعجب ہوا اور میں نے کان لگا کر آواز کو سنا تو معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دعا کر رہے ہیں اور آپ کہہ رہے ہیں کہ اے خدا! طاعون پڑی ہوئی ہے اور لوگ اس کی وجہ سے مر رہے ہیں۔ اے خدا! اگر یہ سب لوگ مر گئے تو تجھ پر ایمان کون لائے گا۔

اب دیکھو طاعون وہ نشان تھا جس کی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی۔ طاعون کے نشان کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں سے بھی پتا چلتا ہے۔ لیکن جب طاعون آتی ہے تو وہی شخص جس کی صداقت کو ظاہر کرنے کے لئے طاعون آتی ہے خدا تعالیٰ کے سامنے گڑگڑاتا ہے اور کہتا ہے کہ اے اللہ! اگر یہ لوگ مر گئے تو تجھ پر ایمان کون لائے گا۔ پس مومن کو عام لوگوں کے لئے بددعا نہیں کرنی چاہئے کیونکہ وہ انہی کے بچانے کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ ایک مومن دنیا کو بچانے کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ اگر وہ ان کے لئے بددعا کرے گا تو وہ کس کو بچائے گا؟ احمدیت قائم ہی اس لئے ہوئی ہے کہ وہ اسلام کو بچائے۔ احمدیت قائم ہی اس لئے ہوئی ہے کہ وہ مسلمانوں کو بچائے اور ان کی عظمت انہیں واپس دلائے۔ بنواُمیّہ کے زمانے میں مسلمانوں کو جو شوکت اور عظمت حاصل تھی حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں آج وہی شوکت و عظمت احمدیت مسلمانوں کو اس شرط کے ساتھ دینا چاہتی ہے کہ بنوعباس اور بنواُمیّہ کی خرابیاں ان میں نہ آئیں۔

پس جن لوگوں کو اعلیٰ مقام تک پہنچانے کے لئے ہمیں کھڑا کیا گیا ہے ان کے لئے ہم بددعا کیسے کر سکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ

اے دل تو نیز خاطر اینان نگاہ دار
کاخر کنند دعوئے حبّ پیمبرمؐ

کہ اے میرے دل تو ان لوگوں کے خیالات، جذبات اور احساسات کا خیال رکھا کرتا ان کے دل میلے نہ ہوں۔ یہ نہ ہو کہ تنگ آ کر تُو بددعا کرنے لگ جائے۔ یعنی اپنے آپ کو کہہ رہے ہیں۔ آخر ان کو تیرے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے اور اسی محبت کی وجہ سے جو انہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے یہ تمہیں گالیاں دیتے ہیں۔ (مأخوذ از خطبات محمود جلد 33 صفحہ 221-222)

پس عوام الناس تو لاعلم ہے۔ ان کو جو مولوی پڑھاتے ہیں وہ آگے اس کا اظہار کر دیتے ہیں۔ آج بھی کئی احمدی اپنے واقعات بھیجتے ہیں کہ جب کسی طرح احمدیت کی حقیقت مخالفین کو بتائی گئی یا کسی شخص کو بتائی گئی جو مخالف تھا تو اس کی کایا پلٹ گئی۔ اسی طرح مجھے بھی بعض غیر از جماعت خط لکھتے ہیں کہ کس طرح ان کو احمدیت کی حقیقت معلوم ہوئی اور اب ہمیں پتا چلا ہے کہ مولوی ہمیں کس طرح گمراہ کر رہے تھے۔ افریقہ میں کئی ایسے واقعات ہیں جہاں بعد میں جماعتیں قائم ہوئیں اور انہوں نے اظہار کیا کہ ہمیں مولویوں نے غلط رنگ میں احمدیت کے بارے میں بتایا تھا۔ پس ہماری دعا یہ ہونی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ امّت کو علماءِ سوء اور غلط لیڈروں سے بچائے اور عوام الناس کو حق پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے۔

پھر اس بات کو بیان کرتے ہوئے کہ حقیقی مسلمان کے لئے یہ مقدر ہے کہ مصائب اور مشکلات اور خطرات پیدا ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے بہتری کے سامان پیدا فرماتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ حضرت مولانا روم کا شعر ہے کہ

ہَرْ بَلا کِیْں قومِ رَا اُوْ دَادَہ است
زِیرِ آں یَکْ گَنْجْ ہَا بِنْہادَہ است

کہ اس خدا نے قوم پر جو بھی مشکل ڈالی اس کے نیچے اس نے ایک بہت بڑا خزانہ رکھا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس کو پڑھ کر ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی قوم یا جماعت واقع میں مسلمان بن جائے تو اس کے تمام مصائب اور تمام خطرات جن میں وہ گرفتار ہو اس کے لئے موجب نجات و ترقی ہو جاتے ہیں اور اس پر کوئی مصیبت نہیں آتی جس کا نتیجہ اس کے لئے سُکھ نہیں ہوتا۔ یعنی ہر مصیبت جو آتی ہے ہر مشکل جو آتی ہے اس کے پیچھے سُکھ اور آسانیاں ہوتی ہیں۔

(مأخوذ از خطبات محمود جلد 9 صفحہ 166-167)

پس اس وقت تمام مسلم اُمّہ میں سے حقیقی مسلمان وہی ہے جو زمانے کے امام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کے ساتھ جُڑا ہوا ہے۔ ہمارے لئے اگر مشکلات کھڑی ہوتی ہیں تو مستقبل کی خوشخبریاں دینے کے لئے ہیں اور یہ سچائی کو ماپنے کا بہت بڑا معیار ہے کہ مشکلات کے بعد سُکھ آتے ہیں۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ اس پر گواہ ہے کہ ہر ابتلا ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقی کے سامان لے کر آتا ہے۔

پھر اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ بدخیالات کا اثر بغیر ظاہری اسباب کے صرف صحبت سے بھی ہو جاتا ہے۔ کوئی کسی کو کسی برائی میں پڑنے کی ترغیب دے یا نہ دے اگر کسی برے کی صحبت میں انسان وقت گزار رہا ہو تو وہ برائی لاشعوری طور پر اس میں پیدا ہو جاتی ہے۔ برے انسان کا اثر لاشعوری طور پر اس پر ہو رہا ہوتا ہے۔ اس بات کو بیان فرماتے ہوئے آپ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک سکھ طالبعلم نے جو گورنمنٹ کالج میں پڑھتا تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اخلاص کا تعلق رکھتا تھا حضرت صاحب کو کہلا بھیجا یا دوسری روایت میں ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعہ سے کہلا کے بھیجا (مأخوذ از اپنے اندر یکجہتی پیدا کرو...... انوار العلوم جلد 24 صفحہ 422) کہ پہلے مجھے خدا پر یقین تھا مگر اب میرے دل میں اس کے متعلق شکوک پڑنے لگ گئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے کہلا بھیجا کہ جہاں تم کالج میں جس سیٹ پر بیٹھتے ہو اس جگہ کو بدل لو۔ چنانچہ اس نے جگہ بدل لی اور پھر بتایا کہ اب خدا تعالیٰ کے بارے میں کوئی شک پیدا نہیں ہوتا۔ جب یہ بات حضرت صاحب کو سنائی گئی تو آپ نے فرمایا کہ اس پر ایک شخص کا اثر پڑ رہا تھا جو اس کے پاس بیٹھتا تھا اور وہ دہریہ تھا۔ جب جگہ بدلی تو اس کا اثر پڑنا بند ہو گیا اور شکوک بھی نہ رہے۔ تو برے آدمی کے پاس بیٹھنے سے بھی بلا اس کے کہ وہ کوئی لفظ کہے اثر پڑتا ہے اور اچھے آدمی کے پاس بیٹھنے سے بلا اس کے کہ وہ کچھ کہے اچھا اثر پڑتا ہے۔‘‘

(مأخوذ از ملائکۃ اللہ۔ انوار العلوم جلد 5 صفحہ 537)

پس دنیا میں خیالات ایک دوسرے پر اثر کر رہے ہوتے ہیں مگر ان کا پتا نہیں لگتا۔ پس خاص طور پر نوجوانوں کو بھی اس طرف توجہ دینی چاہئے کہ ان کی دوستیاں، ان کا اٹھنا بیٹھنا، ایسے لوگوں سے ہو جواُن پر بداثر نہ ڈالیں۔ اسی طرح ٹی وی پروگرام ہیں۔ اس بارے میں بڑوں کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ وہ بچوں کو پروگرام دیکھنے سے روکتے ہیں تو وہ اگر بچوں کو ایسے پروگرام نہ بھی دیکھنے دیں جو بچوں کے اخلاق پر برا اثر ڈالتے ہیں یا پروگراموں میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ یہ بچوں کی عمر کے لئے نہیں ہیں، اس عمر کے بچوں کے لئے نہیں لیکن خود گھروں میں اگر ماں باپ دیکھ رہے ہوں تو ایک تو یہ بات ہے کہ کبھی نہ کبھی بچوں کی نظر اس پروگرام پر پڑ جاتی ہے جب ماں باپ دیکھ رہے ہوں۔ دوسرے لاشعوری طور پر ماحول کا بھی اثر ہو رہا ہوتا ہے اور بچوں کی تربیت بھی خراب ہو رہی ہوتی ہے۔ ایسے ماں باپ جو ایسے پروگرام دیکھتے ہیں یہ تو ہو نہیں سکتا کہ وہ خود یہ پروگرام دیکھنے کے بعد بالکل تقویٰ کے اعلیٰ معیاروں پر قائم ہوں۔ بعض دیر تک دیکھتے ہیں اور پھر صبح فجر پہ نمازوں کے لئے بھی نہیں جاگتے۔ پس والدین کا بھی فرض ہے کہ اپنے گھر کے ماحول کو پاک صاف رکھیں کیونکہ لاشعوری طور پر ان چیزوں کا بھی بچوں پر اثر پڑتا ہے اور تربیت پر اثر پڑتا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جگہ بیان فرماتے ہیں کہ دعا کے لئے تعلق کی ضرورت ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بعض لوگوں کو کہہ دیا کرتے تھے کہ تم ایک نذر مقرر کرو میں دعا کروں گا۔ یہ طریق اس لئے اختیار کرتے تھے کہ تعلق بڑھے۔ اس کے لئے حضرت صاحب نے بارہا ایک حکایت سنائی ہے کہ ایک بزرگ سے کوئی شخص دعا کرانے گیا۔ اس کے مکان کا قبالہ گم ہو گیا تھا۔ مکان کے جو کاغذات تھے وہ گم گئے تھے۔ اس نے کہا مَیں دعا کروں گا پہلے میرے لئے حلوہ لاؤ۔ وہ شخص حیران تو ہوا

کہ میں دعا کے لئے گیا ہوں اور یہ مجھے حلوہ کا کہہ رہے ہیں۔ مگر بہرحال اس کو دعا کی ضرورت تھی حلوہ لینے چلا گیا اور حلوائی کی دکان سے حلوہ لیا۔ اور جب حلوہ اس نے لیا اور حلوائی اس کو ایک کاغذ میں ڈال کر دینے لگا جو کاغذ حلوائی کے پاس پڑا ہوا تھا تو اس نے شور مچا دیا کہ اس کاغذ کو نہ پھاڑنا۔ یہی تو میرے مکان کے کاغذات ہیں۔ اسی کے لئے تو میں دعا کروانا چاہتا تھا۔ غرض وہ حلوہ لے کر گیا اور بتایا کہ مجھے قبالہ یا وہ کاغذات مل گئے ہیں تو اس بزرگ نے کہا کہ میری غرض حلوہ سے صرف یہ تھی کہ تمہارے سے ایک تعلق پیدا ہو اور وہ تعلق دعا کے لئے تو پیدا ہونا ہی تھا تمہیں ظاہری فائدہ بھی ہو گیا۔

(مأخوذ از منصب خلافت۔ انوار العلوم جلد 2 صفحہ 50-49)

تو بہت سے ایسے واقعات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے سے ملتے ہیں جب کسی مخلص کے کاروبار کی بہتری یا اس کی صحت کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خاص درد کے ساتھ اس لئے دعا کی کہ وہ آپ کے مشن، آپ کے اشاعت اسلام کے کاموں کے لئے مالی مدد بہت زیادہ کرتے تھے یا غیر معمولی کرتے تھے۔ پس ان قربانیوں کی وجہ سے خاص تعلق ان سے پیدا ہو گیا تھا۔

نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی تلقین کرتے ہوئے ایک دفعہ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام دو صحابیوں کے بارے میں سناتے تھے۔ ایک صحابی بازار میں گھوڑا بیچنے کے لئے لایا۔ دوسرے نے اس سے قیمت دریافت کی۔ اس نے کچھ بتائی لیکن خریدنے والے نے کہا نہیں اس کی قیمت یہ ہے اور جو اس نے بتائی وہ بیچنے والے کی بتائی ہوئی قیمت سے زیادہ تھی۔ لیکن بیچنے والا کہے کہ مَیں وہی قیمت لوں گا جو مَیں نے بتائی ہے اور خریدنے والا یہ کہہ رہا تھا کہ میں وہی قیمت دوں گا جو مَیں نے قرار دی ہے۔ تو آپ فرماتے ہیں کہ یہ تو صحابہ کا ایک معمولی واقعہ ہے۔ ان کی دیانت کا، ایمانداری کا یہ معیار تو ایک معمولی واقعہ ہے۔ وہ لوگ تو ہر ایک نیکی کے میدان میں ایک دوسرے سے بڑھنا چاہتے تھے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم نیکی میں ایک دوسرے سے بڑھو۔ اگر ایک دین کا کوئی کام کرے تو تم کوشش کرو کہ اس سے بھی بڑھ کر کرو اور دوسرے کے مقابلے میں اپنے نفس کو قربان کرو۔'' (مأخوذ از خطبات محمود جلد 5 صفحہ 445)

اگر ہم میں سے ہر ایک کی یہ سوچ ہو جائے کہ بجائے اپنے دنیاوی مفادات حاصل کرنے کے وہ نیکی میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں۔ سچائی پر قائم رہنے میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کریں تو جہاں یہ بات ہماری اپنی تربیت کے لئے، اپنے ثواب پہنچانے کے لئے فائدہ مند ہو گی ہماری نسلوں کی تربیت کرنے والی بھی ہو گی اور اس کے ساتھ ہی جماعت کی ترقی کا بھی باعث بنے گی۔ پس یہ ایمانداری کے معیار ہیں جو ہمیں قائم رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

پھر ایک اور اہم بات جس کی طرف ہر احمدی کو توجہ دینی چاہئے، یہ ہے کہ ہمیشہ یہ یاد رکھیں کہ تمام خوبیوں کی مالک صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اسی طرح کسی کو ہدایت دینا بھی اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے سپرد ایک کام کیا ہے کہ ہدایت کی اشاعت کرو۔ پیغام پہنچاؤ۔ لیکن ہدایت دینا یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ ہمیں جس حد تک ممکن ہو اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ اس کام کو کرنا چاہئے اور نتائج پھر اللہ تعالیٰ خود عطا فرماتا ہے۔ یہ کبھی خیال نہیں کرنا چاہئے کہ اگر فلاں شخص ہدایت پا جائے اور احمدی ہو جائے تو جماعت ترقی کرے گی۔ بعض دفعہ لوگ کہتے ہیں کہ فلاں فلاں شخص احمدی ہو جائے تو یہ احمدیت کی ترقی ہو گی اور ہم بھی احمدی ہو جائیں گے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بارے میں ایک جگہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آتے اور کہتے کہ ہمارے گاؤں میں فلاں شخص ہے اگر وہ احمدی ہو جائے تو ہم گاؤں کے لوگ احمدی ہو جائیں گے حالانکہ ان کا یہ خیال صحیح نہیں ہوتا کیونکہ اگر وہ شخص مان بھی لے تب بھی بہت سے ایسے ہوتے ہیں جو نہیں مانتے اور تکذیب سے باز نہیں آتے۔ چنانچہ واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک گاؤں میں تین مولوی تھے وہاں کے لوگ کہتے تھے کہ اگر ان میں سے کوئی مرزا صاحب کو مان لے تو ہم سب کے سب مان لیں گے۔ ان میں سے ایک نے بیعت کر لی۔ (اللہ تعالیٰ نے اس پر فضل کیا اور اس نے بیعت کر لی) تو سب لوگوں نے کہہ دیا کہ ایک نے مان لیا تو کیا ہوا۔ اس کی تو عقل ماری گئی ہے۔ ابھی دو نے نہیں مانا۔ دوسرے دو تو ایسے ہی ہیں ناں جنہوں نے نہیں مانا۔ یہ تین ہمارے ایسے بزرگ ہیں اور پڑھے لکھے لوگ ہیں اگر یہ مان لیں تو مانے جائیں گے۔ ایک نے مانا ہے تو کیا پتا اس کی عقل ماری گئی ہو۔ پھر ایک اور نے بیعت کر لی۔ پھر مخالفین نے یہی کہا کہ ان دونوں مولویوں کا کیا ہے، یہ تو بیوقوف لوگ ہیں۔ ایک نے ابھی تک بیعت نہیں کی اس لئے ہم نہیں مانتے۔ تو ایسے واقعات ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں لیکن جن لوگوں کا تجربہ وسیع نہیں ہوتا وہ اسی دُھن میں لگے رہتے ہیں کہ فلاں شخص مان لے تو سب لوگ مان لیں گے مگر اکثر ایسا نہیں ہوتا۔'' (مأخوذ از خطبات محمود جلد 5 صفحہ 450-451)

پس ہماری توجہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے کی طرف ہونی چاہئے۔ ہمارا انحصار اللہ تعالیٰ پر ہونا چاہئے اور جو کام ہم نے کرنا ہے اس کو کرنا چاہئے نہ کہ لوگوں کی طرف ہم نظر رکھیں۔ بہت سارے لوگ ہیں جن پر بعض لوگ بعض دفعہ انحصار کرتے ہیں لیکن وہ جن پر انحصار کیا جا رہا ہوتا ہے وہ خود ہی بعض دفعہ مشکل اور ابتلا میں آ جاتے ہیں۔ بعض دفعہ لوگ مجھے لکھتے ہیں کہ فلاں شخص نے اس کے لئے یہ شرائط کہی ہیں۔ اس کے لئے دعا کریں کہ اس کی یہ شرطیں پوری ہو جائیں تو وہ احمدی ہو جائے گا اور جب وہ احمدی ہو جائے گا تو ہمارے علاقے میں انقلاب آ جائے گا۔ حالانکہ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لئے یہ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگ جماعت کو عطا فرمائے جو اخلاص و وفا میں بڑھنے والے ہوں اور دینی ترقی میں آگے قدم بڑھانے والے ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو انسانیت کو گمراہی سے بچانے کے لئے کتنا درد تھا اس کی ایک مثال دیتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں ایک اَن پڑھ اور ادنیٰ عورت آئی۔ وہاں ہندوستان میں تو ذاتوں کا بڑا دیکھا جاتا ہے۔ تو بڑی ادنیٰ ذات کی عورت تھی اور کہنے لگی کہ حضور میرا بیٹا عیسائی ہو گیا۔ آپ دعا کریں کہ وہ مسلمان ہو جائے۔ آپ نے فرمایا تم اسے میرے پاس بھیجا کرو کہ وہ خدا تعالیٰ کی باتیں سنا کرے۔ وہ بیمار تھا اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس علاج کے لئے آیا ہوا تھا۔ کیونکہ وہ قادیان میں تھا تو آپ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے علاج کروا رہا ہے۔ اس کو میرے پاس بھی بھیج دیا کرو۔ آپ فرماتے ہیں اس لڑکے کو سِل کی بیماری تھی (یعنی ٹی بی کی بیماری تھی۔) چنانچہ جب وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آتا تو اسے نصیحت کرتے رہے اور اسلام کی باتیں سمجھاتے رہے لیکن عیسائیت اس کے اندر اتنی راسخ ہو چکی تھی کہ جب آپ کی باتوں کا اثر اس کے دل پر ہونے لگا تو اس نے خیال کیا کہ میں کہیں مسلمان ہی نہ ہو جاؤں۔ چنانچہ ایک رات وہ اپنی ماں کو غافل پا کر بٹالہ کی طرف بھاگ گیا۔ رات کو گھر سے، قادیان سے دوڑ گیا۔ اور بٹالہ میں جہاں عیسائیوں کا مشن تھا وہاں چلا گیا۔ جب اس کی ماں کو پتا لگا تو وہ راتوں رات بٹالہ پیدل گئی اور اسے پکڑ کر پھر قادیان واپس لے آئی۔ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ وہ عورت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پَیروں پر گر جاتی تھی اور کہتی تھی مجھے اپنا بیٹا پیارا نہیں مجھے اسلام پیارا ہے۔ میرا یہ اکلوتا بیٹا ہے مگر میری خواہش یہ ہے کہ یہ مسلمان ہو جائے پھر بیشک مر جائے۔ جو بیماری ہے اس سے اگر نہیں بچتا تو مجھے کوئی افسوس نہیں ہو گا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے اس عورت کی التجا قبول کر لی اور وہ لڑکا مسلمان ہو گیا اور اسلام لانے کے چند دن بعد (بیچارہ) فوت بھی ہو گیا۔

(مأخوذ از الفضل 10 فروری 1959ء صفحہ 3 جلد 48/13 نمبر 35)

اس عورت کو بھی یہ پتا تھا کہ اگر دین میں واپس لانے کے لئے کوئی آخری حیلہ، انسانی وسیلہ ہو سکتا ہے تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں کیونکہ انہی میں اسلام کا حقیقی درد ہے اور وہی حقیقی درد کے ساتھ دوسرے کو پیغام بھی پہنچا سکتے ہیں، تبلیغ بھی کر سکتے ہیں، قائل بھی کر سکتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصلاح کے طریق کا ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔ اب اصلاح میں بھی بعض لوگ بعض دفعہ غلط رنگ میں ایسی بات کہہ دیتے ہیں کہ لوگ بجائے اصلاح کے بگڑ جاتے ہیں۔ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں ''حضرت صاحب کی اصلاح کا طرز بڑا لطیف اور عجیب تھا۔ ایک شخص آپ کے پاس آیا۔ اس کے پاس وسائل کی کمی تھی۔ وہ باتوں باتوں میں یہ بیان کرنے لگا کہ اس کمی کی وجہ سے ریلوے ٹکٹ میں اس رعایت کے ساتھ آیا ہوں اور وہ طریقہ شاید کچھ غلط طریقہ تھا۔ آپ نے ایک روپیہ اس کو دے دیا (اس زمانے میں روپے کی بڑی ویلیو تھی) اور مسکراتے ہوئے فرمایا کہ امید ہے جاتے ہوئے ایسا کرنے کی تمہیں ضرورت نہیں پڑے گی۔'' اس کو یہ بھی سمجھا دیا کہ جو جائز چیز ہے اس کو ہمیشہ کرنا چاہئے۔ (مأخوذ از جماعت قادیان کو نصائح۔ انوار العلوم جلد 4 صفحہ 23)

پھر افراد جماعت کو ہنر سیکھنے اور محنت کرنے کی طرف حضرت مصلح موعود نے بہت توجہ دلائی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے کا ایک واقعہ اس کی طرف توجہ دلاتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ ایک معمولی سمجھ بوجھ رکھنے والے نوجوان تھا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس رہتا تھا۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ''مجھے یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ایک لڑکا تھا جس کا نام فجّا تھا۔ اسے آپ نے کسی معمار کے ساتھ لگا دیا اور تھوڑے ہی عرصے کے بعد وہ معمار بن گیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس میں سمجھ بہت کم تھی مگر مخلص اور دیندار تھا۔ وہ غیر احمدی ہونے کی حالت میں آیا تھا اور بعد میں احمدی ہو گیا تھا۔ اس کی عقل کا (یعنی معمولی عقل کا جو واقعہ ہے وہ آپ یہ بیان فرماتے ہیں کہ) یہ حال تھا کہ ایک دفعہ بعض مہمان آئے۔ اس وقت لنگر خانے کا کام علیحدہ نہیں تھا۔ شروع شروع کی بات تھی تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر ہی سے مہمانوں کے لئے کھانا جاتا تھا۔ شیخ رحمت اللہ صاحب، ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب، خواجہ کمال الدین صاحب، قریشی محمد حسین صاحب موجد مفرّح عنبری قادیان آئے اور ایک دوست اَور بھی تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کے لئے چائے تیار کروائی اور فجّے کو کہا کہ ان مہمانوں کو چائے پلا آئے۔ اور اس خیال سے کہ وہ کسی کو چائے دینا بھول نہ جائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑی تاکید کی کہ دیکھو پانچوں کو چائے دینی ہے۔ یہ نہ ہو کسی کو بھول

جاؤ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک اَور پرانے ملازم چراغ تھے ان کو بھی آپ نے ساتھ کر دیا اور جب یہ دونوں چائے لے کر گئے تو پتا لگا کہ وہ جہاں باہر کمرے میں تھے وہاں نہیں بیٹھے ہوئے بلکہ وہ تو سارے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے پاس ان کی ملاقات کے لئے چلے گئے تھے۔ چنانچہ وہ چائے لے کر یہ لوگ وہاں پہنچ گئے۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ چراغ تو پرانا ملازم تھا اس نے پہلے چائے کی پیالی حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے سامنے رکھی کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی بزرگی اور حفظ مراتب کا خیال تھا۔ اس لئے انہوں نے ان کے سامنے رکھی۔ لیکن فجّے صاحب نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ان کا نام نہیں لیا تھا۔ چراغ نے اسے آنکھ سے اشارہ کیا اور کہنی ماری اور یہ بات سمجھانے کی کوشش کی کہ بیشک آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کا نام نہیں لیا تھا لیکن آپ ان سب سے زیادہ معزز ہیں اس لئے چائے پہلے آپ کے سامنے ہی رکھنی چاہئے۔ لیکن وہ یہ بات کہے جاتا تھا کہ حضرت صاحب نے صرف پانچ کے نام لئے تھے ان کا نام نہیں لیا تھا۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں گویا ان کا عقل کا معیار اس قدر تھا کہ اتنی بات بھی نہیں سمجھ سکتے تھے۔ لیکن وہ جب معمار کے ساتھ لگایا گیا تو معمار بن گئے۔'' (مأخوذ از خطبات محمود جلد 35 صفحہ 289-290)

پس حضرت مصلح موعود اس طرف توجہ دلاتے ہیں کہ جو لوگ نکمّے بیٹھے رہتے ہیں بعض دوسرے ممالک میں، غریب ملکوں میں بھی اور یہاں بھی آ کر بعض لوگ بیٹھے رہتے ہیں وہ اگر ذرا بھی توجہ کریں تو کوئی نہ کوئی ہنر اور کام سیکھ سکتے ہیں اور روپیہ کما سکتے ہیں بلکہ رفاہِ عامہ کے کاموں میں، خدمت خلق کے کاموں میں بھی حصہ لے سکتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غیرت کا ذکر کرتے ہوئے ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہتے ہیں کہ یہاں ایک شخص تھے بعد میں وہ بہت مخلص احمدی ہو گئے اور حضرت صاحب سے ان کا بڑا تعلق تھا مگر احمدی ہونے سے قبل حضرت صاحب ان سے بیس سال تک ناراض رہے۔ وجہ یہ کہ حضرت صاحب کو ان کی ایک بات سے سخت انقباض ہو گیا اور وہ اس طرح کہ ان کا ایک لڑکا مر گیا (فوت ہو گیا۔) حضرت صاحب اپنے بھائی کے ساتھ ان کے ہاں ماتم پرسی کے لئے گئے۔ ان میں قاعدہ تھا کہ جب کوئی شخص آتا اور اس سے ان کے بہت دوستانہ تعلقات ہوتے تو اس سے بغلگیر ہو کر روتے اور چیخیں مارتے۔ اسی کے مطابق انہوں نے حضرت صاحب کے بڑے بھائی سے بغلگیر ہو کر روتے ہوئے کہا کہ خدا نے مجھ پر بڑا ظلم کیا ہے۔ نعوذ باللہ۔ یہ سن کر حضرت صاحب کو ایسی نفرت ہو گئی کہ ان کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتے تھے۔ بعد میں خدا تعالیٰ نے اس شخص کو توفیق دی اور وہ ان جہالتوں سے نکل آئے اور احمدیت قبول کر لی۔''

(مأخوذ از تقدیر الٰہی۔ انوار العلوم جلد 4 صفحہ 544-545)

حضرت مصلح موعود ہستی باری تعالیٰ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک واقعہ سنایا کرتے تھے کہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ '' حضرت میر محمد اسماعیل صاحب کے ساتھ ایک دہریہ پڑھا کرتا تھا۔ یعنی ہستی باری تعالیٰ کا کیا ثبوت ہے اس کے بارے میں بیان فرما رہے ہیں کہ ایک دفعہ زلزلہ جو آیا تو اس کے منہ سے بے اختیار 'رام رام' نکل گیا۔ پہلے ہندو تھا۔ دہریہ ہو گیا تو میر صاحب نے جب اس سے پوچھا کہ تم تو خدا کے منکر ہو پھر تم نے رام رام کیوں کہا۔ کہنے لگا غلطی ہو گئی۔ یونہی منہ سے نکل گیا۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ مگر اصل بات یہ ہے دہریے جہالت پر ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے ماننے والے علم پر۔ اس لئے مرتے وقت یا خوف کے وقت دہریہ کہتا ہے کہ ممکن ہے مَیں ہی غلطی پر ہوں۔ ورنہ اگر وہ علم پر ہوتا تو اس کے بجائے یہ ہوتا کہ مرتے وقت دہریہ دوسروں کو کہتا کہ خدا کے وہم کو چھوڑ دو کوئی خدا نہیں۔ مگر اس کے الٹ نظارے نظر آتے ہیں۔ پس خدا تعالیٰ کی ہستی کی یہ بہت زبردست دلیل ہے کہ ہر قوم میں یہ خیال پایا جاتا ہے۔'' (مأخوذ از ہستی باری تعالیٰ۔ انوار العلوم جلد 6 صفحہ 286)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت پر آپ علیہ السلام کی دلی کیفیت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود ایک جگہ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس حالت اور اس کیفیت کا اندازہ اس نوٹ سے لگایا جا سکتا ہے جو آپ نے اپنی ایک پرائیویٹ نوٹ بک میں لکھا اور جسے مَیں نے نوٹ بک سے لے کر شائع کر دیا۔ وہ تحریر آپ نے دنیا کو دکھانے کے لئے نہ لکھی تھی کہ کوئی اس میں کسی قسم کا تکلّف اور بناوٹ خیال کر سکے۔ وہ ایک سرگوشی تھی اپنے ربّ کے ساتھ اور وہ ایک عاجزانہ پکار تھی اپنے اللہ کے حضور جو لکھنے والے کے قلم سے نکلی اور خدا تعالیٰ کے حضور پہنچی۔ آپ نے وہ تحریر نہ اس لئے لکھی تھی کہ وہ دنیا میں پہنچے اور نہ پہنچ سکتی تھی اگر میرے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ اپنی مصلحت کے تحت نہ ڈال دیتا اور میں اسے شائع نہ کر دیتا۔ اس تحریر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اللہ تعالیٰ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں: اے خدا! میں تجھے کس طرح چھوڑ دوں جبکہ تمام دوست و غمخوار مجھے کوئی مدد نہیں دے سکتے اُس وقت تو مجھے تسلی دیتا اور میری مدد کرتا ہے۔ یہ اس کا مفہوم ہے۔

(مأخوذ از افتتاحی تقریر جلسہ سالانہ 1927ء۔ انوار العلوم جلد 10 صفحہ 60)

ہر احمدی کے اخلاق کا معیار انتہائی اعلیٰ ہونا چاہئے۔ اس کی بارہا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے تلقین فرمائی ہے۔ اس بارے میں آپ کا اپنا نمونہ کیا تھا اور مخالفین سے بھی آپ کس طرح حسن سلوک فرمایا کرتے تھے اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ایک دوست نے سنایا کہ ایک دفعہ ہندوؤں میں سے ایک شخص شدید مخالف کی بیوی سخت بیمار ہو گئی۔ طبیب نے اس کے لئے جو دوائیں تجویز کیں ان میں مُشک بھی پڑتا تھا۔ جب کہیں اور سے اسے کستوری نہ ملی تو وہ شرمندہ اور نادم سا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس آیا اور آ کر عرض کیا کہ اگر آپ کے پاس مُشک ہو تو عنایت فرمائیں۔ غالبًا اسے ایک یا دو رَتّی مُشک کی ضرورت تھی مگر اس کا اپنا بیان ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مُشک کی شیشی بھر کر لے آئے اور فرمایا آپ کی بیوی کو بہت تکلیف ہے یہ سب لے جائیں۔

(مأخوذ از خطبات محمود جلد 15 صفحہ 124)

اشتعال انگیزی سے بچنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کیا تعلیم ہے۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ طاعون طعن سے نکلا ہے اور طعن کا معنی نیزہ مارنا ہیں۔ پس وہی خدا جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے وقت آپ کے دشمنوں کے متعلق قہری جلوہ دکھایا وہی اب بھی موجود ہے اور اب بھی ضرور اپنی طاقتوں کا جلوہ دکھائے گا اور ہرگز خاموش نہ رہے گا۔ ہاں! ہم خاموش رہیں گے اور جماعت کو نصیحت کریں گے کہ اپنے نفسوں کو قابو میں رکھیں اور دنیا کو دکھا دیں کہ ایک ایسی جماعت بھی دنیا میں ہو سکتی ہے جو تمام قسم کی اشتعال انگیزیوں کو دیکھ اور سن کر امن پسند رہتی ہے۔

(مأخوذ از حالات حاضرہ کے متعلق جماعت احمدیہ کو اہم ہدایات۔ انوار العلوم جلد 13 صفحہ 511-512)

یہ دعا کا قصہ پہلے بھی سنا چکا ہوں کہ کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام درد سے دعا کرتے تھے تو ایک تو بددعا نہیں دینی۔ دوسرے ہر فتنے کی صورت میں ہم نے امن پسند رہنا ہے۔ دعا میں خاص حالت پیدا کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک رہنمائی فرمائی ہے۔ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ '' حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی شخص یہ سمجھے کہ دعا کے وقت حقیقی تضرع اس میں پیدا نہیں ہوتا تو وہ مصنوعی طور پر رونے کی کوشش کرے اور اگر وہ ایسا کرے گا تو اس کے نتیجہ میں حقیقی رقّت پیدا ہو جائے گی۔'' (خطبات محمود جلد 15 صفحہ 166)

پھر دعا میں کیسی حالت پیدا کرنے کی ضرورت ہے اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ '' ہماری بعض معاملات میں ناکامیاں اور دشمنوں میں اس طرح گھرے رہنا صرف اس لئے ہے کہ ہمارا ایک حصہ ایسا ہے جو دعا میں سستی کرتا ہے۔ (اور آج بھی یہ حقیقت ہے) اور بہت ایسے ہیں جو دعا کرنا بھی نہیں جانتے۔ اور ان کو یہ بھی نہیں پتا کہ دعا کیا ہے؟ (انقلاب انقلاب کی باتیں تو ہم کرتے ہیں لیکن اس میں بہت کمزوری ہے۔) اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ دعا موت قبول کرنے کا نام ہے۔ اور آپ فرمایا کرتے تھے جو منگے سو مر رہے جو مرے سو منگن جائے۔ یعنی کسی سے سوال کرنا یا مانگنا ایک موت ہے اور موت وارد کئے بغیر انسان مانگ نہیں سکتا۔ جب تک وہ اپنے اوپر ایک قسم کی موت وارد نہیں کر لیتا وہ مانگ نہیں سکتا۔ پس دعا کا یہ مطلب ہے کہ انسان اپنے اوپر ایک موت طاری کرتا ہے کیونکہ جو شخص جانتا ہے کہ مَیں یہ کام کر سکتا ہوں وہ کب مدد کے لئے کسی کو آواز دیتا ہے۔ کیا یہ ہوتا ہے کہ ایک شخص کپڑے پہننے کے لئے محلّے والوں کو آوازیں دیتا پھرے کہ آؤ مجھے کپڑے پہناؤ یا تھالی دھونے کے لئے، (پلیٹ دھونے کے لئے) دوسروں سے کہتا پھرے کہ مجھے آ کے پلیٹ دھلوا دو یا قلم اٹھانے کے لئے دوسرے کا محتاج بنتا ہے۔ انسان دوسروں سے اس وقت مدد کی درخواست کرتا ہے جب وہ جانتا ہے کہ یہ کام میں نہیں کر سکتا۔ ورنہ جس کو یہ خیال ہو کہ میں خود کر سکتا ہوں وہ دوسروں سے مدد نہیں مانگا کرتا۔ وہی شخص دوسروں سے مدد مانگتا ہے جو یہ سمجھے کہ میں یہ کام نہیں کر سکتا۔ اسی طرح خدا تعالیٰ سے بھی وہی شخص مانگ سکتا ہے جو اپنے آپ کو اس کے سامنے مرا ہوا سمجھے اور اس کے آگے اپنے آپ کو بالکل بے دست و پا ظاہر کرے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان میرے رستے میں جب تک مر نہ جائے اس وقت تک دعا دعا نہ ہو گی کیونکہ پھر تو بالکل ایسا ہی ہے کہ ایک شخص قلم اٹھانے کی طاقت اپنے اندر رکھتا ہو دوسروں کو مدد کے لئے آوازیں دے۔ کیا اس کا ایسا کرنا ہنسی نہ ہو گا۔ جب ایک شخص جانتا ہو اس میں اتنی طاقت ہے کہ قلم اٹھا سکے تو اس کی مدد نہیں کرے گا۔ اسی طرح جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ میں خود فلاں کام کر سکتا ہوں وہ اگر اس کے لئے دعا کرے تو اس کی دعا دراصل دعا نہیں ہو گی۔ دعا اسی کی دعا کہلانے کی مستحق ہو گی جو اپنے اوپر ایک موت طاری کرتا ہے اور اپنے آپ کو بالکل ہیچ سمجھتا ہے۔ جو انسان یہ حالت پیدا کرے وہی خدا کے حضور کامیاب اور اسی کی دعائیں قابل قبول ہو سکتی ہیں۔'' (مأخوذ از خطبات محمود جلد 9 صفحہ 104)

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنے اندر اخلاق کے بھی اعلیٰ معیار قائم کریں اور عبادتوں کے بھی اعلیٰ معیار قائم کرنے والے ہوں اور خدا تعالیٰ ہمیں مقبول دعاؤں کی بھی توفیق دے اور اس کا حق ادا کرنے والا بنائے۔

بقیہ رپورٹ دورۂ ہالینڈ از صفحہ نمبر 2

کیا تھا تو اردو پڑھنی آتی ہے؟ حقیقۃ الوحی کے پہلے 50 صفحے پڑھ لو تو تمہیں خوابوں کی حقیقت سمجھ لگ جائے گی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یہ کلاس سات بجکر دس منٹ پر ختم ہوئی۔

کلاس واقفینِ نَو

بعدازاں سات بج کر دس منٹ پر واقفینِ نَو بچوں کی کلاس حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ شروع ہوئی۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم عمر مظہر نے کی اور اس کا اردو ترجمہ عزیزم کمال عباس قاضی نے پیش کیا۔

بعدازاں عزیزم نور احمد رضا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ذیل حدیث پیش کی۔

”عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ بَنٰی مَسْجِدًا لِلّٰہِ بَنَی اللّٰہُ لَہٗ فِی الْجَنَّۃِ مِثْلَہٗ“

اس حدیث کا درج ذیل اردو ترجمہ عزیزم حماد اکمل نے پیش کیا۔ ”حضرت عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی خاطر مسجد تعمیر کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کے لئے جنّت میں اس جیسا گھر تعمیر کرتا ہے۔“

اس کے بعد عزیزم سیّد شاہ زیب احمد نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا درج ذیل اقتباس پیش کیا۔

ارشاد حضرت مسیح موعو علیہ الصلوٰۃ والسلام
مساجد کی اہمیت

”اس وقت ہماری جماعت کو مساجد کی بڑی ضرورت ہے۔ یہ خانۂ خدا ہوتا ہے۔ جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہوگئی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی۔ اگر کوئی ایسا گاؤں ہو یا شہر جہاں مسلمان کم ہوں یا نہ ہوں اور وہاں اسلام کی ترقی کرنی ہو تو ایک مسجد بنا دینی چاہئے پھر خدا خود مسلمانوں کو کھینچ لاوے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ قیام مسجد میں نیت بہ اخلاص ہو۔ محض لِلّٰہ اسے کیا جاوے۔ نفسانی اغراض یا کسی شر کو ہرگز دخل نہ ہو۔ تب خدا برکت دے گا۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 93)

بعدازاں عزیزم حافظ سعید الدین احمد نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے منظوم کلام

اک رات مفاسد کی وہ تیرہ و تار آئی
جو نور کی ہر مشعل ظلمات پہ وار آئی

میں سے چند اشعار پیش کئے۔

بعدازاں عزیزم کمال احمد ملہی صاحب اور عزیزم طٰہٰ شکیل احمد نے ہالینڈ میں مساجد کے حوالہ سے ایک پریزنٹیشن دی۔

☆......**عزیزم کمال احمد ملہی نے اپنا مضمون پیش کرتے ہوئے بتایا:** سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو 1888ء میں کشفی طور پر مسجد کی دیوار پر مصلح موعودؓ کا مبارک نام 'محمود' دکھایا گیا تھا۔ جس میں یہ اشارہ بھی تھا کہ دورِ مصلحِ موعود کو تعمیر مساجد کے ساتھ گہرا تعلق ہوگا۔ چنانچہ عملاً ایسا ہی ہوا اور حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے دورِ مبارک میں یورپ، امریکہ، افریقہ، ایشیا غرض جملہ برِّ اعظموں میں متعدد مسجدیں بنوائیں اور ہمیشہ ہی جماعت کو یہ نصیحت فرماتے رہے کہ: **'ہمیں ہر اہم جگہ پر ہی نہیں ہر جگہ پر مسجد بنانی ہوگی۔'**

حافظ قدرت اللہ صاحب کا بیان: جماعت احمدیہ ہالینڈ کے پہلے مبلغ سلسلہ حافظ قدرت اللہ صاحب نے مسجد ہالینڈ کے متعلق بیان فرمایا: مسجد ہالینڈ کے لئے زمین کا حصول ایک بڑا معرکہ تھا۔ ہالینڈ کے کیتھولک چرچ نے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا کہ ہیگ بلکہ ملک کے کسی گوشہ میں مسجد تعمیر نہ ہونے پائے مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت و طاقت کا ایسا غیبی ہاتھ دکھایا کہ چرچ کی تمام کوششیں بے نتیجہ ثابت ہوئیں اور 8 جولائی 1950ء بروز جمعہ ہیگ میں ایک موزوں قطعہ کی باضابطہ منظوری ہوگئی۔ چنانچہ مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب نے حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحبؓ کے ساتھ مل کر مسجد کے لئے ہیگ شہر میں ایک نہایت ہی خوبصورت علاقہ میں زمین خریدی۔

مسجد ہالینڈ عورتوں کے نام: حضرت مصلحِ موعودؓ نے تحریک فرمائی کہ ہالینڈ کی مسجد احمدی عورتوں کے چندہ سے تعمیر کی جائے۔ احمدی خواتین نے اپنی گزشتہ مثالی روایات کے عین مطابق اس مالی تحریک کا ایسا والہانہ اور پُر جوش خیر مقدم کیا کہ اس پر حضرت مصلحِ موعودؓ نے تقریروں اور خطبوں میں اپنی زبانِ مبارک سے متعدد بار اظہارِ خوشنودی فرمایا۔ حضرت مصلحِ موعودؓ نے ایک مرتبہ بیان فرمایا؛ **'مسجد ہالینڈ ہمیشہ کے لئے عورتوں کے نام ہی رہے گی۔'**

مکرم غلام احمد بشیر صاحب مبلغ انچارج ہالینڈ کی طرف سے حضرت مصلحِ موعودؓ کی خدمت میں مسجد کے سنگِ بنیاد کی خوشخبری پہنچی تو حضور کو از حد مسرت ہوئی اور حضورؓ نے ایک پیغام بھجوایا جس میں فرمایا کہ:

”جزاک اللہ۔ مبارک ہو آپ کو بھی اور سب احمدی نَومسلموں کو بھی۔ اللہ تعالیٰ چوہدری صاحب کے لئے یہ خدمتِ عظیم بہت بہت مبارک کرے اور ثواب کا موجب بنائے۔ سچ وہی ہے جو سر عبد القادر نے مسجد لنڈن کا افتتاح کرتے ہوئے کہا تھا؛

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ترجمہ: یہ سعادت کسی طاقت سے نہیں ملتی جب تک خدا جو بخشنے والا ہے خود عطا نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ نے چوہدری صاحب کو مجھے آرام سے یہاں پہنچانے کی سعادت بخشی اور اس کے بدلہ میں ان کو مسجد ہالینڈ کا سنگِ بنیاد رکھنے کی عزت بخشی۔ یہ وہ عزت ہے جو بہت بڑے بڑے لوگوں کو بھی نصیب نہ ہوئی ہوگی۔ ہم نئے سرے سے اسلام کا سنگِ بنیاد رکھ رہے ہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہونا کوئی معمولی عہدہ نہیں۔ آج دنیا اس قدر کو نہیں جانتی۔ ایک وقت آئے گا جب ساری دنیا کے بادشاہ رشک کی نظر سے ان خدمات کو دیکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ جلد ہالینڈ کے اکثر لوگوں کو احمدیت میں داخل ہونے کی توفیق بخشے۔“

ہیگ مسجد کے ساتھ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کا خاص تعلق: ہیگ کی مسجد کے ساتھ حضرت چوہدری صاحبؓ کا ایک خاص تعلق رہا ہے۔ مسجد کی زمین کو آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ پھر مسجد کے نقشہ جات کی تیاری میں بھی کچھ رہنمائی فرمائی۔ 1955ء کے ابتدا میں حضرت مصلحِ موعود رضی اللہ عنہ کے ارشاد کے تحت آپؓ نے ہی اس مسجد کی بنیاد رکھی اور اس مسجد کا افتتاح فرمایا۔ صرف یہی نہیں بلکہ حضور اقدسؓ کے ارشاد کے ماتحت مسجد کی تکمیل کے بعد بعض حالات کے پیشِ نظر کوئی چھ ماہ تک اس مسجد کے ایک کمرہ میں متعین تھے۔ ان دنوں مسجد میں مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب اور مکرم ابوبکر ایوب صاحب کو آپؓ کے ساتھ رفاقت اور رہائش کی سعادت حاصل رہی اور اس عرصہ کے بعد بھی حضرت چوہدری صاحبؓ سالہا سال عالمی عدالت سے وابستہ ہونے کی وجہ سے ہیگ میں مقیم رہے۔

مسجد ہالینڈ کو ایک یہ بھی خصوصیت حاصل ہے کہ مسجد ہالینڈ میں پہلی نمازِ عید حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحبؓ نے پڑھائی۔

حضرت چوہدری صاحبؓ اس مسجد کے بارہ میں فرماتے ہیں: 'ہیگ میں مسجد احمدیہ کا ہونا میرے لئے بڑی روحانی تسکین کا موجب تھا۔ یہ مسجد بفضلِ اللہ لندن کی طرح جماعت احمدیہ کی خواتین کی مالی قربانیوں کی مثالی یادگار ہے۔ اس مسجد کا سنگِ بنیاد رکھنے اور عمارت کے مکمل ہوجانے پر اس کے افتتاح کی سعادت بھی محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی ذرہ نوازی سے مجھے نصیب ہوئی۔ میرے قیام کے عرصہ میں حافظ قدرت اللہ صاحب امام اور مولوی ابوبکر صاحب سماٹری نائب امام تھے۔ ان دونوں مخلصین کا نیک نمونہ میرے لئے مشعلِ راہ تھا۔'

اس کے بعد عزیزم طٰہٰ شکیل احمد نے اپنا درج ذیل مضمون پیش کیا:

مسجد مبارک ہیگ کی خصوصیت: یورپ کی مساجد میں سے لندن کی مسجد فضل کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ 1924ء میں اس مسجد کی بنیاد حضرت مصلحِ موعود رضی اللہ عنہ نے خود بنفسِ نفیس اپنے ہاتھ سے رکھی تھی۔ پھر دوسرے نمبر پر ہالینڈ کی مسجد کو یہ شرف حاصل ہے کہ 1955ء میں جب حضرت مصلحِ موعود رضی اللہ عنہ علاج کی غرض سے یورپ تشریف لائے تو ان دنوں ہالینڈ کی مسجد زیرِ تعمیر تھی۔ چنانچہ جب حضور اقدسؓ نے ان ایام میں کوئی دو ہفتہ ہالینڈ میں قیام فرمایا تو اسی دورانِ زیرِ تعمیر مسجد میں تشریف لاکر اور مسجد کے حصہ میں کھڑے ہوکر مسجد کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی۔ قادیان کی مساجد اور مسجد فضل لندن کے بعد مسجد مبارک ہیگ کو یہ بھی شرف حاصل ہے کہ حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کے چار خلفاء نے اس مسجد کو شرف بخشا۔

مسجد مبارک کو جلانے کی کوشش: 8 اگست 1987ء کی رات جبکہ مکرم عبدالحکیم اکمل صاحب مربی انچارج ہالینڈ مع فیملی جلسہ سالانہ انگلستان پر گئے ہوئے تھے۔ کسی بدبخت نے مسجد کی پچھلی طرف سے ایک کھڑکی توڑ کر اندر آکر تیل چھڑک کر آگ لگا دی۔ شعیب اکمل صاحب جو اس وقت اوپر کی منزل میں سوئے ہوئے تھے۔ ان کی آنکھ کھلی تو دھواں پھیلا ہوا تھا اور کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ چنانچہ انہوں نے فوری طور پر فائر بریگیڈ اور پولیس کو اطلاع دی۔ چنانچہ فوری کارروائی ہوئی۔ مسجد کی عمارت چونکہ سیمنٹ کی تھی اس لئے زیادہ نقصان نہیں ہوا البتہ کمرے سیاہ ہوگئے اور مسجد کی تزئین کے قطعات اور قالین وغیرہ جلنے کا نقصان ہوا۔ مسجد کی renovation کے موقع پر ایک ایمان افروز واقعہ پیش آیا جس کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے بیان فرمایا: '1987ء کو اس مسجد کو آگ لگا دی گئی اور آگ لگانے والے کا کچھ پتہ نہ چلا۔ پولیس نے اپنی طرف سے کوشش کی ہوگی مگر اللہ بہتر جانتا ہے کہ کیا وجوہات تھیں، جو ہم سے مخفی رکھی گئیں۔ چنانچہ جب یہ آگ لگائی گئی تو جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے صرف زیادہ سے زیادہ پچاس نمازی اس مسجد میں نماز پڑھ سکتے تھے۔ تو بعد کے خطبہ میں مَیں نے جماعت ہالینڈ کو تسلی دی کہ ہم تو ہمیشہ خدا کے خاص سلوک دیکھ رہے ہیں۔ آپ کو گھبرانے کی کیا ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس سے دس گنا زیادہ مسجد بنانے کی توفیق بخشے گا اور پچاس نمازیوں کی بجائے پانچ سو نمازی اس مسجد میں نماز پڑھ سکیں گے۔ اب یہ بات میں بھی بھول گیا اور امیر صاحب اور جماعت کے کارندے اور عبدالرشید صاحب آرکیٹیکٹ جنہوں نے اس مسجد میں بہت نمایاں کردار ادا کیا ہے، وہ بھی بات بھول چکے تھے اور جس وقت وہ ڈیزائن کر رہے تھے مسجد کو اور ساری عمارت کو اس وقت ان کے ذہن کے کسی گوشہ میں بھی نہیں تھا کہ دس گنا مسجد اللہ نے گویا عملاً وعدہ فرما لیا ہے۔ بعض دفعہ وہ اپنے عاجز بندوں کے منہ سے نکلی ہوئی بات پوری فرما دیتا ہے۔ ارادہ اللہ کا ہی ہوتا ہے اس لئے وہ بات منہ سے نکل جاتی ہے۔ چنانچہ ان کے کسی خواب وخیال میں اس وجہ سے طبعی طور پر ان کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کے فضل سے بالآخر بہت لمبی محنت کے بعد یہ مسجد مکمل ہوگئی تو آرکیٹیکٹ صاحب نے جا کر پیمائش شروع کی تو حیران رہ گئے کہ اس بلڈنگ میں جو عمومی رقبہ کے لحاظ سے اڑھائی گنا ہے، مسجد کا حصہ دس گنا ہے اور بعینہٖ وہی بات پوری ہوئی ہے کہ پچاس کی بجائے پانچ سو نمازی وہاں نماز پڑھ سکتے ہیں تو یہ اللہ کے کاروبار ہیں۔ یہ میں آپ کو محض اس لئے عرض کر رہا ہوں کہ خدا کی حمد اور شکر بجالائیں جس حد تک بھی ممکن ہو۔ وہ جماعت سے بے انتہا احسان کا سلوک فرماتا ہے۔“

مسجد مبارک ہیگ کو اس سال 60 سال ہوگئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہ مسجد ہالینڈ میں اسلام اور احمدیت کو پھیلانے میں بنیادی کام سرانجام دے رہی ہے۔ جہاں بھی ہالینڈ میں مساجد کا ذکر آتا ہے وہاں جماعت احمدیہ کی تعمیر شدہ مبارک مسجد کا سب سے پہلا ذکر کیا جاتا ہے۔ 2 جون 2004ء کو ملک ہالینڈ کی سابق ملکہ بھی مسجد مبارک میں تشریف لائیں۔

بیت العافیت: اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعت احمدیہ ہالینڈ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کے ارشاد پر ایک نئی مسجد المیرے میں تعمیر کر رہی ہے، جس کا سنگِ بنیاد ہمارے پیارے آقا نے 7 اکتوبر 2015ء بدھ کے روز اپنے دستِ مبارک سے رکھا۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں جلد اس مسجد کی تکمیل کی توفیق ملے۔ آمین۔

مجلس سوال وجواب

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے واقفین نَو بچوں کو سوالات کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

☆......**ایک واقفِ نَو خادم نے سوال کیا کہ ہم ہالینڈ میں media سے تعلقات قائم کرنے اور رکھنے میں اتنے کامیاب نہیں ہوئے جو شاید ہونا چاہئے تھا۔ اس کی شاید ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہاں کا جو اوّل درجہ کا media ہے، وہ سنسنی اور تہلکہ خیز خبریں چاہتا اور مانگتا ہے۔ جو شاید ہم ان کو نہ دے سکتے ہیں۔ اِس سلسلہ میں ہمیں یہاں کیا کرنا چاہئے۔ وہ بیشک ہم سے اپنے لفظوں میں اس کا اظہار تو نہیں کرتے لیکن اس کا احساس ہمیں ضرور دلا دیتے ہیں۔**

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بات یہ ہے کہ یہ تو ایک بہانہ ہے کہ میڈیا سنسنی خیز خبریں چاہتا ہے۔ اگر آپ کے تعلق ہوں اور تعلق ایک دن میں نہیں بنا کرتے اور نہ ہی اس طرح تعلق بنتا ہے کہ آج ہمارا جلسہ ہے تو میڈیا کے پاس دوڑے دوڑے جاؤ اور کہہ دو کہ ہمارے جلسہ کی خبر دے دو۔ ایک پرانا تعلق چل رہا ہوتا ہے۔ اب یہاں تعلق بننا شروع ہوا ہے تو جب سے یہاں آیا ہوں تو پانچ دن سے میڈیا مجھے نہیں چھوڑ رہا۔ روز کوئی نہ کوئی انٹرویو کے لئے آجاتا ہے۔ اخبارات والے بھی آتے ہیں۔ ٹی وی چینل والے بھی آتے ہیں۔ ریڈیو چینل والے بھی آرہے ہیں۔ لوکل بھی

آرہے ہیں، ریجنل بھی آرہے ہیں۔ religious چینل کے نمائندے بھی آرہے ہیں اور دوسرے بھی آرہے ہیں۔ تو میڈیا سے تعلق بنانے کے لئے پہلے ایک spadework بھی کرنا ہوتا ہے۔ لمبا کام کرنا پڑتا ہے تعلقات بنانے پڑتے ہیں۔ UK والے بھی پہلے یہی کہتے تھے کہ یہ سنسنی خیز خبریں چاہتا ہے اس لئے وہ نہیں آتے۔ میں نے وہاں اس کام کے لئے press cell قائم کیا ہے اور اس کو پانچ یا چھ نوجوان لڑکوں کے سپرد کردیا ہے کہ تم نے کام کرنا ہے۔ اس سال علاوہ اس کے کہ BBC نے میرا انٹرویو لیا بہت سارے لڑکوں کے انٹرویو لئے اور مربیان کے بھی لئے ہیں۔ پھر وہاں کا ایک مشہور ریڈیو سٹیشن ہے، اس نے بھی انٹرویو لیا اور بہت پسند کیا گیا ہے۔ پھر جلسہ سالانہ پر پہلی دفعہ BBC کا نمائندہ آیا اور انہوں نے اپنا ایک Live پروگرام وہاں جلسہ گاہ سے دیا۔ ویسے صرف ایک پروگرام صبح کا دینا تھا لیکن پھر ان کے ہیڈ آفس سے phone آیا کہ اس کے بارہ میں لوگوں کی بہت اچھی طرح feedback آرہی ہے، دوپہر کو بھی پروگرام کرلو۔ دوپہر کو ایک اور پروگرام کیا تو پھر phone آیا کہ نہیں شام کا بھی لو۔ پھر شام کا بھی ہوا۔ تو پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رستے کھولنے ہوتے ہیں، تو اس وقت کھلتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی منشاء ہوتی ہے کہ رستے کھلیں اور دنیا میں کھل رہے ہیں تو ہر ملک کو اس پر کام کرنا چاہئے۔ تو آپ نے اگر ابھی تک نہیں کیا تھا تو تعلقات بناؤ اور تعلقات مستقل ہوں۔ یہ نہیں کہ صبح آنکھیں ملتے ہوئے اٹھے کہ آج ہمارا فنکشن ہے اور آج تم ہمارے پاس آجاؤ۔ تو اس طرح نہیں ہوتا۔ دوستیاں کرو، تعلقات بڑھاؤ، تحفے دو، چھوٹے چھوٹے آرٹیکل لکھواور کچھ نہیں تو بعض دفعہ اشتہار بھی دینے پڑ جاتے ہیں۔ اشتہار دیں، پیغام تو اس طرح پہنچتا ہے۔ بعض دفعہ پیسے بھی خرچ کرنے پڑتے ہیں۔ آپ کی پبلک ریلیشن اگر زیادہ اچھی ہوگی تو پھر ٹھیک ہے۔ نوجوانوں کی ٹیم بنانی چاہئے اور کوئی پریس کمیٹی بنانی چاہئے اس طرح کام کریں۔ ابھی تک تو جو جرنلسٹ آئے ہیں، چاہے وہ چھوٹے تھے یا بڑے تھے، وہ مربی صاحب کے ساتھ آئے ہیں اور لگتا تھا کہ مربی صاحب کے ساتھ ذاتی تعلقات ہیں۔ تو آپ سب کے ذاتی تعلقات ہونے چاہئیں۔ تو پھر اس طرح میدان کھلتے ہیں۔ آپ لوگ اگر ابھی تک سوئے رہے ہیں تو جاگ جائیں۔ بلکہ جاگ گئے ہیں تو اس جاگنے کو قائم رکھیں ۔ وہاں یوکے میں بھی جب ہماری مرکزی press team نے کام شروع کیا تو UK کی اپنی press team جو سوئی ہوئی تھی وہ بھی ایسی جاگی ہے کہ ان کے کئی گنا آگے رابطے ہوگئے ہیں۔

☆......**ایک وقفِ نَو نے سوال کیا کہ جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز مسجد کا سنگِ بنیاد رکھتے ہیں تو پہلے پتھر پر ہاتھ رکھ کر کونسی دعا پڑھتے ہیں؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جو حضرت ابراہیمؑ نے پڑھی تھی۔ یہی دعا ہمیں پڑھنی چاہئے۔

☆......**ایک وقفِ نو خادم نے سوال کیا کہ یہاں کام پر جو ہمارے colleagues ہیں تو وہ زیادہ تر تبلیغ کے حوالہ سے اتنے سنجیدہ نہیں ہوتے۔ لیکن ان میں سے ایک دوست ہے اور اس کا تعلق اہلِ سنّت سے ہے۔ وہ اس چیز کی طرف آتا ہی نہیں ہے کہ کسی مسیح موعود کی پیشگوئی ہوئی تھی یا نہیں۔ وہ احادیث کو نہیں مانتے اور اس لئے وہ اس چیز کو نہیں مانتے کہ مسیح موعود کی پیشگوئی ہوئی تھی۔ تو اس کے بارہ میں رہنمائی چاہئے تھی کہ اس کو کیسے جماعت کا تعارف کیا جائے۔**

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس کو زبردستی تو احمدی مسلمان نہیں بنا سکتے ۔ بہت ساری روزانہ کی چھوٹی چھوٹی باتیں ہوتی ہیں۔ ان پر discussion ہوتی ہے۔ بعض دفعہ کچھ بھی نہیں ہوتا۔ ایک عمل دیکھ کر انسان مان جاتا ہے۔ تو اگر آپ کے اپنے عمل ٹھیک ہیں اور اسلام کے مطابق ہیں تو یہ دوسروں کے لئے نمونہ بن سکتے ہیں۔ پھر سنّیوں میں سے بھی تو بعض احادیث کو مانتے ہیں۔ یہ تو نہیں کہ سارے سنّی کوئی حدیث بھی نہیں مانتے۔ ان کے بھی مختلف فرقے ہیں سنّیوں کے بھی 34، 35 فرقے ہیں۔ جو main سنّی اور شیعہ ہیں ان کی پھر آگے subdivision ہوتی ہے۔ باقی وہ قرآن کریم کو تو مانتے ہیں۔ سورۃ جمعہ کی آیتیں پڑھ کر بتائیں کہ پہلی پانچ آیتوں سے وہ کیا مراد لیتے ہیں۔ اگر وہ آپ کا دوست ہے تو یہ بھی دیکھیں کہ اس کا رجحان کیا ہے۔ پھر کبھی جب موقع ملے تو کسی ایک پوائنٹ پر اس سے discussion شروع کردیں ۔ بہت سارے واقعات عرب دوست اپنے لکھتے ہیں۔ وہ یہی کہتے ہیں کہ فلاں شخص نے کسی پوائنٹ پر بات کی تو بحث شروع ہوگئی۔ تو باتوں باتوں میں کوئی ایک پوائنٹ لے لو تو اگلا خود ہی کوئی سوال اٹھا دیتا ہے تو پھر اِس کے اوپر discussion شروع ہوجاتی ہے۔ یہ ثابت کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ قرآن میں کیا لکھا ہے، حدیث میں کیا لکھا ہے۔ بلکہ یہ ثابت کرنے کی ضرورت ہے کہ مسلمانوں کی حالت کیا ہے۔ کیا کسی امام کی ضرورت ہے؟ کسی reformer کے آنے کی ضرورت ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنی امّت کو کیوں چھوڑ دیا۔ ایسی امتِ مرحومہ کیوں بنائی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ لفظ استعمال کیا ہے کہ ایسی امتِ مرحومہ بن گئی ہے کہ بالکل ہی مرحوم ہوگئی ہو۔ اللہ سے رابطہ کچھ نہیں رہا۔ اور اللہ تعالیٰ ایک طرف تو یہ کہتا ہے کہ مجھے سب سے پیارے نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور آپ کی امّت مجھے سب سے پیاری ہے۔ اس کے بعد یہ حال ہے امّت کا کہ آدھے سے زیادہ امّت ایک دوسرے کا سر پھاڑ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ رحمان اور رحیم ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃً للعالمین کا خطاب دیا ہے۔ اس طرح کی عام باتیں جو ہوتی ہیں، جو روزمرہ کی معمولی باتیں ہوں۔ ان باتوں میں ان کے weak point سامنے آجاتے ہیں جس پر آپ اپنا point لے سکتے ہیں۔

☆......**اِسی خادم نے عرض کیا کہ ہماری discussion اس بات پر شروع ہوتی ہے کہ جو فرقے ہیں، ان میں سے کون سچا ہے اور کون کیسا ہے؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ڈھٹائی کی صورتحال میں آپ اس سوال پر تو نہ جائیں۔ اس کو چھوڑیں اور نہ اس حدیث پر جانے کی کوئی ضرورت ہے۔ یہ point ایسا ہے کہ جس پر وہ اب راضی نہیں ہوگا۔ آپ کی جو discussion ہوچکی ہے تو اپنی بات پر پکّا ہو چکا ہے۔ اور 72، 73 کی تو بات ہی آپ چھوڑیں۔ کونسا فرقہ جھوٹا ہے یا سچا ہے آپ اس سے کہیں تم بھی سچے ہو اور میں بھی سچا۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ اسلام کی ایسی حالت ہے کہ امّتِ مسلمہ کو کسی leadership کی ضرورت ہے۔ یہ بھی ایک point لیا جاسکتا ہے۔ اگر ضرورت ہے تو پھر کس کو ہم leader مانیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جو پیشگوئی ہے پھر سورۃ جمعہ کی پہلی پانچ آیتیں ہیں ان میں جو پیش گوئی ہے اس سے کیا مراد ہے۔ پھر نبیوں سے جو عہد لیا گیا تھا اس سے کیا مراد ہے۔ وہ تو بہت علمی باتیں ہیں شاید اس تک نہ پہنچ سکیں۔ لیکن بہرحال یہ جو عمومی چیزیں ہیں کہ اسلام کی ایسی حالت ہے اس پر مجھے تو بڑا درد ہے تم بتاؤ کہ اس کا کیا حل ہے۔ اسی سے حل پوچھیں۔ اس طرح دوستانہ ماحول میں باتیں ہوجاتی ہیں۔ بعض دفعہ کوئی چیز ایک دم click کرجاتی ہے اور کام ہوجاتا ہے۔ باقی اگر اس نے نہیں ماننا تو زبردستی تو نہیں کی جاسکتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا تھا کہ کسی کو تم زبردستی مسلمان نہیں بنا سکتے۔

☆......**اِسی خادم نے سوال کیا کہ یہاں ہمارے مسلمان دوست، یہاں کے معاشرے میں اس طرح بہہ گئے ہیں کہ اب ان میں اپنے مذہب اور ایمان کے بارہ میں سوچنے کا شعور نہیں ہے۔ ان کو ہم کس طرح اپنی طرف لا سکتے ہیں؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر وہ اتنے پکّے دوست ہیں تو ان کے لئے دعا کریں۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو شعور دے اور ان کو بتائیں کہ تم لوگ مسلمان ہو کیوں یہاں آکر اپنے آپ کو اور اسلام کو بدنام کر رہے ہو۔ اس لئے اپنی جو روایات ہیں، جو اپنے roots ہیں اپنی جڑیں ہیں ان کو ہمیشہ یاد رکھو۔

☆......**ایک واقفِ نَو خادم نے سوال کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو خلافتِ راشدہ قائم ہوئی تھی، وہ حضرت علیؓ کے بعد رُک گئی تھی تو اس کی کیا وجہ تھی؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: وجہ یہ تھی کہ مسلمانوں میں اِکائی نہیں رہی تھی۔ وحدت نہیں رہی تھی اور فساد پیدا ہوگیا تھا۔ منافقین کا زور ہوگیا تھا۔ اور یہ کچھ ہونا تھا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے اسی میں یہ ذکر ہے کہ پہلے نبوت ہوگی، پھر خلافت ہوگی، نبوت کے منہاج پر۔ پھر بادشاہت ہوگی، شدت پسند بادشاہت ہوگی پھر ایک لمبا زمانہ اندھیرا زمانہ ہوگا۔ پھر دوبارہ مسیح موعود کے ظہور میں نبوت آئے گی اور پھر خلافت قائم ہوگی علی منہاج نبوۃ۔ اور وہ اسی وقت ہونی ہے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنا تھا۔

خلافتِ راشدہ صرف 30 سال رہی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جگہ لکھا ہے کہ 30 سال ایسا عرصہ تو نہیں ہے کہ ایک بہت لمبا عرصہ ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ نے یہ سارے نظام کو تیس سال سے آگے نہیں چلانا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مزید 30 سال کی عمر دے سکتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی 63 سال عمر تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلافت کا نظام جاری ہونا اور پھر تیس سال تک رہنا اس سے اللہ تعالیٰ نے بتانا تھا کہ یہ سب کچھ ہوگا۔ اور پھر دوبارہ اسلام کا احیاء ہوگا اور ان سب حالات کے باوجود جو شریعت ہے جو کتاب ہے قرآن کریم ہے وہ تو اپنی اصلی حالت میں قائم رہے گا۔ قرآن کریم کے اب تک محفوظ چلے آنے کے بڑے معجزات ہیں۔ ایک تو یہی معجزہ ہے کہ جب تک قرآنِ کریم پورا نازل نہیں ہوگا شریعت مکمل نہیں ہوگی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال نہیں ہوگا اور کوئی دشمن قرآنِ کریم کو نقصان نہیں پہنچا سکا۔ پھر قرآنِ کریم کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور صحابہ رضوان اللہ علیہم نے محفوظ کر لیا اور اب تک اس حالت میں چلا آرہا ہے۔ پھر حفاظ پیدا ہوتے رہے اور یہ محفوظ رہا۔ مختلف حالتوں میں پرنٹ ہوتا رہا۔ پھر اس کی اصل تعلیم اور حقیقی روشنی دینے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا۔ پھر آپ کے بعد خلافت کا نظام شروع ہوا۔ تو یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت ہے کہ جس طرح آپ نے بیان کیا تھا کہ نبوت ہو گی، خلافت ہوگی، ملوکیت ہوگی، بادشاہت ہوگی، اندھیرا زمانہ ہوگا، پھر خلافت ہوگی۔ وہی پوری ہورہی ہے۔ تو اس پر اعتراض کیا ہے۔ باقی یہ کہ کیوں اتنی جلدی ختم ہوگئی تو اس کی کچھ وجوہات تھیں۔ حضرت عثمانؓ کے زمانہ سے جو فتنہ اٹھا تھا اور مسلمانوں میں اکائی نہیں رہی، وحدت نہیں رہی تھی۔ صحابہ کو تو ہم الزام نہیں دے سکتے، لیکن بہرحال فتنہ اٹھتا رہا اور اس کی وجہ سے پھر دو گروپ بن گئے اور آپس میں لڑائیاں بھی شروع ہوگئیں۔ جب آپس میں لڑائیاں پھوٹ پڑیں تو وہیں برکت اٹھ گئی۔ پھر ultimately یہی ہونا تھا۔ لیکن پھر بھی الزام نہیں دے سکتے۔ حضرت مصلح موعودؓ کی کتاب ہے 'اسلام میں اختلافات کا آغاز'۔ وہ پڑھو

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

اس میں ساری چیزوں کا جواب مل جائے گا۔

☆......**ایک واقفِ نو نے سوال کیا کہ ایک عرصہ ہوا ہے میں نے دو تین جگہوں پر aliens کے متعلق ایک تحریر پڑھی تھی۔ اس میں کہا گیا ہے کہ aliens زمین کا visit کر چکے ہیں۔ اس بارہ میں میرا سوال یہ ہے کہ اسلام ہماری اس بارہ میں کیا رہنمائی کرتا ہے کہ کسی اور مخلوق کے وجود ہیں یا نہیں؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: جہاں تک مخلوق کا تعلق ہے تو مخلوق کسی اور planet میں بھی ہوسکتی ہے۔ Universe تو بے تحاشا ہیں۔ کہیں بھی اللہ تعالیٰ نے زندگی رکھی ہوگی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اس بارہ میں لکھا ہے کہ سیاروں میں بھی زندگی ہوسکتی ہے۔ باقی یہ رہا کہ visit کر چکے ہیں۔ یہ تو انہوں نے science fiction کہانیاں بنائی ہوئی ہیں۔ سائنس ناول اور فلمیں بنائی ہوئی ہیں۔ زندگی تو ہوسکتی ہے، ہو۔

☆......**ایک طفل نے سوال کیا کہ ہم احمدی مسلمان کیوں ہیں؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: تم پیدائشی احمدی ہو تمہارے ابا امّاں احمدی ہوئے تھے۔ یا پہلے ان کے ابّا امّاں احمدی ہوئے تھے۔ تمہیں نہیں پتہ؟ تم تو اس لئے احمدی ہو یا تمہارے ابا احمدی تھے۔ یا تمہارے دادا احمدی تھے۔ اس لئے احمدی ہو۔ تم کتنے سال کے ہوگئے ہو؟ بچے نے جواباً عرض کیا کہ 6 سال کا ہوں۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ابھی تو تم اس لئے احمدی ہو کیونکہ تمہارے امّی ابّا احمدی ہیں۔ لیکن جب تم تھوڑے سے بڑے ہو جاؤ گے تو پھر تم سوچنا کہ تم کیوں احمدی ہو۔ پھر پڑھنا کہ احمدیت کیا ہے۔ پھر تمہیں احمدیت کی اچھی اچھی باتیں نظر آئیں گی اور تمہیں پتہ چل جائے گا کہ میں کیوں احمدی ہوں۔

☆......**ایک طفل نے سوال کیا کہ جب آپ مسجد کا افتتاح کرتے ہیں تو پودا کیوں لگاتے ہیں؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ماحول کی خوبصورتی کے لئے پودا لگاتے ہیں کہ اِسی بہانے تھوڑا سبزہ ہوجائے گا، greenery ہوجائے گی۔ پودا لگانا لوگ پسند کرتے ہیں۔ یہاں tree plantation ہوتی ہے۔ تم بھی اگر اطفال الاحمدیہ وقارِ عمل کرے تو پودا لگاؤ تو دیکھو اخبار والے آئیں گے اور بڑے خوش ہوں گے کہ بچے پودا لگا رہے ہیں۔ ہماری یہاں سرسبزی ہوجائے گی۔ تو اس لئے لگاتے ہیں پودا کہ مسجد بھی بن رہی ہے، ساتھ درخت بھی لگ جائے تا کہ اللہ تعالیٰ اس پودے کی بھی پرورش کرے اور یہ بڑھتا رہے۔ اور اسی طرح مسجد کی آبادی بھی بڑھتی رہے۔

☆......**ایک خادم نے سوال کیا کہ میرا جامعہ احمدیہ میں جانے کا ارادہ ہے۔ تو وہاں کی پڑھائی آسان ہے یا مشکل ہے؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: بہت مشکل ہے۔ پڑھ لوگے؟ کونسے جامعہ آنا ہے؟

اس پر خادم نے عرض کیا کہ لندن کے جامعہ میں جانا ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بس پھر آجاؤ۔ وہاں پڑھائی آسان ہوجائے گی۔

☆......**ایک خادم نے سوال کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ سارا کچھ کر سکتا ہے تو پھر فرشتوں کی کیا ضرورت ہے؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک team بنائی ہوئی ہے۔ ان کے ذریعہ سے کام کرواتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زمین بنائی آسمان بنایا اس کے بعد بیٹھ کر نگرانی کرتا ہے۔ وہ بادشاہ ہے، وہ مالک ہے، وہ رب ہے بیٹھا ہوا ہے اور حکم دے رہا ہے کہ یہ کرو اور وہ کرو، تو اس نے مختلف کاموں کے لئے مختلف فرشتے مقرر کئے ہوئے ہیں۔ تم بھی جب افسر بن جاؤ تو کسی سیٹ پر بیٹھے ہو تو تم خود اٹھ کے جاسکتے ہو اور الماری میں سے paper نکال سکتے ہو۔ لیکن تم اپنے کسی ماتحت کو کہتے ہو کہ جاؤ اور کاغذ نکال لاؤ۔ تمہارے teacher بعض کام خود اٹھ کر کر سکتے ہیں لیکن اپنے سٹوڈنٹ کو کہتے ہیں جاؤ فلاں چیز لے آؤ۔ وہ خدا تعالیٰ مالک ہے۔ جو مرضی چاہے کرے۔ اسلئے اس نے فرشتے رکھے ہوئے ہیں۔ وہ اسی طرح جس طرح سے نوکر ہوتے ہیں۔ تو سمجھو وہ نوکر ہی ہیں۔

....

واقفین نو کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یہ کلاس ساڑھے آٹھ بجے تک جاری رہی۔ بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز مغرب وعشاء جمع کرکے پڑھائیں۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

....

نیشنل TV چینل Omroep Gelderland کی نیشنل نیوز میں خبر

آج رات سات بجے ہالینڈ کے ایک نیشنل TV چینل Omroep Gelderland نے اپنی نیشنل نیوز میں پانچ منٹ کی خبر نشر کی۔

اس خبر میں جماعت کا تعارف کروایا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کی خبر اور آپؑ کی خلافت کا ذکر کیا گیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نن سپیٹ ہالینڈ میں آمد اور احباب جماعت کے والہانہ استقبال کا منظر دکھایا گیا۔ احباب جماعت نعرے بلند کررہے ہیں اور بچیوں کے گروپ دعائیہ نظمیں پڑھ رہے ہیں۔ حضور انور کے دورہ کے مقاصد اور بطور خلیفہ حضور انور کے مقام کے بارہ میں بتایا گیا۔

حضور انور کی زبان سے جہاد کا صحیح اور درست مفہوم بتایا گیا اور حضور انور کے انٹرویو سے خاص حصّے دکھائے گئے۔ ریفیوجیز کی مدد کے حوالہ سے حضور انور کے انٹرویوز کے بعض حصّے دکھائے گئے جس میں حضور انور نے فرمایا تھا کہ ریفیوجیز کی مدد ضرور کی جائے۔ لیکن چونکہ کہا جارہا ہے کہ ہر پچاس ریفیوجیز پر IS کا ایک ممبر بھی آرہا ہے اس لئے مدد کے ساتھ، بطور احتیاط ان کی نگرانی بھی کی جائے۔

افراد جماعت کا حضور انور سے جو اخلاص، فدائیت، محبت اور پیار کا تعلق ہے اس کا بھی ذکر کیا گیا۔

جماعت احمدیہ ہالینڈ کا تعارف بتایا گیا اور بالخصوص ’’بیت النور‘‘ کا ذکر کیا گیا۔ بار بار حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تصویر دکھائی گئی۔

اس TV چینل کے ذریعہ ہالینڈ کے ایک بڑے حصّہ میں پیغام پہنچا۔

....

☆...... نیشنل اخبار ’’Reformatorische Dagblad‘‘ نے اپنی ویب سائٹ پر دو مضامین انٹرنیٹ پر شائع کئے۔

ایک مضمون کا عنوان تھا: ’’خلیفہ: جنگ عظیم سوم شروع ہوچکی ہے‘‘۔ اس مضمون میں جماعت کا تعارف کروایا گیا اور اس بات کا ذکر کیا گیا کہ دنیا میں Blocks بن رہے ہیں جس سے عالمی جنگ کا خطرہ نظر آتا ہے۔ Refugees کے بارہ میں حضور انور کا بیان تحریر کیا گیا کہ ان کی مدد کرنی چاہئے مگر نگرانی بھی ضروری ہے کیونکہ IS نے یہ اعلان کیا ہے کہ ان میں ان کے لوگ بھی شامل ہیں۔

....

☆...... دوسرے مضمون کا عنوان تھا: The Caliph Is Welcome In The House Of Representatives۔ اس مضمون میں خلافت احمدیہ اور جماعت کا تعارف کروایا گیا۔ اس بات کا ذکر کیا گیا کہ حضور انور، ابوبکر البغدادی کے بالکل برعکس سوچتے ہیں اور عمل کرتے ہیں اور اس کی بنیاد بھی حضور انور قرآن کریم کو ہی بناتے ہیں۔ اخبار نے حضور انور کا یہ بیان بھی لکھا کہ میں تم کو بے شمار ایسی آیات قرآن کریم سے نکال کر دکھا سکتا ہوں جو امن وسلامتی کی تعلیم سکھاتی ہیں۔

اس خبر میں جماعت کا تعارف دیا گیا اور بتایا گیا کہ جماعت کے خلاف دوسرے مسلمان عداوت اور مخالفت رکھتے ہیں۔

....

اخبار The Nation London نے اپنی 9/اکتوبر 2015ء کی اشاعت میں درج ذیل خبر شائع کی

’’دی ہیگ (نیشن نیوز) امام جماعت احمدیہ مرزا مسرور احمد جو آجکل ہالینڈ کے دورے پر ہیں نے منگل کو ہالینڈ کی پارلیمانی کمیٹی برائے امورِ خارجہ کی دعوت پر ہالینڈ کی پارلیمنٹ کا دورہ کیا۔ جہاں ان کے لئے خصوصی تقریب کا اہتمام کیا گیا تھا۔ تقریب میں ہالینڈ کے ارکان اسمبلی کے علاوہ سویڈن، سپین، آئرلینڈ، کروشیا اور مونٹنیگرو کے ممبران اسمبلی خصوصی طور پر دی ہیگ تشریف لائے۔ ڈنمارک، سپین اور بھارت کے سفیران کرام کے علاوہ فلپائن، کینیڈا کے سفارتی نمائندوں اور البانیہ کی مسلم کونسل کے صدر نے بھی تقریب میں شرکت کی۔ تقریب کے آغاز میں ڈچ فارن افیئرز پارلیمانی کمیٹی کے صدر Harry Van Bommel نے امام جماعت احمدیہ کو خوش آمدید کہتے ہوئے کہا کہ آپ ایک ایسی کمیونٹی کے لیڈر ہیں جس سے اب پوری دنیا متعارف ہے اور دنیا یہ بھی جانتی ہے کہ آپ قیام امن کے لئے کام کررہے ہیں۔ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے امام جماعت احمدیہ مرزا مسرور احمد نے کہا کہ باہمی چپقلشوں کی وجہ سے مسائل میں اضافہ ہو رہا ہے۔ پورا عالم خطرات سے دوچار ہے۔ اکنامک کرائسس دنیا کے بہت سے علاقوں کو متاثر کررہا ہے۔ بڑی طاقتوں کی بعض خواہشات، ناانصافیاں، غریب اور امیر کا فرق، ذرائع اور وسائل پر قبضہ کی جستجو نے دنیا کو تقسیم کر کے رکھ دیا ہے۔ تمام مذاہب اپنی اصل تعلیم سے دور جا رہے ہیں۔ اس لئے مذہبی لیڈر شپ عملی کردار ادا کرنے سے قاصر ہے۔ مرزا مسرور احمد نے متعدد قرآنی آیات کا حوالہ دے کر معاملات کو سمجھانے، جنگوں سے احتراز برتنے اور انصاف کی بنیاد پر فیصلے کرنے کی اسلامی تعلیم کا ذکر کیا۔ دہشت گردی، فرقہ واریت کا جو ماحول مسلم ممالک میں نظر آتا ہے اس کا اسلامی تعلیم سے کوئی تعلق نہیں۔ مرزا مسرور احمد نے کہا کہ 1400 سال قبل بانی اسلامؐ نے بتادیا تھا کہ ایک وقت آئے گا کہ اسلامی تعلیم تو موجود ہوگی لیکن اس پر عمل کرنے والے تعداد میں تھوڑے ہوں گے۔ امام مہدی آکر اسلامی تعلیم کو دلوں میں رائج کریں گے۔ جماعت احمدیہ پیار ومحبت اور عمل سے اسلامی تعلیم کو رائج کرنے میں کوشاں ہے۔ امام جماعت مرزا مسرور احمد نے کہا کہ اسلام حکومت اور رعایا کے خلاف جنگ کی اجازت نہیں دیتا۔ اسلام نے مسلمانوں کو ملکی قانون پر عمل کرنے کی تلقین کی ہے۔ دو قوموں میں اختلاف کی صورت میں تیسرے فریق کو درمیان میں ڈال کر فیصلہ کروانے کا حکم ہے۔ یہ جنگ سے اجتناب کے لئے ہے۔ جنگ ناگزیر ہو جائے تو عبادتگاہوں کو محفوظ بنانے کا حکم ہے۔ اسلام میں جبر نہیں بلکہ دین کے معاملہ میں ہر شخص کو آزادی حاصل ہے۔ اسلام کا حکم ہے کہ ہر حال میں انصاف کیا جائے۔ مرزا مسرور احمد نے کہا کہ جو طاقتیں دنیا کے وسائل پر قابض ہیں ان کی طرف سے غریب ملکوں میں سرمایہ کاری یا اکنامک کوآپریشن (cooperation) اچھا قدم ہے۔ لیکن اس کے ساتھ غریبوں کے وسائل پر قبضہ نہیں کرنا چاہئے۔ فارن افیئرز پارلیمانی کمیٹی کے ارکان کی طرف سے پوچھے جانے والے سوالات کے جواب میں امام جماعت احمدیہ نے کہا کہ جمہوریت کے نام پر حاصل کی جانے والی آزادی میں ویلیوز کی قدر کی جانی چاہئے۔ قانون اچھے اور بُرے میں حدّ فاصل مقرر کرنے کے لئے بنایا جاتا ہے معاشرہ میں امن قائم رکھنے کے لئے معاشرہ کو دی جانے والی آزادی کی بھی حدود مقرر کرنی پڑیں گی۔ گھروں میں آزادی اظہار کی کھلی اجازت دے دی جائے تو گھروں کا امن بھی برباد ہونے لگے گا۔ گھروں میں جس طرح آداب گفتگو، اظہار اور ویلیوز کا خیال رکھا جاتا ہے۔ معاشرہ میں بھی ان قدروں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ مڈل ایسٹ میں جاری خانہ جنگی سے متعلق پوچھے جانے والے سوال پر مرزا مسرور احمد نے کہا کہ عراق اور شام میں لیڈرشپ کو ہٹانے کے لئے وہاں اسلحہ سپلائی کرنے والے ان ملکوں کی تباہی کے ذمہ دار ہیں۔ آج کے حالات میں وہاں امریکہ اور روس کی براہِ راست مداخلت خطرناک نتائج کی طرف لے جائے گی۔ دنیا کو بلاکس میں تقسیم کرنے والے دنیا کی تباہی کے ذمہ دار ہوں گے۔ مغربی ممالک میں مسلم نوجوانوں میں انتہا پسندی کے رجحان کے اسباب کے بارے میں امام جماعت احمدیہ نے کہا کہ بے روزگار نوجوان نسل بے راہ روی کا شکار ہورہی ہے۔ برطانیہ میں 6 ملین نوجوان بے روزگار ہیں۔ نوجوانوں کو تعلیم سے آراستہ کرکے ان کو اپنے ملک کے لئے مفید وجود بنانا اس مسئلہ کا حل ہے۔ فارن افیئرز کمیٹی کے صدر نے امام جماعت احمدیہ، معزز مہمانان ودیگر سامعین کا شکریہ ادا کیا۔ بعدازاں مہمانوں نے امام جماعت احمدیہ کے ساتھ ڈنر میں شرکت کی۔ ہالینڈ کے متعدد سیاسی رہنماؤں نے مسجد بیت المبارک میں آکر امام جماعت احمدیہ مرزا مسرور احمد سے ملاقات کی۔ اپنے قیام کے دوران مرزا مسرور احمد نے ہالینڈ کے شہر Almere میں عبادت گاہ کا سنگِ بنیاد رکھا۔ یہ ہالینڈ میں جماعت احمدیہ کی تیسری عبادت گاہ ہے۔‘‘

اخبار روزنامہ جنگ لندن نے اپنی 9/ اکتوبر 2015ء کی اشاعت میں یہی خبر من وعن شائع کی۔

(باقی آئندہ)

قائم شدہ 1952ء

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

SHARIF JEWELLERS

SINCE 1952

Aqsa Road Rabwah

0092 47 6212515

28 London Rd, Morden SM4 5BQ

0044 20 3609 4712

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ 26؍اگست 2015ء بروز بدھ نماز ظہر وعصر سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر **مکرمہ امۃ المتین صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری منصور احمد بی ٹی صاحب مرحوم۔لندن) کی نماز جنازہ حاضر** پڑھائی۔

20؍اگست 2015ء کو 75 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ حضرت چوہدری علی محمد صاحب بی اے بی ٹی صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہو اور مکرم لارڈ طارق احمد صاحب آف ویمبلڈن کی والدہ تھیں۔آپ کو لجنہ اماء اللہ یوکے میں بطور سیکرٹری خدمت خلق اور سیکرٹری نمائش خدمت کی توفیق ملی۔اس کے علاوہ لمبا عرصہ صدر لجنہ ویمبلڈن کی حیثیت سے بھی خدمت بجالاتی رہیں۔آپ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی ڈاک ٹیم میں بھی شامل رہیں۔بہت نیک، ملنسار، صوم وصلوٰۃ کی پابند مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔نظام جماعت اور خلافت کے ساتھ انتہائی وفا اور محبت کا تعلق تھا۔پسماندگان میں ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔آپ کے داماد مکرم انصر الیاس احمد صاحب حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کے پوتے اور حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے نواسے ہیں۔

نماز جنازہ غائب:

(1) مکرم عیسیٰ احمد وصاحب (صدر جماعت کیمرون)

22 جولائی 2015 کو 5 ماہ کی علالت کے بعد وفات پاگئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔مرحوم ذیابیطس کے عارضہ میں مبتلا تھے اور 5 ماہ قبل انہیں سٹروک بھی ہوا تھا۔آپ نے فروری 1995ء میں بیعت کی سعادت حاصل کی۔کیمرون کے ابتدائی احمدیوں میں سے تھے۔آپ کا تعلق پاؤسا قبیلہ سے تھا۔آپ کو پہلے Mamfe جماعت کے صدر اور پھر کیمرون کے پہلے صدر جماعت کی حیثیت سے تادم آخر خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔آپ بہت فعال اور مخلص احمدی تھے۔کیمرون کی پہلی مسجد بیت الہدیٰ کی تعمیر کے سلسلہ میں وقار عمل میں خود بھی شامل ہوتے رہے۔مرحوم کے ایک بیٹے مکرم سلیمان احمد صاحب جامعہ احمدیہ نائیجیریا سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد اب میدانِ عمل میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(2) مکرم چوہدری محمد امین صاحب صوبیدار (ر) چک 60ر۔ب ضلع فیصل آباد

20 جولائی 2015ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ کو اپنے گاؤں میں لمبا عرصہ صدر جماعت اور زعیم مجلس انصار اللہ کی حیثیت سے خدمت بجالانے کی توفیق ملی۔آپ بہت نڈر اور جوشیلے احمدی تھے۔غیر از جماعت احباب میں بھی قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔اپنے گاؤں میں جماعت کی مسجد چھوٹی پڑ جانے پر نئی اور بڑی مسجد بنوانے کی گرانقدر خدمت کی بھی توفیق پائی۔خلافت احمدیہ سے بے حد محبت اور عقیدت کا تعلق تھا۔مرحوم موصی تھے اور اپنا حصہ جائیداد زندگی میں ہی ادا کردیا تھا۔آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں عمل میں آئی۔آپ مکرم خلیل احمد مبشر صاحب (مربی سلسلہ وینکوور کینیڈا) کے بڑے بھائی تھے۔

(3) مکرم صغیر احمد صاحب (ابن مکرم حفیظ احمد صاحب رند۔بستی رنداں ضلع ڈیرہ غازیخان)

12 اگست 2015ء کو جماعت احمدیہ بستی رنداں ضلع ڈیرہ غازیخان کی مسجد میں وقار عمل کرتے ہوئے اچانک ایک Pillar کے زمین پر آگرنے سے اس کی زد میں آکر 23-24 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ نہایت ملنسار اور جماعتی خدمت میں پیش پیش رہنے والے خاموش خادم دین تھے۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو کمسن بچے یادگار چھوڑے ہیں۔

(4) مکرم عبدالحمید خان رند صاحب (ابن مکرم اللہ بخش رند صاحب۔بستی رنداں ضلع ڈیرہ غازیخان)

12 اگست 2015ء کو جماعت احمدیہ بستی رنداں ضلع ڈیرہ غازیخان کی مسجد میں وقار عمل کرتے ہوئے اچانک ایک Pillar کے زمین پر آگرنے سے زخمی ہوگئے تھے اور 14؍اگست کو زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ کی عمر تقریباً چالیس سال تھی۔آپ نے والدین کے علاوہ دو بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔آپ کا سب سے بڑا بیٹا جامعہ احمدیہ ربوہ میں درجہ ثالثہ میں زیر تعلیم ہے۔

(5) مکرم چوہدری مختار احمد صاحب (ابن مکرم چوہدری غلام قادر صاحب مرحوم۔عمرکوٹ۔سندھ)

28 جولائی 2015ء کو 73 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ کو 1998ء تا 2004ء 6 سال صدر جماعت شریف آباد ضلع عمرکوٹ سندھ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔آپ تمام مالی و دیگر مرکزی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے، بہترین داعی اللہ، جماعت سے گہری وابستگی رکھنے اور مثالی تعاون کرنے والے خوش خُلق، نیک اور مخلص انسان تھے۔افرادِ خاندان حضرت مسیح موعودؑ سے بہت اور مؤدبانہ تعلق تھا۔ MTA کے پروگرام ذوق وشوق سے دیکھتے تھے۔حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا منظوم کلام بھی یاد تھا۔پسماندگان میں 4 بیٹیاں اور 5 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔مرحوم کے ایک داماد مکرم نصیر احمد صاحب ورک (مربی سلسلہ) بھی میدان عمل میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(6) مکرم میاں محمد اسحٰق صاحب (کارکن دفتر p.s ربوہ)

25 اپریل 2015 کو 70 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ کو 17 سال ٹھٹھہ سندرانہ ضلع جھنگ میں صدر جماعت کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ ریلوے سروس سے ریٹائرمنٹ کے بعد 1998ء میں آپ بچوں کی تعلیم وتربیت کی خاطر ربوہ شفٹ ہوگئے۔ جہاں 2001ء سے تا دمِ آخر دفتر پرائیویٹ سیکرٹری ربوہ میں خدمت بجالاتے رہے۔آپ کے ایک بیٹے مکرم شعیب احمد صاحب برمنگھم یوکے میں مقیم ہیں۔

(7) مکرمہ نسیم اختر صاحبہ (اہلیہ مکرم قمرالزمان عابد صاحب۔کینیڈا)

22 مئی 2015ء کو مختصر علالت کے بعد 78 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ حضرت منشی سراج الدین صاحبؓ عطار سرہندی صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی اور حضرت قاضی زین العابدین صاحبؓ سرہندی کی بڑی بہو تھیں۔قیام پاکستان کے بعد کوئٹہ میں مقیم رہیں اور 1975ء میں وہاں سے حیدرآباد اور پھر کراچی شفٹ ہوگئیں۔پھر 2009ء میں کینیڈا شفٹ ہوگئیں۔آپ ہومیو ڈاکٹر تھیں۔جہاں جہاں رہیں اپنے محلّہ میں لوگوں کا مفت علاج کیا کرتی تھیں۔آپ نے کینیڈا میں مقامی جماعت میں مختلف حیثیتوں سے خدمت کی توفیق پائی۔آپ صوم وصلوٰۃ کی پابند، دعاگو، صابر وشاکر اور ہمدرد خاتون تھیں۔مرحومہ موصیہ تھیں۔پسماندگان میں خاوند کے علاوہ ایک بیٹی اور پانچ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(8) مکرمہ بشیراں بی بی صاحبہ (اہلیہ مکرم عبد اللطیف صاحب۔ربوہ)

9 جولائی 2015ء کو 76 سال کی عمر میں چار سال کی علالت کے بعد وفات پاگئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ نے بیماری کا سارا عرصہ بڑے صبر وتحمل سے گزارا۔آپ صوم وصلوٰۃ کی پابند، بہت سادہ مزاج، ہر ایک سے نرمی اور پیار ومحبت سے پیش آنے والی، بہت ملنسار، مہمان نواز، غریب پرور، عزیز رشتہ داروں اور ہر چھوٹے بڑے کا خیال رکھنے والی، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔جماعتی پروگراموں میں بڑے شوق سے شامل ہوا کرتی تھیں۔مرحومہ موصیہ تھیں۔پسماندگان میں خاوند کے علاوہ دو بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(9) مکرم خلیل احمد صاحب (ابن مکرم جلال دین صاحب آف تخت ہزارہ حال۔ربوہ)

23؍اپریل 2015ء کو 72 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ کو لمبا عرصہ قائد مجلس خدام الاحمدیہ اور چار سال بطور زعیم مجلس تخت ہزارہ خدمت کی توفیق ملی۔مرحوم کا جماعت اور خلافت سے گہرا تعلق تھا۔اپنے چندہ جات کی بروقت ادائیگی کیا کرتے تھے۔مرحوم نہایت صابر، ملنسار، ہنس مکھ طبیعت کے مالک تھے۔تہجد گزار اور پنجوقتہ نمازوں کے پابند تھے اور بکثرت تلاوت قرآن کریم اور درود شریف اور تسبیح وتحمید کا ورد کیا کرتے تھے۔

(10) مکرم چوہدری رحمت علی صاحب (ابن مکرم چوہدری نعمت علی صاحب محلّہ دارالبرکات ربوہ)

11؍جون 2014ء کو 81 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ نے بطور صدر محلّہ، سیکرٹری اصلاح وارشاد، سیکرٹری امور عامہ خدمت کی توفیق پائی۔سابق صدر عمومی مولانا حکیم خورشید احمد صاحب کے دست راست کے طور پر بہت اچھا کام کیا۔1985ء میں کلمہ طیبہ کا بیج لگانے کی پاداش میں مقدمہ ہونے کی وجہ سے پانچ چھ یوم چنیوٹ حوالات میں رہے۔جلسہ سالانہ ربوہ کے موقعہ پر مختلف نظامتوں میں بھی نمایاں خدمت کی توفیق پائی۔ہر مالی تحریک میں نمایاں حصہ لیا کرتے تھے۔

(11) مکرم رانا خورشید اختر صاحب (ابن مکرم گیانی محمد دین صاحب دارالعلوم غربی حلقہ ثناء ربوہ)

11؍جون 2014ء کو وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ 1974ء کے ہنگامی حالات میں گھر بار لُٹ جانے کے بعد گوجرانوالہ سے ہجرت کرکے ربوہ آگئے تھے۔نہایت دلیر آدمی تھے۔خلافت کے فدائی تھے۔جماعتی اور مالی تحریکات میں بشاشت سے حصہ لیتے تھے۔

(12) مکرم محمد زمان صاحب (صدر جماعت پچنند ضلع چکوال)

2؍جنوری 2015ء کو 70 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ 12 سال سے بطور صدر جماعت دینی خدمت بڑے احسن رنگ میں سرانجام دے رہے تھے۔مالی قربانی میں ہمیشہ پیش پیش رہتے۔مرحوم شریف النفس، صاف گو، دیانتدار، ہردلعزیز اور مخلص آدمی تھے۔مرحوم موصی تھے۔

(13) مکرم حافظ سعود احمد صاحب (دارالیمن وسطی سلام۔ربوہ)

14؍مئی 2015ء کو 30 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ نیک سیرت، ہنس مکھ، بہت ملنسار اور ہردلعزیز خادم تھے۔1999ء میں قرآن کریم حفظ کیا۔لاہور اور ربوہ کی مختلف مساجد میں نماز تراویح پڑھانے کی توفیق ملی۔2006ء سے بطور کارکن درجہ دوم دفتر خزانہ میں خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔مرحوم موصی تھے۔

(14) مکرمہ جنت النساء بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم صوفی غفور احمد صاحب۔نصیر آباد۔ربوہ)

25؍دسمبر 2014ء کو 97 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ کو بطور صدر حلقہ خدمت کی توفیق ملی اور بہت سے بچوں کو قرآن کریم کی تعلیم سے روشناس کروایا۔مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتی تھیں۔صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار خاتون تھیں۔مرحومہ انتہائی نیک فطرت اور بہت اچھے اخلاق کی مالک تھیں۔مرحومہ موصیہ تھیں۔

(15) مکرمہ خورشید بی بی صاحبہ (اہلیہ مکرم محمد اسماعیل صاحب فیکٹری ایریا سلام۔ربوہ)

20؍جنوری 2014ء کو 70 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ پنجوقتہ نمازی اور باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم کیا کرتی تھیں۔دعوت الی اللہ کا بے حد شوق تھا اور غیر از جماعت احباب کو دعوت الی اللہ کیا کرتی تھیں۔

(16) مکرمہ مصورہ وسیم صاحبہ (بنت مکرم مولوی نذر محمد صاحب۔ربوہ)

23؍جون 2015ء کو 64 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ کو کچھ عرصہ لجنہ کی سیکرٹری ناصرات کے طور پر خدمت کا موقع ملا۔آپ کی وفات جرمنی میں ہوئی تھی۔مرحومہ موصیہ تھیں۔

(17) مکرمہ فاطمہ اصغر ابڑو صاحبہ (اہلیہ مکرم علی اصغر ابڑو صاحب۔حیدرآباد۔سندھ)

19؍جولائی 2015ء کو ایک ماہ کی علالت کے بعد وفات پاگئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ بہت نیک، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔خلافت کے ساتھ انتہائی وفا اور محبت کا تعلق تھا۔مرحومہ موصیہ تھیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔آمین

☆......☆......☆

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ 03؍ستمبر 2015ء بروز جمعرات نماز ظہر سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر **مکرمہ صابرہ بی بی صاحبہ (اہلیہ مکرم عیدا صاحب مرحوم) یوکے کی نماز جنازہ حاضر** پڑھائی۔

آپ 29؍اگست 2015ء کو 90 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، سادہ مزاج، مہمان نواز، غریب پرور، قناعت پسند، خود دار، صابرہ وشاکرہ، رشتہ داروں اور ہمسائیوں سے حسن سلوک کرنے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔خلافت کے ساتھ انتہائی وفا، اخلاص اور محبت و عقیدت کا تعلق تھا۔مرکز سے آنے والے جماعتی مہمانوں کی بڑی خوشی سے مہمان نوازی کیا کرتی تھیں۔اسی طرح اپنے گاؤں میں مسجد کی تعمیر کے دوران کام کرنے والے مزدوروں کا بھی بہت خیال رکھتیں اور جماعتی مخالفت اور بائیکاٹ کے باوجود ہمسایہ خواتین کو ضرورت کی اشیاء مہیا کیا کرتی تھیں۔آخر دم تک اپنا ہر کام خود اپنے ہاتھ سے کرتی رہیں۔پسماندگان میں دو بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے

باقی صفحہ نمبر 17 پر ملاحظہ فرمائیں

خلافتِ حقّہ

سچی پاکیزگی، حقیقی تزکیہ اور دنیا و آخرت کی حسنات اور ترقیات کے حصول کے لئے ایک عظیم الشان الٰہی نظام

نصیر احمد قمر

قسط نمبر 22

نماز کی اصلی غرض اور مغز دعا ہے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’خدا تعالیٰ بڑا کریم ہے۔ اس کی کریمی کا بڑا گہرا سمندر ہے جو کبھی بھی ختم نہیں ہوسکتا اور جس کو تلاش کرنے والا اور طلب کرنے والا کبھی بھی محروم نہیں رہا۔ اس لئے تم کو چاہیے کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعائیں مانگو اور اس کے فضل کو طلب کرو۔ ہر ایک نماز میں دعا کے لئے کئی ایک مواقع ہیں۔ رکوع، قیام، قعدہ، سجدہ وغیرہ۔ پھر آٹھ پہروں میں پانچ مرتبہ نماز پڑھی جاتی ہے۔ فجر، ظہر، عصر، شام اور عشاء۔ ان پر ترقی کر کے اشراق اور تہجد کی نمازیں ہیں۔ یہ سب دعا ہی کے لئے مواقع ہیں۔

نماز کی اصلی غرض اور مغز دعا ہی ہے۔ اور دعا مانگنا اللہ تعالیٰ کے قانون قدرت کے عین مطابق ہے۔ مثلاً ہم عام طور پر دیکھتے ہیں کہ جب بچہ روتا دھوتا ہے اور اضطراب ظاہر کرتا ہے، تو ماں کس قدر بے قرار ہو کر اس کو دودھ دیتی ہے۔ الوہیت اور عبودیت میں اسی قسم کا ایک تعلق ہے جس کو ہر شخص سمجھ نہیں سکتا۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کے دروازے پر گر پڑتا ہے اور نہایت عاجزی اور خشوع خضوع کے ساتھ اس کے حضور اپنے حالات کو پیش کرتا ہے اور اس سے اپنی حاجات کو مانگتا ہے، تو الوہیت کا کرم جوش میں آتا ہے اور ایسے شخص پر رحم کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا دودھ بھی ایک گریہ کو چاہتا ہے اس لئے اس کے حضور رونے والی آنکھ پیش کرنی چاہیے۔ بعض لوگوں کا یہ خیال کہ اللہ تعالیٰ کے آگے رونے دھونے سے کچھ نہیں ملتا، بالکل غلط اور باطل ہے۔ ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کے صفات قدرت و تصرف پر ایمان نہیں رکھتے۔ اگر ان میں حقیقی ایمان ہوتا تو وہ ایسا کہنے کی جرأت نہ کرتے۔ جب کبھی کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے حضور آیا ہے اور اس نے سچی توبہ کے ساتھ رجوع کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اس پر اپنا فضل کیا ہے۔ یہ کسی نے بالکل سچ کہا ہے۔

عاشق کہ شُد کہ یار بحالش نظر نہ کرد
اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

عبادت میں محبت، اخلاص اور صدق و وفا ضروری ہے

خدا تعالیٰ تو چاہتا ہے کہ تم اس کے حضور پاک دل لے کر آجاؤ۔ صرف شرط اتنی ہے کہ اس کے مناسب حال اپنے آپ کو بناؤ۔ اور وہ سچی تبدیلی جو خدا تعالیٰ کے حضور جانے کے قابل بنا دیتی ہے، اپنے اندر کر کے دکھاؤ۔ مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ میں عجیب در عجیب قدرتیں ہیں اور اس میں لا انتہا فضل و برکات ہیں، مگر ان کے دیکھنے اور پانے کے لئے محبت کی آنکھ پیدا کرو۔ **اگر سچی محبت ہو تو خدا تعالیٰ بہت دعائیں سنتا ہے اور تائیدیں کرتا ہے۔ لیکن شرط یہی ہے کہ محبت اور اخلاص خدا تعالیٰ سے ہو۔**‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 234۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

فرمایا: ’’جب لوگوں کو تبلیغ کی جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ کیا ہم مسلمان نہیں ہیں؟ کیا ہم نماز نہیں پڑھتے؟ کیا ہم روزہ نہیں رکھتے؟ ان لوگوں کو حقیقت ایمان کا علم نہیں ہے۔ اگر علم ہوتا تو وہ ایسی باتیں نہ کرتے۔ اسلام کا مغز کیا ہے اس سے بالکل بے خبر ہیں۔ حالانکہ خدا تعالیٰ کی یہ عادت قدیم سے چلی آئی ہے کہ جب مغزِ اسلام چلا جاتا ہے تو اس کے از سر نو قائم کرنے کے واسطے ایک کو مامور کر کے بھیج دیتا ہے تا کہ کھائے ہوئے اور مرے ہوئے دل پھر زندہ کئے جاویں۔ مگر ان لوگوں کی غفلت اس قدر ہے کہ دلوں کی مردگی محسوس نہیں کرتے...... **ابدال، قطب اور غوث وغیرہ جس قدر مراتب ہیں یہ کوئی نماز اور روزوں سے ہاتھ نہیں آتے۔ اگر ان سے یہ مل جاتے تو پھر یہ عبادات تو سب انسان بجالاتے ہیں۔ سب کے سب ہی کیوں نہ ابدال اور قطب بن گئے۔ جب تک انسان صدق وصفا کے ساتھ خدا تعالیٰ کا بندہ نہ ہوگا تب تک کوئی درجہ ملنا مشکل ہے۔** جب ابراہیم کی نسبت خدا تعالیٰ نے شہادت دی وَاِبْرَاھِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰی (النجم:38) کہ ابراہیم وہ شخص ہے جس نے اپنی بات کو پورا کیا۔ تو اس طرح سے اپنے دل کو غیر سے پاک کرنا اور محبتِ الٰہی سے بھرنا، خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق چلنا اور جیسے ظلّ اصل کا تابع ہوتا ہے ویسے ہی تابع ہونا کہ اس کی اور خدا کی مرضی ایک ہو، کوئی فرق نہ ہو۔ یہ سب باتیں دُعا سے حاصل ہوتی ہیں۔ **نماز اصل میں دعا کے لئے ہے کہ ہر ایک مقام پر دُعا کرے۔ لیکن جو شخص سویا ہوا نماز ادا کرتا ہے کہ اُسے اس کی خبر ہی نہیں ہوتی تو وہ اصل میں نماز نہیں۔ جیسے دیکھا جاتا ہے کہ بعض لوگ پچاس سال نماز پڑھتے ہیں لیکن ان کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا حالانکہ نماز وہ شئے ہے کہ جس سے پانچ دن میں رُوحانیت حاصل ہو جاتی ہے۔** بعض نمازیوں پر خدا تعالیٰ نے لعنت بھیجی ہے...... پس چاہئے کہ ادائیگی نماز میں انسان سُست نہ ہو اور نہ غافل ہو۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 458-456۔ حاشیہ۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

صلوٰۃ اور دعا میں فرق

حضور علیہ السلام نے فرمایا: ’’ایک مرتبہ مَیں نے خیال کیا کہ صلوٰۃ میں اور دعا میں کیا فرق ہے؟ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اَلصَّلوٰۃُ ھِیَ الدُّعَاءُ۔ اَلصَّلوٰۃُ مُخُّ الْعِبَادَۃِ۔ یعنی نماز ہی دعا ہے۔ نماز عبادت کا مغز ہے۔

جب انسان کی دعا محض دنیوی امور کے لیے ہو تو اس کا نام صلوٰۃ نہیں۔ لیکن جب انسان خدا کو ملنا چاہتا ہے اور اس کی رضا کو مدّ نظر رکھتا ہے اور ادب، انکسار، تواضع اور نہایت محویت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور میں کھڑا ہو کر اس کی رضا کا طالب ہوتا ہے۔ تب وہ صلوٰۃ میں ہوتا ہے۔

اصل حقیقت دعا کی وہ ہے جس کے ذریعہ سے خدا اور انسان کے درمیان رابطہ تعلق بڑھے۔ یہی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہوتی ہے اور انسان کو نامعقول باتوں سے ہٹاتی ہے۔ **اصل بات یہی ہے کہ انسان رضائے الٰہی کو حاصل کرے۔ اس کے بعد روا ہے کہ انسان اپنی دنیوی ضروریات کے واسطے بھی دعا کرے۔** یہ اس واسطے روا رکھا گیا ہے کہ دنیوی مشکلات بعض دفعہ دینی معاملات میں حارج ہو جاتے ہیں۔ خاص کر خامی اور کج پنے کے زمانہ میں یہ امور ٹھوکر کا موجب بن جاتے ہیں۔

صلوٰۃ کا لفظ پُر سوز معنے پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے آگ سے سوزش پیدا ہوتی ہے ویسی ہی گدازش دعا میں پیدا ہونی چاہیے۔ جب ایسی حالت کو پہنچ جائے جیسے موت کی حالت ہوتی ہے تب اس کا نام صلوٰۃ ہوتا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 284-283۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

نماز اور دعا کا حق

فرمایا: ’’یہ مت خیال کرو کہ جو نماز کا حق تھا ہم نے ادا کر لیا یا دعا کا جو حق تھا وہ ہم نے پورا کیا۔ ہرگز نہیں۔ **دعا اور نماز کے حق کا ادا کرنا چھوٹی بات نہیں،** یہ تو ایک موت اپنے اوپر وارد کرنی ہے۔ **نماز اس بات کا نام ہے کہ جب انسان اسے ادا کرتا ہو تو یہ محسوس کرے کہ اس جہان سے دوسرے جہان میں پہنچ گیا ہوں۔** بہت سے لوگ ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ پر الزام لگاتے ہیں اور اپنے آپ کو بَری خیال کر کے کہتے ہیں کہ ہم نے تو نماز بھی پڑھی اور دعا بھی کی ہے مگر قبول نہیں ہوتی۔ یہ ان لوگوں کا اپنا قصور ہوتا ہے۔ **نماز اور دعا میں جب تک انسان غفلت اور کسل سے خالی نہ ہو تو وہ قبولیت کے قابل نہیں ہوا کرتی۔**

اگر انسان ایک کھانا کھائے جو کہ بظاہر تو میٹھا ہے مگر اس کے اندر زہر ملی ہوئی ہے تو مٹھاس سے وہ زہر معلوم تو نہ ہوگا مگر پیشتر اس کے کہ مٹھاس اپنا اثر کرے زہر پہلے ہی اثر کر کے کام تمام کر دے گا۔ یہی وجہ ہے کہ غفلت سے بھری ہوئی دعائیں قبول نہیں ہوتیں کیونکہ غفلت اپنا اثر پہلے کر جاتی ہے۔

یہ بات بالکل ناممکن ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کا بالکل مطیع ہو اور پھر اس کی دعا قبول نہ ہو۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ اس کے مقررہ شرائط کو کامل طور پر ادا کرے۔ جیسے ایک انسان اگر دُوربین سے دُور کی شئے نزدیک دیکھنا چاہے تو جب تک وہ دُوربین کے آلہ کو ٹھیک ترتیب پر نہ رکھے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ یہی حال نماز اور دعا کا ہے۔

اسی طرح ہر ایک کام کی شرط ہے جب وہ کامل طور پر ادا ہو تو اس سے فائدہ ہوا کرتا ہے۔ اگر کسی کو پیاس لگی ہو اور پانی اس کے پاس بہت سا موجود ہے مگر وہ پیئے نہ تو فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ یا اگر اس میں سے ایک دو قطرہ پیئے تو کیا ہوگا؟ پوری مقدار پینے سے ہی فائدہ ہوگا۔

غرض کہ ہر ایک کام کے واسطے خدا تعالیٰ نے ایک حد مقرر کی ہے جب وہ اس حد پر پہنچتا ہے تو یہ بابرکت ہوتا ہے اور جو کام اس حد تک نہ پہنچیں تو وہ اچھے نہیں کہلاتے اور نہ ان میں برکت ہوتی ہے۔ عاجزی اختیار کرنی چاہئے۔ عاجزی کا سیکھنا مشکل نہیں ہے۔ اس کا سیکھنا ہی کیا ہے انسان تو خود ہی عاجز ہے اور وہ عاجزی کے لیے ہی پیدا کیا گیا ہے۔ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ۔ (الذاریات:57) تکبر وغیرہ سب بناوٹی چیزیں ہیں اگر وہ اس بناوٹ کو اتار دے تو پھر اس کی فطرت میں عاجزی ہی نظر آوے گی۔

اگر تم لوگ چاہتے ہو کہ خیریت سے رہو اور تمہارے گھروں میں امن رہے تو مناسب ہے کہ دعائیں بہت کرو اور اپنے گھروں کو دعاؤں سے پُر کرو۔ جس گھر میں ہمیشہ دعا ہوتی ہے خدا تعالیٰ اسے برباد نہیں کیا کرتا۔ لیکن جو سستی میں زندگی بسر کرتا ہے اسے آخر فرشتے بیدار کرتے ہیں...... دغا باز آدمی کی نماز قبول نہیں ہوتی وہ اس کے منہ پر ماری جاتی ہے کیونکہ وہ دراصل نماز نہیں پڑھتا بلکہ خدا تعالیٰ کو رشوت دینا چاہتا ہے مگر خدا تعالیٰ کو اس سے نفرت ہوتی ہے کیونکہ وہ رشوت کو خود پسند نہیں کرتا۔

نماز کوئی ایسی ویسی شئے نہیں ہے بلکہ یہ وہ شئے ہے جس میں اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ...... الخ (الفاتحہ:6) جیسی دعا کی جاتی ہے۔ اس دعا میں بتلایا گیا ہے کہ جو لوگ بُرے کام کرتے ہیں ان پر دنیا میں خدا تعالیٰ کا غضب آتا ہے۔ الغرض اللہ تعالیٰ کو خوش کرنا چاہیے جو کام ہوتا ہے اس کے ارادہ سے ہوتا ہے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 233-231۔ حاشیہ۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

فَاعْبُدْہُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِہٖ

نمازوں کو سنوار کر ادا کرنا کوئی معمولی کام نہیں اس کے لئے صبر، استقلال اور استقامت ضروری ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر یہ حکم فرمایا ہے کہ فَاعْبُدْہُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِہٖ (مریم: 66) یعنی اللہ کی عبادت کرو اور اس کی عبادت پر صبر سے قائم رہو۔ دوسری جگہ کامیاب ہونے والے مومنوں کی ایک علامت یہ بتائی ہے کہ وہ اپنی نمازوں پر دوام اختیار کرتے ہیں اور ان کی حفاظت کرتے ہیں۔

بسا اوقات انسان تھک کر عبادت کو چھوڑ دیتا ہے اور یوں وہ عبادت کے ثمرات سے محروم ہو جاتا ہے۔ نمازوں اور عبادات کے تعلق میں یہ مضمون بہت ہی اہمیت کا حامل ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بارہ میں اپنی تحریرات و فرمودات میں متعدد مواقع پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ ذیل میں ایک اقتباس درج کیا جاتا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

’’قرآن سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ایسی شئے ہے جو قلب کو اطمینان عطا کرتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (الرعد:29) پس جہانتک ممکن ہو ذکر الٰہی کرتا رہے اسی سے اطمینان حاصل ہوگا۔ ہاں اس کے واسطے صبر اور محنت درکار ہے۔ اگر گھبرا جاتا اور تھک جاتا ہے تو پھر یہ اطمینان نصیب نہیں ہوسکتا۔ دیکھو ایک کسان کس طرح پر محنت کرتا ہے اور پھر کس صبر اور حوصلہ کے ساتھ باہر اپنا غلہ بکھیر آتا ہے۔ بظاہر دیکھنے والے یہی کہتے ہیں کہ اس نے دانے ضائع کر دیئے۔ لیکن ایک وقت آجاتا ہے کہ وہ ان بکھرے ہوئے دانوں سے ایک خرمن جمع کرتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ پر حسنِ ظن رکھتا ہے اور صبر کرتا ہے۔ اسی طرح پر مومن جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک تعلق پیدا کر کے استقامت اور صبر کا نمونہ دکھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس پر مہربانی کرتا ہے اور اُسے وہ ذوق، شوق اور معرفت عطا کرتا ہے جس کا وہ طالب ہوتا ہے۔

یہ بڑی غلطی ہے جو لوگ کوشش اور سعی تو کرتے نہیں اور پھر چاہتے ہیں کہ ہمیں ذوق شوق اور معرفت اور اطمینانِ قلب حاصل ہو۔ جبکہ دنیوی اور سفلی امور کے لیے محنت اور صبر کی ضرورت ہے تو پھر خدا تعالیٰ کو پھونک مار کر کیسے پا سکتا ہے۔ دنیا کے مصائب اور مشکلات سے کبھی گھبرانا نہیں چاہیے۔ اس راہ میں مشکلات کا آنا ضروری ہے...... جو لوگ چاہتے ہیں کہ ہمیں کوئی محنت اور مشقت نہ کرنی پڑے وہ بیہودہ خیال کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں صاف فرمایا ہے۔ وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت: 70) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کے دروازوں کے کھلنے کے لیے مجاہدہ کی ضرورت ہے۔ اور وہ مجاہدہ اسی طریق پر ہو جس طرح

کہ اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے۔اس کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ اور اسوہ حسنہ ہے۔ بہت سے لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو چھوڑ دیتے ہیں اور پھر سبز پوش یا گیروے پوش فقیروں کی خدمت میں جاتے ہیں کہ پھونک مار کر کچھ بنا دیں۔ یہ بیہودہ بات ہے۔ ایسے لوگ جو شرعی امور کی پابندیاں نہیں کرتے اور ایسے بیہودہ دعوے کرتے ہیں وہ خطرناک گناہ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ سے بھی اپنے مراتب کو بڑھانا چاہتے ہیں۔ کیونکہ ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کا فعل ہے اور وہ مشت خاک ہو کر خود ہدایت دینے کے مدعی ہوتے ہیں۔ **اصل راہ اور گُر خدا شناسی کا دعا ہے اور پھر صبر کے ساتھ دعاؤں میں لگا رہے۔**......غرض بات یہی ہے کہ ''خدا یابی'' اور ''خدا شناسی'' کے لیے ضروری امر یہی ہے کہ انسان دعاؤں میں لگا رہے۔ زنانہ حالت اور بزدلی سے کچھ نہیں ہوتا۔ اس راہ میں مردانہ قدم اُٹھانا چاہیے۔ ہر قسم کی تکلیفوں کے برداشت کرنے کو تیار ہونا چاہیے۔ خدا تعالیٰ کو مقدم کرلے اور گھبرائے نہیں۔ پھر امید کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل دستگیری کرے گا اور اطمینان عطا فرمائے گا۔ ان باتوں کے لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ انسان تزکیۂ نفس کرے جیسا فرمایا ہے۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا (الشمس : 10)''

فرمایا: ''**کسی نے ایک بزرگ سے پوچھا کہ میں نماز پڑھتا ہوں مگر وساوس رہتے ہیں۔ اس نے کہا کہ تُو نے ایک حصّہ پر تو قبضہ کرلیا دوسرا بھی حاصل ہو جائے گا۔ نماز پڑھنا بھی تو ایک فعل ہے اس پر مداومت کرنے سے دوسرا بھی انشاء اللہ مل جائے گا۔**

اصل بات یہ ہے کہ ایک فعل انسان کا ہوتا ہے اس پر نتیجہ مرتب کرنا ایک دوسرا فعل ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔ سعی کرنا، مجاہدہ کرنا یہ تو انسان کا اپنا فعل ہے۔ اس پر پاک کرنا، استقامت بخشنا یہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔ بھلا جو شخص جلدی کرے گا کیا اس طریق پر وہ جلد کامیاب ہو جائے گا؟ یہ جلد بازی انسان کو خراب کرتی ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ دنیا کے کاموں میں بھی اتنی جلدی کوئی امر نتیجہ خیز نہیں ہوتا۔ آخر اس پر کوئی وقت اور میعاد گذرتی ہے۔ زمیندار بیج بو کر ایک عرصہ تک صبر کے ساتھ اس کا انتظار کرتا ہے۔ بچہ بھی نو مہینے کے بعد پیدا ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ پہلی ہی خلوت کے بعد بچہ پیدا ہو جاوے تو لوگ اسے بیوقوف کہیں گے یا نہیں؟ پھر جب دنیوی امور میں قانون قدرت کو اس طرح دیکھتے ہو تو یہ کیسی غلطی اور نادانی ہے کہ دینی امور میں انسان بلا محنت و مشقت کے کامیاب ہو جاوے۔ جس قدر اولیاء، ابدال، مرسل ہوئے ہیں انہوں نے کبھی گھبراہٹ اور بزدلی اور بے صبری ظاہر نہیں کی۔ وہ جس طریق پر چلے ہیں اسی راہ کو اختیار کرو اگر کچھ پانا ہے۔ بغیر اس راہ کے تو کچھ مل نہیں سکتا۔ اور میں یقیناً کہتا ہوں، اپنے تجربہ سے کہتا ہوں کہ انبیاء علیہم السلام کو اطمینان جب نصیب ہوا ہے تو اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (المومن:61) پر عمل کرنے سے ہی ہوا ہے۔ مجاہدات عجیب اکسیر ہیں۔ سید عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے کیسے کیسے مجاہدات کیے۔ ہندوستان میں جو اکابر گذرے ہیں جیسے معین الدین چشتی اور فرید الدین رحمہم اللہ تعالیٰ۔ اُن کے حالات پڑھو تو معلوم ہو کہ کیسے کیسے مجاہدات ان کو کرنے پڑے ہیں۔ مجاہدہ کے بغیر حقیقت کھلتی نہیں۔

جو لوگ کہتے ہیں کہ فلاں فقیر کے پاس گئے اور اس نے توجہ کی تو قلب جاری ہو گیا۔ یہ کچھ بات نہیں۔ ایسے ہندو فقراء کے پاس بھی جاری ہوتے ہیں۔ توجہ کچھ چیز نہیں ہے۔ یہ ایک ایسا عمل ہے جس کے ساتھ تزکیۂ نفس کی کوئی شرط نہیں ہے۔ نہ اس میں کفر و اسلام کا کوئی امتیاز ہے۔ انگریزوں نے اس فن میں آجکل وہ کمال کیا ہے کہ کوئی دوسرا کیا کرے گا۔ میرے نزدیک یہ بدعات اور محدثات ہیں۔

شریعت کی اصل غرض اور بعثت انبیاء کا مقصد۔تزکیۂ نفس

شریعت کی اصل غرض تزکیۂ نفس ہوتی ہے اور انبیاء علیہم السلام اسی مقصد کو لے کر آتے ہیں۔ اور وہ اپنے نمونہ اور اُسوہ سے اس راہ کا پتہ دیتے ہیں جو تزکیہ کی حقیقی راہ ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت دلوں میں پیدا ہو اور شرح صدر حاصل ہو۔ **مَیں بھی اسی منہاج نبوت پر آیا ہوں۔** پس اگر کوئی یہ چاہتا ہے کہ میں کسی ٹوٹکے سے قلب جاری کرسکتا ہوں تو یہ غلط ہے۔ **مَیں تو اپنی جماعت کو اسی راہ پر لے جانا چاہتا ہوں جو ہمیشہ سے انبیاء علیہم السلام کی راہ ہے جو خدا تعالیٰ کی وحی کے ماتحت تیار ہوئی ہے۔ پس اور راہ وغیرہ کا ذکر ہماری کتابوں میں آپ نہ پائیں گے اور نہ اس کی ہم تعلیم دیتے ہیں اور نہ ضرورت سمجھتے ہیں۔ ہم تو یہی بتاتے ہیں کہ نمازیں سنوار سنوار کر پڑھو اور دعاؤں میں لگے رہو''۔**

فرمایا: ''**نمازوں کے نتائج اور اثر تو تب پیدا ہوں جب نمازوں کو سمجھ کر پڑھو۔ بجز کلام الٰہی اور ادعیۂ ماثورہ کے اپنی زبان میں بھی دعائیں کرو اور پھر ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھو۔ یہی ایک امر ہے جس کی بار بار تاکید کرتا ہوں کہ تھکو اور گھبراؤ نہیں۔ اگر استقلال اور صبر سے اس راہ کو اختیار کرو گے تو انشاء اللہ یقیناً ایک نہ ایک دن کامیاب ہو جاؤ گے۔**

ہاں یہ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہی کو مقدم کرو اور دین کو دنیا پر ترجیح دو۔ جب تک انسان اپنے اندر دنیا کا کوئی حصہ بھی پاتا ہے وہ یاد رکھے کہ ابھی وہ اس قابل نہیں کہ دین کا نام بھی لے۔

یہ بھی ایک غلطی لوگوں کو لگی ہوئی ہے کہ دنیا کے بغیر دین حاصل نہیں ہوتا۔ انبیاء علیہم السلام جب دنیا میں آئے ہیں کیا انہوں نے دنیا کے لیے سعی اور مجاہدہ کیا ہے یا دین کے لیے؟ اور باوجود اس کے کہ اُن کی ساری توجہ اور کوشش دین ہی کے لیے ہوتی ہے۔ پھر کیا وہ دنیا میں نامراد رہے ہیں؟ کبھی نہیں۔ دنیا خود اُن کے قدموں پر آ گری ہے۔ یہ یقیناً سمجھو کہ اُنہوں نے دنیا کو گویا طلاق دے دی تھی۔ لیکن یہ ایک عام قانون قدرت ہے کہ جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف آتے ہیں وہ دنیا کو ترک کرتے ہیں۔ اس سے یہ مراد ہے کہ وہ دنیا کو اپنا مقصود اور غایت نہیں ٹھہراتے اور دنیا ان کی خادم اور غلام ہو جاتی ہے۔ جو لوگ برخلاف اس کے دنیا کو اپنا اصل مقصود ٹھہراتے ہیں خواہ وہ دنیا کو کسی قدر بھی حاصل کرلیں مگر آخر ذلیل ہوتے ہیں۔

سچی خوشی اور اطمینان اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے عطا ہوتا ہے۔ یہ مجرد دنیا کے حصول پر منحصر نہیں ہے۔ اس لیے ضروری امر ہے کہ ان اشیاء کو اپنا معبود نہ ٹھہراؤ۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اسی کو یگانہ و یکتا معبود سمجھو۔ جب تک انسان ایمان نہیں لاتا، کچھ نہیں۔ اور ایسا ہی نماز روزہ میں اگر دنیا کو کوئی حصہ دیتا ہے تو وہ نماز روزہ اسے منزل مقصود تک نہیں لے جاسکتا۔ بلکہ محض خدا کے لیے ہو جاوے۔ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن (الانعام:163) کا سچا مصداق ہو تب مسلمان کہلائے گا۔ ابراہیم کی طرح صادق اور وفادار ہونا چاہیے۔ جس طرح پر وہ اپنے بیٹے کو ذبح کرنے پر آمادہ ہو گیا اسی طرح انسان ساری دنیا کی خواہشوں اور آرزوؤں کو جب تک قربان نہیں کر دیتا کچھ نہیں بنتا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ جب انسان اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف اس کو ایک جذبہ پیدا ہو جاوے اس وقت اللہ تعالیٰ خود اس کا متکفل اور کارساز ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پر کبھی بدظنی نہیں کرنی چاہیے۔ اگر نقص اور خرابی ہوگی تو ہم میں ہوگی۔

پس یاد رکھو کہ جبتک انسان خدا تعالیٰ کا نہ ہو جاوے بات نہیں بنتی اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے ہو جاتا ہے اس میں شتابکاری نہیں رہتی۔ مشکل یہی ہے کہ لوگ جلد گھبرا جاتے ہیں پھر شکوہ کرنے لگتے ہیں۔''

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 243-240۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

نماز میں وساوس کی وجہ

ایک شخص نے سوال کیا کہ مجھے نماز میں وساوس اور اِدھر اُدھر کے خیالات بہت پیدا ہوتے ہیں۔ فرمایا:

''اس کی اصل جڑ امن اور غفلت ہے۔ جب انسان خدا تعالیٰ کے عذاب سے غافل ہو کر امن میں ہو جاتا ہے تب وساوس ہوتے ہیں۔ دیکھو زلزلے کے وقت اور کشتی میں بیٹھ کر جب کشتی خوفناک مقام پر پہنچتی ہے سب اللہ اللہ کرتے ہیں اور کسی کے دل میں وساوس پیدا نہیں ہوتے۔''

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 284۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

نماز میں وساوس کا علاج

ایک شخص نے عرض کی کہ میرا دل آجکل ایسا ہو رہا ہے کہ نماز میں لذت اور رقت پیدا نہیں ہوتی اور نہایت سخت تکلیف میں رہتا ہوں۔ خواہ مخواہ شبہات پیدا ہوتے رہتے ہیں اگرچہ ان کو بہت رد کرتا ہوں تاہم وساوس پیچھا نہیں چھوڑتے۔

فرمایا: ''یہ بھی خدا تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ انسان ایسے وساوس کا مغلوب نہیں ہوتا۔ یہ بھی ثواب کی حالت ہے۔ نفس کی تین حالتیں ہیں۔ ایک تو نفس امّارہ ہے۔ نفس امّارہ والے کو تو خبر ہی نہیں کہ بدی کیا شئے ہے۔ دوسرا نفس لوّامہ ہے جو بدی کرتا ہے پر بدی پر ہمیشہ گھبراتا ہے اور شرمندہ ہوتا ہے اور توبہ کرتا رہتا ہے۔ ایسا شخص نفس کا غلام نہیں ہے اور اس حالت میں ہونا ایک حد تک ضروری بھی ہے۔ اس سے دل برداشتہ نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اس میں بڑے بڑے ثواب ہیں یہانتک کہ اللہ تعالیٰ خود بخود نور اور سکینت نازل کرتا ہے۔ خدا کی رحمت کا وقت آتا ہے اور ایک ٹھنڈ پڑ جاتی ہے اور وہ بات ہوا ہو جاتی ہے۔ انسان کو چاہیے کہ تھک نہ جاوے۔ سجدہ میں یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ بہت پڑھا کرو۔ لیکن یاد رکھو کہ جلد بازی خوفناک ہے۔ اسلام میں انسان کو بہادر بننا چاہیے۔ برسوں کی محنت و مشقت کے بعد آخر شیطان کے حملے کمزور ہو جاتے ہیں اور وہ بھاگ جاتا ہے''۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 627۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

نماز میں سُستی دور کرنے کا علاج

علی گڑھ کے ایک طالب علم نے اپنی حالت کا ذکر کیا کہ نماز میں سستی ہو جاتی ہے اس لیے حضور کوئی علاج اس سستی کا بتائیں۔

فرمایا: ''**جب تک خوف الٰہی دل میں طاری نہ ہو گناہ دُور نہیں ہوسکتا اور پھر یہ بھی ضروری ہے کہ جہاں تک موقعہ ملے ملاقات کرتے رہو۔** ہم تو اپنی جماعت کو قبر کے سر پر رکھنا چاہتے ہیں کہ قبر ہر وقت مدّنظر ہو۔ لیکن جو اس وقت نہیں سمجھے گا وہ آخر خدا تعالیٰ کے قہری نشان سے سمجھے گا۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 396۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

معرفتِ الٰہی سے نماز میں ذوق پیدا ہوتا ہے

حضور علیہ السلام کے ایک صحابی نے عرض کیا کہ میں نماز پڑھتا ہوں مگر دل نہیں ہوتا۔

فرمایا: ''جب خدا کو پہچان لوگے تو پھر نماز ہی نماز میں رہوگے۔ دیکھو یہ بات انسان کی فطرت میں ہے کہ خواہ کوئی ادنیٰ سی بات ہو جب اس کو پسند آجاتی ہے تو پھر دل خواہ نخواہ اس کی طرف کھنچا جاتا ہے۔ اسی طرح پر جب انسان اللہ تعالیٰ کو شناخت کر لیتا ہے اور اس کے حسن و احسان کو پسند کرتا ہے تو دل بے اختیار ہو کر اسی کی طرف دوڑتا ہے اور بے ذوقی سے ایک ذوق پیدا ہو جاتا ہے۔ **اصل نماز وہی ہے جس میں خدا کو دیکھتا ہے۔**......نماز کیا چیز ہے۔ نماز دراصل رب العزۃ سے دعا ہے جس کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا اور نہ عافیت اور خوشی کا سامان مل سکتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ اس پر اپنا فضل کرے گا اس وقت اسے حقیقی سرور اور راحت ملے گی۔ اس وقت سے اس کو نمازوں میں لذت اور ذوق آنے لگے گا۔ جس طرح لذیذ غذاؤں کے کھانے سے مزا آتا ہے اسی طرح پھر گریہ و بکا کی لذت آئے گی اور یہ حالت جو نماز کی ہے پیدا ہو جائے گی۔ اس سے پہلے جیسے کڑوی دوا کو کھاتا ہے تاکہ صحت حاصل ہو اسی طرح بے ذوقی نماز کو پڑھنا اور دعائیں مانگنا ضروری ہیں اس بے ذوقی کی حالت میں یہ فرض کر کے کہ اس سے لذت اور ذوق پیدا ہو یہ دعا کرے کہ:

نماز میں لذت و ذوق حاصل کرنے کی دعا

اے اللہ! تو مجھے دیکھتا ہے کہ میں کیسا اندھا اور نابینا ہوں اور میں اس وقت بالکل مردہ حالت میں ہوں۔ مَیں جانتا ہوں کہ تھوڑی دیر کے بعد مجھے آواز آئے گی تو میں تیری طرف آجاؤں گا اس وقت مجھے کوئی روک نہ سکے گا۔ لیکن میرا دل اندھا اور ناشناسا ہے۔ تُو ایسا شعلہ نور اس پر نازل کر کہ تیرا اُنس اور شوق اس میں پیدا ہو جائے۔ تُو ایسا فضل کر کہ میں نابینا نہ اٹھوں اور اندھوں میں نہ جاملوں۔

جب اس قسم کی دعا مانگے گا اور اس پر دوام اختیار کرے گا تو وہ دیکھے گا کہ ایک وقت اس پر ایسا آئے گا کہ اس بے ذوقی کی نماز میں ایک چیز آسمان سے اس پر گرے گی جو رقّت پیدا کر دے گی''۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 616-614۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

نماز میں لذّت کے حصول کی شرائط

ایک شخص نے عرض کی کہ نماز میں لذت کچھ نہیں آتی حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ:

''نماز نماز بھی ہو۔ نماز سے پیشتر ایمان شرط ہے۔ ایک ہندو اگر نماز پڑھے گا تو اسے کیا فائدہ ہوگا۔ جس کا ایمان قوی ہوگا وہ دیکھے گا کہ نماز میں کیسے لذت ہے۔ اور اس سے اوّل معرفت ہے جو خدا تعالیٰ کے فضل سے آتی ہے اور کچھ اُس کی طینت سے آتی ہے۔ جو محمود فطرت والے مناسب حال اس کے فضل کے ہوتے ہیں اور اس کے اہل ہوتے ہیں انہیں پر فضل بھی کرتا ہے۔ ہاں یہ بھی لازم ہے کہ جیسے دنیا کی راہ میں کوشش کرتا ہے ویسے ہی خدا کی راہ میں بھی کرے۔ پنجابی میں ایک مثل ہے 'جو منگے سو مر رہے مرے سو منگن جا'۔

لوگ کہتے ہیں کہ دعا کرو۔ دعا کرنا مرنا ہوتا ہے اس پنجابی مصرعہ کے یہی معنے ہیں کہ جس پر نہایت درجہ کا اضطراب ہوتا ہے وہ دعا کرتا ہے۔ دعا میں ایک موت ہے اور اس کا بڑا اثر یہی ہوتا ہے کہ انسان ایک طرح سے مرجاتا ہے۔ مثلاً ایک انسان ایک قطرہ پانی کا پی کر اگر دعویٰ کرے کہ میری پیاس بجھ گئی ہے یا یہ کہ اسے بڑی پیاس تھی تو وہ جھوٹا ہے۔ ہاں اگر پیالہ بھر کر پیوے تو اس بات کی تصدیق ہوگی۔ پوری سوزش اور گدازش کے ساتھ جب دعا کی جاتی ہے حتیٰ کہ روح گداز ہو کر آستانۂ الٰہی پر گر جاتی ہے اور اسی کا نام دعا ہے اور الٰہی سنت یہی ہے کہ جب ایسی دعا ہوتی ہے تو خداوند تعالیٰ یا تو اسے قبول کرتا ہے اور یا اسے جواب

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ...... از صفحہ 20

اکثر پیدائشی امریکن جو احمدی ہوئے وہ بڑے غریب تھے۔ ایک احمدی خاتون تھیں وہ کس طرح جماعت کی خدمت کر کے اپنی تسکین کیا کرتی تھیں۔ انہوں نے ایک نیا طریقہ نکالا تھا۔ کلیو لینڈ او ہایو (Cleveland Ohio) سے تعلق رکھتی تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے واقعہ بیان کیا تھا کہ انہوں نے بتایا کہ ہم اتنے غریب تھے اور میرا سارا خاندان اتنا شکستہ حال تھا کہ ہم کچھ بھی خدمت کرنے کے لائق نہ تھے۔ مَیں اپنے جذبے کو تسکین دینے کے لئے یہ کیا کرتی تھی کہ جمعہ کے روز علی الصبح مشن ہاؤس جاتی، اپنے ساتھ پانی کی بالٹی اور گھر میں بنائے ہوئے صابن کا ٹکڑا لے جاتی تھی۔ یعنی اس زمانے میں امریکہ جیسے ملک میں صابن بھی میسر نہیں تھا۔ صابن بھی گھر میں خود بناتی تھیں۔ افریقہ کے بہت سے غریب ممالک اور بہت ساری دوسری جگہوں میں بھی، ہمارے ملکوں میں بھی، دیہاتوں میں کپڑے دھونے کے لئے صابن خود بنایا جاتا ہے۔ بہر حال کہتی ہیں کہ میں صابن خود بناتی تھی اور وہ لے کر مسجد میں جاتی تھی اور پھر مسجد کو دھوتی تھی، اس سے پالش کرتی تھی اور جمعہ سے پہلے واپس آجایا کرتی تھی کہ کسی کو پتہ نہ لگے کہ یہ کام کس نے کیا ہے۔ یعنی کہ ایسی قربانی تھی، ساتھ یہ بھی تھا کہ اظہار بھی نہ ہو کہ کون مسجد کی صفائی کر کے جاتا ہے۔

(ماخوذ از ماہنامہ مصباح ربوہ جولائی 1993ء صفحہ 12)

حضرت امّ المومنین نصرت جہاں بیگم صاحبہ (جنہیں حضرت اماں جانؓ کہتے ہیں) ان کی ایک صبر کی اعلیٰ مثال، ایک عجیب مثال ہے۔ جب ان کے بیٹے صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب جو اُن کے بڑے لاڈلے تھے وہ بیمار ہوئے۔ بہت علاج کروایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ہر وقت ان کی فکر میں رہتے تھے۔ حضرت امّاں جان بھی دعاؤں اور علاج میں مشغول رہتی تھیں۔ بہر حال تقدیر الٰہی سے جب وہ فوت ہو گئے تو حضرت اَمّاں جان نے کہا کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اور پھر کہا کہ میں خدا کی تقدیر پر راضی ہوں۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت اَمّاں جان کے اس عظیم الشان صبر کو دیکھا تو اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ اطلاع دی کہ 'خدا خوش ہو گیا'۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب یہ الہام حضرت اُمُّ المومنین کو سنایا کہ تمہارے اس فعل پر، راضی بہ رضا ہونے پر، اللہ تعالیٰ نے یہ الہام کیا ہے کہ 'مَیں خوش ہو گیا' تو حضرت امّاں جان نے کہا کہ مجھے اس الہام سے اس قدر خوشی ہوئی ہے کہ دو ہزار مبارک احمد بھی مر جاتا تو میں پرواہ نہ کرتی۔

(ماخوذ از سیرت حضرت اَمّاں جانؓ۔ صفحہ 281-280)

مالی قربانیوں میں بہت بڑھی ہوئی تھیں۔ ہر تحریک میں حصہ لیتی تھیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے میں جب جلسے ہوتے تھے تو چندہ جلسہ سالانہ کا باقاعدہ انتظام نہیں تھا تو بعض موقعوں پہ آپ اپنے ذاتی خرچ کیا کرتی تھیں۔ ایک دفعہ اسی طرح پیسوں کی ضرورت پڑی۔ مہمانوں کے لئے کھانے کے لئے کوئی چیز نہیں تھی اور پیسے بھی ختم ہو گئے تھے۔ ان کے والد جو تھے حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ، وہ انتظام کیا کرتے تھے۔ انہوں نے آ کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا۔ تو انہوں نے کہا جاؤ بی بی صاحبہ کے پاس جاؤ، حضرت امّاں جان کے پاس جاؤ، اُن سے کہو کہ اپنے کڑے دیدیں، مہمانوں کے لئے ضرورت ہے۔ انہوں نے اپنے سونے کے کڑے فوراً اُتارے اور مہمانوں کے جلسے کے انتظام کے لئے دیدیئے۔

(ماخوذ از اصحاب احمد جلد 4 صفحہ 184-183 روایات حضرت منشی ظفر علی کپورتھلوی صاحبؓ)

پھر جو ہمارے احمدی شہید ہوئے اُن میں شہداء کی بیویوں نے بڑے صبر کے نمونے دکھائے۔ ڈاکٹر نسیم بابر صاحب جو اسلام آباد میں شہید ہوئے، اُن کی بیوی نے بتایا کہ میں ساری رات بچوں کے کمرے میں اُن کے سرہانے بیٹھی رہی۔ اس وقت مجھے یہ احساس تھا کہ گھر میں غیر معمولی کیفیت دیکھ کر، روتی آنکھوں اور چیخوں سے وہ خوفزدہ نہ ہو جائیں۔ رات کو کسی نے آ کے اُن کے خاوند کو شہید کر دیا تھا۔ تو خاوند کی لاش پڑی ہے اور وہ خاموشی سے بیٹھی رہیں۔ دوسرے لوگ آ گئے۔ بہر حال اطلاع مل گئی تھی۔ شور شرابا تو گھر میں ہوا ہو گا۔ اس خیال سے کہ بچے یہ شور شرابا سن کر کہیں پریشان نہ ہو جائیں ساری رات ان کے سرہانے بیٹھی رہیں۔ صبح اپنے وقت کے مطابق بچے اٹھے تو بیٹے نے خلافِ معمول جب مجھے سرہانے بیٹھے دیکھا تو پوچھا ممّی! پاپا کہاں ہیں؟ تو میں نے بہت آہستہ سے کہا، بچوں کو سمجھایا کہ رات کو آپ کے ابّا کو اللہ میاں نے اپنے پاس بلا لیا ہے کیونکہ ان کی عمر ختم ہو گئی تھی۔ اور سب نے اللہ میاں کے پاس جانا ہے۔ پھر میں نے انہیں بتایا کہ تمہارے ابّا اللہ میاں کی راہ میں قربان ہو گئے ہیں، شہید ہو گئے ہیں اور وہ اس شہادت کی وجہ سے ہمیشہ کے لئے زندہ ہو گئے ہیں۔ تو یہ آپ کی خوش قسمتی ہے، گھبرانے والی بات نہیں ہے۔ دونوں بچے پہلے تو رو پڑے۔ پھر آنسو پونچھ کر مسکرانے لگے اور گھر میں آئے ہوئے لوگوں سے ملنے گئے۔

(ماخوذ از ماہنامہ مصباح ربوہ فروری 1996ء صفحہ 34-33)

اسی طرح شمیم اختر صاحبہ کا واقعہ بیان ہوا ہے کہ اُن کے شوہر مقبول احمد صاحب نے 1967ء میں بیعت کی تھی اور احمدیت قبول کرنے کے بعد مولوی آپ کو بہت تنگ کرتے تھے، دھمکیاں دیتے تھے۔ ان کا ایک لکڑی کا آرا تھا۔ ایک دن ایک نقاب پوش آیا اور خنجر نکال کر آپ پر وار کئے اور شہید کر دیا۔ شوہر کی شہادت پر سسرال والوں نے اُسے کہا کہ تم احمدیت چھوڑ دو۔ تو ہم تمہیں پناہ دیدیں گے۔ سسرال غیر احمدی تھا۔ دشمن بھی دھمکیاں دیتے تھے کہ احمدیت چھوڑ دو اور ہمارے ساتھ مل جاؤ، ہم تمہیں سینے سے لگائیں گے۔ لیکن اِس باحوصلہ عورت نے ہر بات کو ردّ کر دیا اور کسی قیمت پر احمدیت کو چھوڑنا گوارا نہ کیا۔

(ماخوذ از ماہنامہ مصباح ربوہ اکتوبر 1994ء صفحہ 13)

یہ واقعات تو بہت ہیں۔ دیر ہو رہی ہے۔

رشیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ قاری عاشق حسین صاحب نے 1976ء میں احمدیت قبول کی اور سانگلہ ہل شہر کی رہنے والی تھیں اور احمدیت کے رستے میں ہر دکھ اور قربانی کو بڑی خوشی سے قبول کیا۔ آپ کی وفات کا نہایت ہی دردناک واقعہ ہے۔ آپ کے پالے ہوئے بیٹے نے، جسے آپ نے لے پالک بنایا تھا، آپ کو احمدی ہونے کی وجہ سے چھری سے حملہ کر کے قتل کر دیا، شہید کر دیا۔

(ماخوذ از تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد 5 صفحہ 271 مطبوعہ ربوہ)

پھر مبارکہ بیگم صاحبہ اہلیہ مبارک سلیم بٹ صاحب چونڈہ کے بارے میں لکھا ہے۔ 2 مئی 1999ء کو دعوت الی اللہ کے سلسلے میں قریبی گاؤں ڈوگرہ گئی تھیں۔ ایک نومبائع عابد صاحب کے گھر میں بیٹھی تھیں کہ ایک مخالف نے چھری سے وار کر کے شدید زخمی کر دیا، ہسپتال میں گئیں۔ علاج ہوا اور بڑی خون کی بوتلیں لگیں لیکن زندگی نہ بچ سکی۔

(ماخوذ از روزنامہ الفضل ربوہ 19 جون 1999ء صفحہ 1)

پھر احمدی عورتوں کی غیرتِ ایمانی کے بارے میں حضرت مصلح موعودؓ ایک واقعہ سناتے ہیں کہ مجھے یاد ہے کہ سن 17ء میں ایک دفعہ مولوی ثناء اللہ امرتسری قادیان آئے اور وہاں ایک جلسہ ہوا۔ پانچ چھ ہزار غیر احمدی وہاں جمع ہوئے۔ اس وقت قادیان میں احمدی بہت تھوڑے تھے اور شہر کی آبادی بھی بہت کم تھی۔ اور جب سن 47ء میں قادیان سے نکلے ہیں اُس وقت سترہ اٹھارہ ہزار احمدی تھے لیکن اُس سے پہلے بہت تھوڑے تھے، اُس زمانے میں تقریباً دس بارہ سو آدمی تھا۔ اور چھ سات ہزار غیر احمدیوں کا مجمع بہت بڑا مجمع تھا۔ تو کہتے ہیں مولوی ثناء اللہ صاحب نے خیال کیا کہ اُنہیں کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ انہوں نے اپنی تقریر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف سخت بدزبانی کی۔ قادیان کے قریب ایک گاؤں بھینی ہے۔ وہاں کی ایک احمدی عورت اس جلسہ گاہ کے قریب کھڑی تھی۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالیاں دیں اور تمام احمدی مرد بیٹھے رہے تو اس نے مولوی صاحب کو پنجابی میں گالی دے کر بڑا بُرا بھلا کہا کہ تم حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف بولتے ہو۔ اس پر غیر احمدی جوش میں آ گئے اور اس عورت کو مارنے کے لئے اٹھے۔ بعض احمدی اسے بچانے لگے تو دوسرے احمدیوں نے کہا کہ ایسا نہ کرو، حضرت صاحب نے احمدیوں کو فساد کرنے سے منع کیا ہوا ہے۔ اس پر حضرت صاحب نے کہا کہ میں ان احمدیوں پر بھی بڑا خفا ہوا کہ اس احمدی عورت نے غیرت کا مظاہرہ کیا جبکہ مردوں کو کرنا چاہیے تھا اور پھر تم اس احمدی عورت پر جب غیر احمدیوں نے حملہ کر دیا تو اس عورت کی عزت کے لئے بھی کھڑے نہیں ہوئے، تم لوگ بے شرم ہو، میرے حکم کا مطلب یہ ہرگز نہیں تھا۔

(ماخوذ از الازہار لذوات الخمار حصہ دوئم صفحہ 184-183 مطبوعہ قادیان)

پھر تبلیغ کا میدان ہے اس میں ہماری عورتیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑا حصہ لیتی ہیں۔ انڈونیشا کی لجنہ نے تبلیغ کا ایک عجیب طریقہ نکالا کہ ایک گاؤں میں تبلیغ کے لئے انہوں نے جانا تھا، وہاں لجنہ نے وقارِ عمل کر کے تین کلو میٹر لمبی سڑک بنا دی۔ اس سڑک کا گاؤں والوں کو اب بہت فائدہ ہو رہا ہے اور ان کو احساسِ تشکر بیدار ہو رہا ہے جس کے نتیجہ میں احمدیت کی طرف ان کی توجہ مبذول ہوئی۔ اور جب 1998ء کا یہ واقعہ لکھا گیا ہے تو اس وقت تک اس سڑک کی وجہ سے اس گاؤں میں تبلیغ کے موقعے پیدا ہوئے اور پانچ سو احمدی وہاں ہو گئے۔ اب تو شاید زیادہ ہوں۔

(ماخوذ از روزنامہ الفضل ربوہ 25 اگست 1996ء صفحہ 4)

پھر تبلیغ کا اور غیرتِ ایمانی کا ایک واقعہ سنیں۔ چک منگلا اور چنڈ بھروانہ کے علاقے ربوہ کے قریب ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں یہاں بھی جماعت ترقی کر رہی ہے اور یہی وہ بہادر لوگ ہیں جن کی ایک عورت کی مثال حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے جلسے میں دی تھی۔ تقریر میں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وہ بیعت کرنے یہاں آئی تھی کہ شام کو اس کی بیٹی بھی آ گئی۔ اُس نے کہا امّاں! تُو نے مجھے کہاں بیاہ دیا ہے؟ وہ لوگ تو میری باتیں سنتے نہیں۔ تُو نے مجھے کتابیں دی تھیں، احمدیت کا لٹریچر دیا تھا کہ جا کے تبلیغ کرو۔ مَیں اُنہیں پڑھ کر سناتی ہوں تو سنتے نہیں ہیں۔ میں احمدیت پیش کرتی ہوں تو ہنسی مذاق کرتے ہیں اور مجھے پاگل قرار دیتے ہیں۔ وہ عورت کہنے لگی بیٹی! میری جگہ آ کر اپنے باپ اور بھائیوں اور دوسرے عزیزوں کی روٹی پکا، مَیں تیرے سسرال جاتی ہوں اور دیکھتی ہوں کہ کون میری بات نہیں سنتا۔ مَیں ان سب کو احمدی بنا کر ہی دَم لوں گی۔ حضورؓ نے لکھا ہے کہ شاید یہی عورت جلسے سے پہلے، چند ماہ قبل یہاں آئی تھی۔ اُس کے پاس ایک بچہ تھا۔ اس نے مجھے بتایا کہ یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے، وہ ربوہ نہیں آتا تھا۔ مَیں اس کا بچہ اُٹھا لائی ہوں کہ وہ اس بچے کی وجہ سے ربوہ تو آئے گا۔ مجھے کسی نے بتایا تھا کہ اس کا وہ بھائی احمدیت کے قریب ہے۔ لیکن بعد میں پتہ لگا کہ اسی طرح وہ ربوہ آیا اور پھر وہ اللہ کے فضل سے احمدی ہو گیا۔

(ماخوذ از الازہار لذوات الخمار حصہ دوئم صفحہ 190 مطبوعہ قادیان)

حضور یہ واقعہ لکھ کر کہتے ہیں کہ جلسہ سالانہ پر آنے والے یہاں کا ماحول دیکھ کر اور یہاں کی ہماری تنظیم دیکھ کر، ایک نظام دیکھ کر، رویّے دیکھ کر اور احمدیوں کے آپس کے تعلقات دیکھ کر وہ مجبور ہوتے ہیں کہ پھر وہ دلچسپی لیں اور پھر احمدیت قبول کریں۔

اسلام کی تاریخ میں ایک بہادر خاتون کا ذکر آتا ہے جن کا نام حضرت اُمِّ عمّارہؓ تھا۔ حضرت اُمِّ عمّارہؓ نے اُحد کے بعد بیعت الرضوان، خیبر اور فتح مکہّ میں شرکت کی۔ حضرت ابوبکر کے عہد میں یمامہ کی جنگ پیش آئی اس میں بھی بڑی جرأت سے لڑیں اور ان کو بارہ زخم آئے اور اُن کا ایک ہاتھ کٹ گیا۔ ان کے بارہ میں آتا ہے کہ ہجرت نبوی کے تیسرے سال مسلمانوں کو اُحد کا معرکہ پیش آیا تھا۔ حضرت اُمِّ عمارہؓ بھی اس میں شریک ہوئیں اور ایسی شجاعت اور جانبازی اور عزم و ہمت کا مظاہرہ کیا کہ تاریخ میں خاتونِ اُحد کے لقب سے مشہور ہوئیں۔

طبقات ابنِ سعد کی روایت ہے کہ ان کے شوہر اور ان کے دونوں بڑے فرزند عبداللہ اور حبیب بھی غزوۂ اُحد میں ان کے ساتھ شریک تھے۔ جب تک مسلمانوں کا پلّہ بھاری رہا، اُمِّ عمارہؓ دوسری عورتوں کے ساتھ مجاہدین کو پانی پلاتی رہیں اور زخمیوں کی خبر گیری کرتی رہیں۔ جب ایک اتفاقی غلطی کی وجہ سے جنگ کا پانسا پلٹ گیا اور مجاہدین انتشار کا شکار ہو گئے، اس وقت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صرف چند جان نثار صحابی رہ گئے تھے۔ حضرت اُمِّ عمارہؓ نے یہ کیفیت دیکھی تو انہوں نے مشکیزہ پھینک کر (جو پانی کی مشک اٹھائی ہوئی تھی وہ پھینک دی) اور تلوار اور ڈھال سنبھال لی۔ اور حضور کے قریب پہنچ کر کفار کے سامنے سینہ سپر ہو گئیں۔ کفار بار بار یورش کرتے تھے، حملہ کرتے تھے اور حضور کی طرف بڑھتے تھے اور حضرت اُمِّ عمارہؓ اُنہیں دوسرے ثابت قدم مجاہدین کے ساتھ مل کر تیر اور تلوار سے روکتی تھیں۔ یہ بڑا نازک وقت تھا۔ بڑے بڑے بہادروں کے قدم لڑکھڑا گئے تھے۔ لیکن یہ شیر دل خاتون کوہِ استقامت بن کر میدان جنگ میں ڈٹی ہوئی تھیں۔ اتنے میں ایک مشرک نے ان کے سر پر پہنچ کر اپنی تلوار کا وار کیا۔ اُمِّ عمارہؓ نے اسے اپنی ڈھال پر روکا اور پھر اس کے گھوڑے کے پاؤں پر تلوار کا ایسا بھرپور ہاتھ مارا کہ گھوڑا اور سوار دونوں زمین پر آ گئے۔ پھر لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ ماجرا دیکھ رہے تھے۔ یہ سارا حال یہ ماجرا دیکھ کر آپؐ نے اُمِّ عمارہؓ کے بیٹے عبداللہ کو آواز دی اور فرمایا: عبداللہ اپنی ماں کی مدد کر۔ وہ فوراً اُدھر لپکے اور تلوار کے ایک ہی وار سے اس مشرک کو قتل کر دیا۔ تو عین اسی وقت ایک دوسرا مشرک تیزی سے اُدھر آیا اور حضرت عبداللہ کا بایاں بازو زخمی کرتا ہوا نکل گیا۔ حضرت اُمِّ عمارہؓ نے اپنے ہاتھ سے عبداللہ کا زخم باندھا اور پھر فرمایا: بیٹے جاؤ اور جب تک دَم میں دَم ہے لڑو۔ حضورؐ نے حضرت امّ عمارہؓ کے اس جذبۂ جان نثاری کو دیکھ کر فرمایا کہ اے اُمِّ عمارہؓ! جتنی طاقت تجھ میں ہے اَور کسی میں کہاں ہو گی؟ اسی اثناء میں وہی مشرک جس نے عبداللہ کو زخمی کیا تھا، پلٹ کر پھر حملہ آور ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمِّ عمارہؓ سے فرمایا: اُمِّ عمارہؓ سنبھلنا، یہ وہی بدبخت ہے جس نے عبداللہ کو زخمی کیا تھا۔ حضرت

اُمِّ عمارہؓ جوشِ غضب میں اس کی طرف جھپٹیں اور تلوار کا ایک ایسا کاری وار کیا کہ وہ دو ٹکڑے ہو کر نیچے گر گیا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسّم فرمایا اور فرمایا: اُمِّ عمارہؓ نے تو اپنے بیٹے کا خوب بدلہ لیا۔

اسی جنگ کے دوران ایک بدبخت نے دُور سے حضورؐ پر پتھر پھینکا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو دانت شہید ہو گئے۔ اور پھر اس وقت جو صحابہ تھے جو شمع رسالت کے پروانے تھے، وہ بڑے اضطراب میں ادھر متوجہ ہوئے اور ابنِ قمیئہ نامی ایک کافر بھی بڑا جوش سے حضورؐ کے قریب پہنچ گیا اور تلوار کا ایک بھرپور وار کیا اور حضورؐ نے جو خَود پہنا ہوا تھا، اُس کی تلوار سے، اس خود کی دو کڑیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر اندر کُھب گئیں اور وہاں سے خون بہہ پڑا۔ یہ سب کچھ اتنی جلدی میں ہوا کہ کسی کو کچھ پتہ نہ لگا۔ اُمِّ عمارہؓ بیتاب ہو گئیں اور آگے بڑھ کر ابنِ قمیئہ کو روکا۔ یہ شخص قریش کا بڑا مشہور شہسوار تھا لیکن اس شیر دل خاتون نے اس کی پروا نہیں کی کہ کتنا بہادر ہے اور نہایت جرأت کے ساتھ اس پر حملہ کیا۔ اس نے دوہری زرّہ پہنی ہوئی تھی۔ اُمِّ عمارہؓ کی تلوار اس پر صحیح طرح نہ لگ سکی، اُچٹ گئی۔ لیکن اس بہادر کو بھی جو کافر تھا یہ جرأت نہ پیدا ہوئی کہ اس عورت سے مقابلہ کر سکے۔ وہ پہلا حملہ کھا کے ہی وہاں سے دوڑ گیا۔ اُمِّ عمارہؓ کو بھی زخم آئے۔ حضور نے خود پھر حضرت اُمِّ عمارہؓ کے زخم کی پٹی کروائی۔ اور کئی بہادر صحابہ کا نام لے کر فرمایا کہ واللہ! آج اُمِّ عمارہؓ نے ان سب سے زیادہ بڑھ کر بہادری دکھائی۔ اُمِّ عمارہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ میرے لئے دعا کریں کہ مجھے جنت میں بھی آپ کی معیت نصیب ہو۔ حضورؐ نے نہایت خشوع سے اس کے لئے دعا مانگی اور باآوازِ بلند فرمایا **اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھُمْ رُفَقَآئِی فِی الْجَنَّةِ**۔ حضرت اُمِّ عمارہؓ کو بڑی مسرت ہوئی اور ان کی زبان پر بے اختیار یہ الفاظ جاری ہو گئے کہ اب مجھے دنیا میں کسی مصیبت کی کوئی پروا نہیں۔

لڑائی ختم ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک گھر تشریف نہیں لے گئے جب تک آپ نے حضرت عبداللہ بن کعب زمانی کو بھیج کر حضرت اُمِّ عمارہؓ کی خیریت دریافت نہ کر لی۔ حضورؐ فرمایا کرتے تھے: اُحد کے دن مَیں دائیں بائیں جدھر نظر ڈالتا تھا اُمِّ عمارہؓ ہی اُمِّ عمارہؓ لڑتی نظر آتی تھیں۔

ایک روایت میں ہے کہ غزوۂ اُحد میں حضرت اُمِّ عمارہؓ کے جسم پر بارہ زخم لگے تھے اور علامہ ابنِ سعد کا بیان ہے کہ غزوۂ اُحد کے بعد انہوں نے بیعتِ رضوان میں، جنگِ خیبر اور دوسری جنگوں میں شرکت کی اور ایک روایت میں ہے کہ فتح مکہّ کے وقت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، جزء الثامن صفحہ 440 تا 442 دارالاحیاء التراث العربی بیروت 1996ء)

حضرت اُمِّ عمارہؓ کا یہ جرأتمندانہ فعل اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے تھا، اسلام کی خاطر قربانی کرنے کے لئے تھا۔ آج بھی احمدی عورتوں نے اس زمانے کی مناسبت سے اس مقصد کے حصول کے لئے قربانیاں دی ہیں اور دے رہی ہیں۔ اور صبر کے نمونے دکھائے ہیں اور دکھا رہی ہیں۔ چند ایک کی مَیں نے مثالیں دیں۔ اس زمانے میں اگر جنگ کے حالات ہوں تو احمدی عورت کو وہ نمونے دکھانے پڑے تو وہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ دکھائے گی اور پیچھے نہیں رہے گی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک واقعہ بیان کرتے ہیں جس سے پتہ لگتا ہے کہ ضرورت پڑے تو یہ نمونے احمدی عورتیں دکھا سکتی ہیں۔ قادیان میں پارٹیشن کے وقت جب شعائر اللہ کی حفاظت کے لئے اور وہاں بہت ساری عورتیں جمع تھیں، اُن کی عزت و ناموس کی حفاظت کے لئے ایک انتظام تھا۔ تو ایک انتظام کے تحت عورتوں کو عورتوں کی ہی حفاظت کی ذمہ داری دی گئی تھی۔

حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں جب قادیان میں ہندوؤں اور سکھوں نے حملہ کیا تو شہر سے باہر کے ایک محلے میں ایک جگہ پر عورتوں کو اکٹھا کیا گیا اور ان کی سردار بھی ایک عورت ہی بنائی گئی جو بھیرہ کی رہنے والی تھی۔ اُس عورت نے مَردوں سے بھی زیادہ بہادری کا نمونہ دکھایا۔ ان عورتوں کے متعلق یہ خبریں آئی تھیں کہ سکھ اور ہندوؤں کو جو تلواروں اور بندوقوں سے ان پر حملہ آور ہوتے تھے تو یہ عورتیں بھگا دیتی تھیں اور سب سے آگے وہ عورت ہوتی تھی جو بھیرہ کی رہنے والی تھی اور وہ اُن کی سردار بنائی گئی تھی۔ یہ نہیں کہ سردار بن کے پیچھے رہ رہی ہے، سب سے آگے سردار تھی۔ اور وہ عورت اس زمانے میں جب بیان کیا زندہ تھی، عورتوں کو سکھاتی تھی کہ کس طرح لڑنا ہے۔ (ماخوذ از الازہار لذوات الخمار حصہ دوئم صفحہ 176 مطبوعہ قادیان)

وہ جو عورت تھی جس نے یہ جرأت دکھائی اس عورت کے دل میں یہ جوش یقیناً اس کے جوشِ ایمانی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ پس یہ نمونے ہمیں اس یقین پر مزید قائم کرتے چلے جانے والے ہونے چاہئیں کہ اصل زندگی خدا تعالیٰ کی رضا ہے۔ آج ہم نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ان نمونوں پر قائم رہنا ہے اور اپنی نسلوں میں قائم رکھنا ہے تا کہ اس فیض سے محروم نہ رہیں جو اپنے ایمان کی اعلیٰ مثالیں قائم کر کے اوّلین نے حاصل کیا تھا اور جو آج بھی مسیح محمدی کے ماننے والے حاصل کر رہے ہیں۔ پس پاک دل اور صاف روح ہو کر قربانیوں میں آگے سے آگے بڑھتی چلی جائیں اور اپنی روایات کو کبھی نہ چھوڑیں اور اپنی نسلوں کے ذہنوں میں بھی یہ احساس بٹھاتی چلی جائیں کہ تمہاری زندگی کا مقصد خدا تعالیٰ کی رضا ہونا چاہیے اور اس کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار رہو۔

مَیں پھر ایک بار کہتا ہوں کہ اے احمدی عورتو اور اے بچیو! اور خاص طور پر وہ بچیو جنہوں نے اپنے آپ کو وقف کیا ہے اور وقفِ نو میں شامل ہو! تمہیں اللہ تعالیٰ نے امامِ وقت کے دَور کی اُمِّ عمارہؓ بننے کا موقع دیا ہے۔ سب کچھ بھول جاؤ اور اسلام کے خلاف جنگ میں، جو براہین اور دلائل کی جنگ ہے، اپنے آپ کو تیار کر کے دشمن پر جھپٹ پڑو۔ دنیا کی چھوٹی چھوٹی لالچوں کو بھول جاؤ اور صرف اور صرف ایک خیال رکھو کہ آج ہم نے دنیا کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے لا کر کھڑا کرنا ہے۔

☆......☆......☆

بقیہ: خلافتِ حقّہ از صفحہ نمبر 14

دیتا ہے۔......... **نماز پڑھو اور تدبّر سے پڑھو اور ادعیہ ماثورہ کے بعد اپنی زبان میں دعائیں مانگنی مطلق حرام نہیں ہے۔ جب گدازش ہو تو سمجھو کہ مجھے موقعہ دیا گیا ہے اس وقت کثرت سے مانگو، اس قدر مانگو کہ اس نکتہ تک پہنچو کہ جس سے رقّت پیدا ہو جاوے**۔ یہ بات اختیاری نہیں ہوتی۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے ترشّحات ہوتے ہیں۔ اس کوچہ میں اوّل انسان کو تکلیف ہوتی ہے مگر ایک دفعہ چاشنی معلوم ہو گی تو پھر سمجھے گا جب اجنبیت جاتی رہے گی اور نظارہ قدرت الٰہی دیکھ لے گا تو پھر پیچھا نہ چھوڑے گا۔ قاعدہ کی بات ہے کہ تجربہ میں جب ایک دفعہ ایک بات تھوڑی سی آ جاوے تو تحقیقات کی طرف انسان کی طبیعت میلان کرتی ہے اصل میں سب لذات خدا تعالیٰ کی محبت میں ہیں‘‘

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 631-630۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

❁ ایک دفعہ کسی نے سوال کیا کہ کبھی نماز میں لذت آتی ہے اور کبھی وہ لذت جاتی رہتی ہے اس کا کیا علاج ہے؟ حضور علیہ السلام نے جواب دیتے ہوئے فرمایا:

’’ہمت نہیں ہارنی چاہئے بلکہ اس لذت کے کھوئے جانے کو محسوس کرنے اور پھر اس کو حاصل کرنے کی سعی کرنی چاہئے۔ جیسے چور آوے اور وہ مال اُڑا کر لے جاوے تو اس کا افسوس ہوتا ہے اور پھر انسان کوشش کرتا ہے کہ آئندہ اس خطرے سے محفوظ رہے۔ اس لیے معمول سے زیادہ ہوشیاری اور مستعدی سے کام لیتا ہے۔ اسی طرح پر جو خبیث نماز کے ذوق اور اُنس کو لے گیا ہے تو اس سے کس قدر ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے؟ اور کیوں نہ اس پر افسوس کیا جاوے؟ انسان جب یہ حالت دیکھے کہ اس کا اُنس و ذوق جاتا رہا ہے تو وہ بے فکر، بے غم نہ ہو۔ **نماز میں بے ذوقی کا پیدا ہونا ایک سارق کی چوری اور روحانی بیماری ہے۔ جیسے ایک مریض کے مُنہ کا ذائقہ بدل جاتا ہے تو وہ فی الفور علاج کی فکر کرتا ہے۔ اسی طرح پر جس کا روحانی مذاق بگڑ جاوے اس کو بہت جلد اصلاح کی فکر کرنی لازم ہے۔**

یاد رکھو انسان کے اندر ایک بڑا چشمہ لذت کا ہے جب کوئی گناہ اس سے سرزد ہوتا ہے تو وہ چشمہ لذت مکدّر ہو جاتا ہے اور پھر لذت نہیں رہتی۔ مثلاً جب گالی دیتا ہے یا ادنیٰ ادنیٰ سی بات پر بدمزاج ہو کر بدزبانی کرتا ہے تو پھر ذوق نماز جاتا رہتا ہے۔ اخلاقی قویٰ کو لذت میں بہت بڑا دخل ہے۔ جب انسانی قویٰ میں فرق آئے گا تو اس کے ساتھ ہی لذت میں بھی فرق آ جاوے گا۔ پس جب کبھی ایسی حالت ہو کہ اُنس اور ذوق جو نماز میں آتا تھا وہ جاتا رہا ہے تو چاہئے کہ تھک نہ جاوے اور بے حوصلہ ہو کر ہمت نہ ہارے بلکہ بڑی مستعدی کے ساتھ اس گمشدہ متاع کو حاصل کرنے کی فکر کرے **اور اس کا علاج ہے توبہ، استغفار، تضرّع۔ بے ذوقی سے ترک نماز نہ کرے بلکہ نماز کی اور کثرت کرے۔** جیسے ایک نشہ باز کو جب نشہ نہیں آتا تو وہ نشہ کو چھوڑ نہیں دیتا بلکہ جام پر جام پیتا جاتا ہے یہاںتک کہ آخر اس کو لذت اور سرور آ جاتا ہے۔ **پس جس کو نماز میں بے ذوقی پیدا ہو اس کو کثرت کے ساتھ نماز پڑھنی چاہئے۔ اور تھکنا مناسب نہیں۔ آخر اسی بے ذوقی میں ذوق پیدا ہو جاوے گا۔**

دیکھو پانی کے لئے کس قدر زمین کو کھودنا پڑتا ہے۔ جو لوگ تھک جاتے ہیں وہ محروم رہ جاتے ہیں۔ جو تھکتے نہیں وہ آخر نکال ہی لیتے ہیں۔ اس لیے **اس ذوق کو حاصل کرنے کے لیے استغفار، کثرت نماز و دُعا، مستعدی اور صبر کی ضرورت ہے**‘‘۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 311-309۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

نماز میں حضور اور لذّت پیدا کرنے کا طریق

فرمایا: ’’مَیں دیکھتا ہوں کہ آج کل لوگ جس طرح نماز پڑھتے ہیں وہ محض ٹکریں مارنا ہے۔ اُن کی نماز میں اس قدر بھی رقّت اور لذت نہیں ہوتی جس قدر نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا میں ظاہر کرتے ہیں۔ کاش یہ لوگ اپنی دعائیں نماز میں ہی کرتے۔ شاید اُن کی نمازوں میں حضور اور لذت پیدا ہو جاتی۔ اس لیے میں حکماً آپ کو کہتا ہوں کہ سردست آپ بالکل نماز کے بعد دعا نہ کریں۔ **اور وہ لذت اور حضور جو دعا کے لیے رکھا ہے، دعاؤں کو نماز میں کرنے سے پیدا کریں۔** میرا مطلب یہ نہیں کہ نماز کے بعد دعا کرنی منع ہے۔ لیکن مَیں چاہتا ہوں کہ جب تک نماز میں کافی لذت اور حضور پیدا نہ ہو نماز کے بعد دعا کرنے میں نماز کی لذت کو مت گنواؤ۔ ہاں جب یہ حضور پیدا ہو جاوے تو کوئی حرج نہیں۔ سو بہتر ہے **نماز میں دعائیں اپنی زبان میں مانگو۔** جو طبعی جوش کسی کی مادری زبان میں ہوتا ہے وہ ہرگز غیر زبان میں پیدا نہیں ہو سکتا۔ **سو نمازوں میں قرآن اور ماثورہ دعاؤں کے بعد اپنی ضرورتوں کو برنگ دعا اپنی زبان میں خدا تعالیٰ کے آگے پیش کرو تا کہ آہستہ آہستہ تم کو حلاوت پیدا ہو جائے۔ سب سے عمدہ دعا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضا مندی اور گناہوں سے نجات حاصل ہو،** کیونکہ گناہوں ہی سے دل سخت ہو جاتا اور انسان دنیا کا کیڑا بن جاتا ہے۔ ہماری دعا یہ ہونی چاہیے کہ خدا تعالیٰ ہم سے گناہوں کو جو دل کو سخت کر دیتے ہیں دور کر دے اور اپنی رضامندی کی راہ دکھلائے۔ دنیا میں مومن کی مثال اس سواری کی ہے کہ جو جنگل میں جا رہا ہے۔ راہ میں بسبب گرمی اور تھکان سفر کے ایک درخت کے نیچے ستانے کے لیے ٹھہر جاتا ہے لیکن ابھی گھوڑے پر سوار ہے اور کھڑا کھڑا گھوڑے پر ہی کچھ آرام لے کر آگے اپنے سفر کو جاری رکھتا ہے۔ لیکن جو شخص اس جنگل میں گھر بنا لے وہ ضرور درندوں کا شکار ہو گا۔ مومن دنیا کو گھر نہیں بناتا اور جو ایسا نہیں خدا تعالیٰ اس کی پروا نہیں کرتا، نہ خدا تعالیٰ کے نزدیک دنیا کو گھر بنانے والے کی عزت ہے۔ خدا تعالیٰ مومن کی عزت کرتا ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ مومن نوافل کے ساتھ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرتا ہے۔ نوافل سے مراد یہ ہے کہ خدمت مقررہ کردہ میں زیادتی کی جاوے ہر ایک خیر کے کام میں دنیا کا بندہ تھوڑا سا کر کے سست ہو جاتا ہے، لیکن مومن زیادتی کرتا ہے۔ نوافل صرف نماز سے ہی مختص نہیں بلکہ ہر ایک حسنات میں زیادتی کرنا نوافل ادا کرنا ہے۔ مومن محض خدا تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے ان نوافل کی فکر میں لگا رہتا ہے۔ اس کے دل میں درد ہے جو اسے بے چین کرتا ہے اور وہ دن بہ دن نوافل و حسنات میں ترقی کرتا جاتا ہے اور بالمقابل خدا تعالیٰ بھی اس کے قریب ہوتا جاتا ہے حتیٰ کہ مومن اپنی ذات کو فنا کر کے خدا تعالیٰ کے سایہ تلے آ جاتا ہے۔ اس کی آنکھ خدا تعالیٰ کی آنکھ۔ اس کے کان خدا تعالیٰ کے کان ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ کسی معاملہ میں خدا تعالیٰ کی مخالفت نہیں کرتا۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اس کی زبان خدا تعالیٰ کی زبان اور اس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہو جاتا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 30-29۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

.........................(باقی آئندہ)

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

مختصر عالمی جماعتی خبریں

مرتبہ: فرخ راحیل۔ مربیٔ سلسلہ

اس کالم میں الفضل انٹرنیشنل کو موصول ہونے والی جماعت احمدیہ عالمگیر کی تبلیغی و تربیتی مساعی پر مشتمل رپورٹس کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

﴿فن لینڈ﴾

مجلس خدام الاحمدیہ فن لینڈ کے زیر اہتمام قرآن کریم کی نمائش

فن لینڈ کے شہر ٹرکو (Turku) کی تاریخ میں پہلی مرتبہ قرآن کریم کی نمائش

مکرم بشارت الرحمٰن صاحب صدر خدام الاحمدیہ فن لینڈ نے اطلاع دی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس خدام الاحمدیہ فن لینڈ نے ترکو شہر کی سب سے بڑی لائبریری میں گورنمنٹ کے تعاون کے ساتھ قرآن کریم کی نمائش لگانے کی توفیق پائی۔ Turku شہر فن لینڈ میں ثقافت کے لحاظ سے بہت اہمیت کا حامل ہے اور آبادی کے لحاظ سے اس کا شمار پانچویں نمبر پر ہے۔

نمائش میں مکرم عطاء الغالب صاحب صدر جماعت احمدیہ فن لینڈ، مصور احمد شاہد صاحب مربیٔ سلسلہ، بشارت الرحمٰن صاحب صدر خدام الاحمدیہ فن لینڈ اور فرید احمد صاحب مہتمم صاحب تبلیغ کے علاوہ پانچ اور خدام نے جماعت کی نمائندگی کی۔

19 ستمبر 2015ء بروز ہفتہ صبح دس بجے نمائش کا آغاز دعا کے ساتھ ہوا۔ مختلف زبانوں میں پچاس قرآن کریم کے نسخے نمائش کے لئے رکھے گئے۔ لوگوں کو نمائش میں دعوت دینے کے لئے شہر کی حکومتی ویب سائٹ پر اور لائبریری میں بھی اشتہار دیئے گئے تھے۔

اس لائبریری میں روزانہ قریباً 4000 افراد آتے ہیں۔ 45 افراد نے قرآن کریم کے سٹال میں دلچسپی ظاہر کی اور اسلام سے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا اور سوالات کئے۔ احباب کو قرآن کریم کے ساتھ ساتھ جماعتی کتب اور جماعت کے تعارف پر مشتمل جماعتی ویڈیوز بھی دکھائی گئیں۔ خدام نے اس موقع پر لائبریری میں اور Turku شہر کے City Center میں تبلیغی لیف لیٹس بھی تقسیم کئے۔

پروگرام کے مطابق بعد دوپہر مکرم مصور احمد شاہد صاحب مربیٔ سلسلہ فن لینڈ نے حاضرین کی خدمت میں ایک گھنٹے کی پریزنٹیشن دی۔ آپ نے جماعت کا مختصر تعارف اور موجودہ حالات میں دُنیا میں امن کے قیام کے

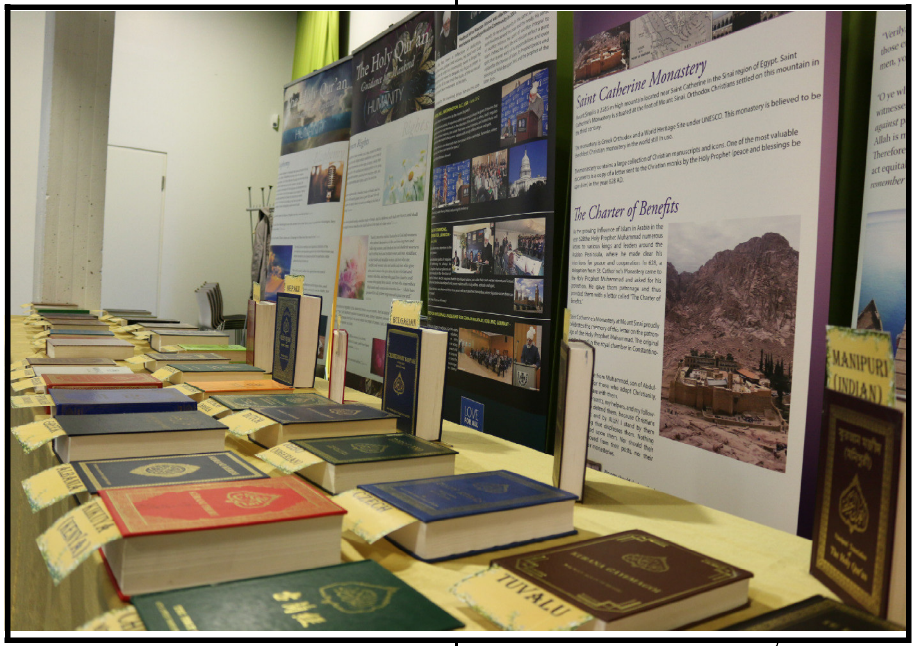

لئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات اور مساعی کا ذکر کیا۔ بعد ازاں حاضرین کو سوالات کرنے کا موقع دیا گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطابات پر مشتمل کتاب World Crisis and the Pathway to Peace اور Life of Muhammad (saw) کی 50 کاپیاں احباب میں تقسیم کی گئیں۔ اس کے علاوہ بائیس جماعتی کتب کو خصوصی طور پر لائبریری میں رکھوایا گیا جن میں World Crisis and the Pathway to Peace, Life of Muhammad(S.A.W), Islam's Repsonse to Contemporary Issues، Philosophy of the teachings of Islam اور انگریزی زبان میں قرآن کریم شامل ہیں۔

شہر کے حکومتی نمائندگان نے امن پیدا کرنے اور اسلام کی حقیقت لوگوں کو متعارف کرانے کے لئے جماعت کے اس اقدام کو بہت سراہا اور نمائش کے انعقاد پر شکریہ ادا کیا۔

مہمانوں کے تأثرات

❁......ایک عیسائی زائر نے بہت دلچسپی سے ساری نمائش دیکھی اور پوچھنے لگے کہ آپ کی تنظیم کی مالی امداد کون کرتا ہے؟ ان کو بتایا گیا کہ ہمارا اپنا مالی نظام ہے جس میں تمام ممبران جماعت ساری دنیا سے چندہ دیتے ہیں اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات کے مطابق ان کو خرچ کیا جاتا ہے۔ اس پر انہوں نے پوچھا کہ اگر یہ تعلیمات آپ لوگ دوسرے مسلم ممالک میں جا کر دیں تو وہ آپ سے کیا سلوک کریں گے؟ اس پر ان کو بتایا گیا کہ وہ ہماری باتیں تسلیم کرنے کی بجائے ہمیں مسلمان ماننے سے انکار کر دیتے ہیں اور بہت سخت برتاؤ کرتے ہیں۔ اس پر انہوں نے کہا کہ یقیناً پھر آپ کی جماعت سچی ہے اور آپ لوگ یقیناً صحیح اسلامی تعلیم دنیا کو بتا رہے ہیں۔

❁......اس لائبریری کی لائبریرین Susanna Kolehmainen نمائش کے انعقاد کے لئے اجازت مانگنے پر کچھ فکر مند تھیں۔ لیکن جب ان کو علیحدہ ملاقات کر کے جماعت احمدیہ اور خدام الاحمدیہ کا تعارف کروایا گیا، جماعت اور قرآن کریم کی نمائش کے مقاصد سے آگاہ کیا گیا اور فن لینڈ میں خدام الاحمدیہ کی تعلیمی و تبلیغی مساعی کے بارے میں بتایا گیا تو انہوں نے بخوشی اجازت دے دی بلکہ آئندہ سالوں میں ہمیں مذہب سے متعلق فن لینڈ میں منائے جانے والے اہم دنوں میں خاص طور پر یہ نمائش دوبارہ لگانے کی دعوت بھی دی۔ نمائش کے دوران انہوں نے ہماری ہر ممکنہ مدد کی اور زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پیغام پہنچانے کے لئے رہنمائی بھی کی۔

❁......Turku شہر کے ثقافتی ادارے کی سیکرٹری Sari Kanervo نے جماعت کا تعارف سننے اور تعارفی ویڈیو دیکھنے کے بعد اس بات کا برملا اظہار کیا کہ اسلام کی جو تعلیمات آپ لوگ دے رہے ہیں اور ساری دنیا میں انسانیت کی جو خدمت آپ کر رہے ہیں یہ ہمارے ملک میں دوسرے مسلمانوں کو سکھانی بہت ضروری ہیں تا کہ وہ بھی دوسری اقوام کے لوگوں کے ساتھ مل کر امن کے ساتھ یہاں زندگی گزاریں۔ انہوں نے اس نمائش کے لئے اور آئندہ بھی اپنے ہر ممکن تعاون کی یقین دہانی کروائی۔

❁......ایک بوڑھے میاں بیوی کو جب لائبریری کے سامنے سڑک پر بتایا گیا کہ اندر لائبریری میں قرآن کریم کی نمائش لگائی گئی ہے تو انہوں نے فوراً دیکھنے کی خواہش ظاہر کی اور بہت دلچسپی سے مختلف تراجم کو دیکھ کر اپنے تأثرات کا یوں اظہار کیا کہ ہم جانتے ہیں کہ قرآن امن کی تعلیم دیتا ہے اور یہ بہت اچھی کوشش ہے کہ آپ لوگ قرآن کریم کے تراجم کر کے مختلف زبانوں کے لوگوں کو دعوت دے رہے ہیں کہ وہ خود اپنی زبان میں اس امن کے پیغام کو پڑھ سکیں۔ اس کام کو جاری رکھیں۔

نمائش کی کارروائی دوپہر تین بجے دُعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔ اللہ تعالیٰ مجلس خدام الاحمدیہ فن لینڈ کو مزید احسن رنگ میں خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆......☆......☆

بقیہ: نمازِ جنازہ حاضر و غائب

از صفحہ نمبر 12 ......

ہیں۔ آپ مکرم محمد سلیم ظفر صاحب (کارکن دفتر پرائیویٹ سیکرٹری لندن) کی والدہ تھیں۔ آپ کے ایک پوتے عزیزم رضا سلیم جامعہ احمدیہ یوکے میں زیر تعلیم ہیں۔

نماز جنازہ غائب:

(1) مکرم خواجہ مبارک احمد صاحب ایڈووکیٹ (کوٹری۔ سندھ)

15 اگست 2015ء کو 86 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت خواجہ غلام نبی صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ آپ لمبا عرصہ کوٹری جماعت کے صدر رہے۔ وکالت کے شعبہ سے منسلک ہونے کی وجہ سے جماعتی مقدمات میں معاونت کی توفیق بھی ملی۔ آپ صوم وصلوۃ کے پابند، دعا گو، متوکل علی اللہ، صابر و شاکر، سادہ مزاج، شفیق، ہمدرد، نیک اور مخلص انسان تھے۔ آپ پرجوش داعی الی اللہ بھی تھے۔ تبلیغ کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ چندہ جات کی ادائیگی بروقت کیا کرتے تھے اور خلیفۃ المسیح کی ہر تحریک پر لبیک کہتے تھے۔ خلافت سے گہری وابستگی اور وفا کا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کی ایک بیٹی عابدہ سلطانہ صاحبہ مجلس تھونسر برگ ناروے کی صدر لجنہ کی حیثیت سے خدمت بجا لا رہی ہیں۔

(2) مکرم مرزا انور احمد ساجد صاحب (ابن مکرم مرزا نواب دین صاحب آف دارالیمن وسطی ربوہ)

3 مارچ 2015ء کو 78 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے کئی سال بطور سیکرٹری رشتہ ناطہ خدمت کی توفیق پائی۔ چھوٹی عمر میں ہی بیعت کر کے احمدیت قبول کی اور تادم وفات صدق دل سے اس پر قائم رہے۔ عہدیداران کا بے حد احترام کرتے اور ان کے خلاف کبھی کسی کو گلا شکوہ نہ کرنے دیتے۔ اپنی اولاد میں سے بھی جو دینی کاموں میں مصروف ہوتا اس کی زیادہ قدر کرتے۔ نماز باجماعت کے علاوہ تہجد کا بھی التزام کرتے۔ چندہ جات بھی بڑی باقاعدگی سے ادا کیا کرتے تھے۔

(3) مکرمہ طاہرہ حمید صاحبہ (اہلیہ مکرم میاں حمید احمد صاحب۔ مانچسٹر)

6 اگست 2015ء کو طویل علالت کے بعد وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو لاہور میں دو مرتبہ صدر لجنہ حلقہ شالیمار ٹاؤن کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ آپ تین سال قبل یوکے شفٹ ہوئی تھیں۔ مرحومہ صوم وصلوۃ کی پابند، جماعتی کاموں میں پیش پیش، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ دو بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم میاں منصور احمد صاحب نے 28 مئی 2010ء کو لاہور کے سانحہ میں شہادت کا مرتبہ پایا۔ آپ کے دوسرے بیٹے مکرم محمود احمد مبشر صاحب واقف زندگی ہیں اور آجکل طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ ربوہ میں خدمت بجا لا رہے ہیں۔

(4) مکرمہ صغریٰ اشرف صاحبہ (اہلیہ مکرم محمد اشرف صاحب آف جھنگ)

2 مارچ 2015ء کو 72 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کا خلافت کے ساتھ اطاعت اور وفا کا تعلق تھا۔ صوم وصلوۃ کی پابند، ملنسار، مہمان نواز اور ہر ایک کے دکھ سکھ میں شامل ہونے والی مخلص خاتون تھیں۔ چندہ جات وقت پر ادا کیا کرتی تھیں۔ تدریس کے شعبہ کے ساتھ تعلق تھا۔ اسسٹنٹ پروفیسر کے عہدہ سے ریٹائرڈ ہوئیں۔

(5) مکرم محمد احمد اٹھوال صاحب (آف بہوڑو چک نمبر 18۔ ضلع شیخوپورہ)

17 اگست 2015ء کو وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو خلافت رابعہ کے دور میں اسیر راہ مولیٰ رہنے کی سعادت ملی۔ بہت نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ آپ مکرم سلطان احمد صاحب اٹھوال سابق صدر جماعت برلن (جرمنی) کے بھائی تھے۔

(6) مکرمہ نگہت یوسف صاحبہ (اہلیہ مکرم مرزا یوسف احمد صاحب۔ موضع بانڈہ۔ احمد نگر۔ کوہاٹ)

8 اگست 2015ء کو طویل علالت کے بعد وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ بہت نیک، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت چودھری عبدالحق خانصاحبؓ کاٹھگڑھی

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 15 جون 2011ء میں مکرم رانا عبدالرزاق خاں صاحب نے اپنے دادا کے چھوٹے بھائی حضرت چودھری عبدالحق خاں صاحبؓ کاٹھگڑھی کا ذکرخیر کیا ہے۔

حضرت چودھری عبدالحق خانصاحبؓ قریباً 1893ء میں حضرت چوہدری غلام نبی خاں صاحبؓ کے گھر کاٹھگڑھ ضلع ہوشیارپور انڈیا میں پیدا ہوئے۔ آپ تین بھائی اور دو بہنیں تھے۔ حضرت چودھری عبدالحق خاں صاحبؓ تقریباً 1893ء میں حضرت چوہدری غلام نبی خاں صاحبؓ کے گھر کاٹھگڑھ ضلع ہوشیارپور انڈیا میں پیدا ہوئے۔ آپ تین بھائی اور دو بہنیں تھے۔ والد کا پیشہ کھیتی باڑی تھا۔ آپ نے 1903ء میں اپنے خاندان کے چند بزرگوں اور دیگر بہت سے لوگوں کے ساتھ بیعت کی۔ جن میں سرکردہ اُن کے والد حضرت چوہدری غلام احمد صاحبؓ نمبردار اور رئیس کاٹھگڑھ تھے۔ اس طرح کاٹھگڑھ میں عددی اعتبار سے اس علاقہ کی ایک بڑی جماعت قائم ہوئی۔ آپؓ کے بڑے بھائی حضرت چوہدری عبدالحمید خاں صاحبؓ اور چھوٹے بھائی حضرت چوہدری عبدالغفور خاں صاحبؓ تھے۔

1907ء میں جب حضرت چوہدری عبدالحمید خاں صاحبؓ گورنمنٹ کالج لاہور میں ملازم تھے تو اُنہیں خواجہ کمال الدین صاحب نے کہا کہ مجھے گھر میں کام کاج کے لئے چھوٹے بچے کی ضرورت ہے۔ اس پر حضرت چودھری عبدالحق خان صاحبؓ کو اُن کے ہاں بھیج دیا گیا۔ وہاں آپؓ کو حضرت مسیح موعودؑ کو پہلی بار قریب سے دیکھنے اور خدمت کرنے کا خوب موقع ملا۔ حضور علیہ السلام کی آمد پر آپؓ حضورؑ کی خدمت پر مامور رہتے۔ حضورؑ آپؓ کا احوال بھی پوچھتے۔ کئی بار حوصلہ افزائی فرمائی اور پیار بھی کیا۔ ایک بار فرمایا: عبدالحق آپ کا نام بہت اچھا ہے۔

آپؓ بیان فرماتے ہیں کہ حضورؑ عصر کے بعد کبھی کبھی ٹانگے پر پرانے لاہور کے گرد چکر لگایا کرتے تھے۔ جبکہ ٹانگے والے کو اس کی مزدوری عموماً پہلے دینے کی آپؑ کی عادت تھی۔ اور جب حضورؑ کی وفات ہوئی تو اس وقت بھی مَیں وہیں ملازم تھا۔

حضرت چوہدری عبدالحق خانصاحبؓ بہت ہی نیک، پابند صوم وصلوٰۃ تھے۔ تقسیم ہند کے بعد آپؓ دیگر بھائیوں کے ساتھ خوشاب میں مقیم ہوئے جہاں آپؓ کو زرعی اراضی الاٹ ہوئی تھی۔ آپؓ کی ایک بیٹی اور چار بیٹے تھے۔

آپؓ نماز کے عاشق تھے۔ آخری سالوں میں آپ بینائی سے محروم ہوگئے تھے لیکن پھر بھی کسی نہ کسی بچے کا ہاتھ تھام کر مسجد پہنچ جاتے اور دوسروں کا بھی جائزہ لیتے۔ اگر کوئی بلاوجہ نماز باجماعت میں سستی کرتا تو اُسے سمجھانے کے لئے اس کے گھر چلے جاتے۔ اپنی اولاد اور پوتے پوتیوں کی اچھے رنگ میں تربیت کی۔ خلافت سے بہت محبت تھی۔ حضرت مصلح موعودؓ کے تو وہ عاشق تھے۔

آپؓ کی وفات 26 مارچ 1965ء کو ہوئی اور بہشتی مقبرہ قطعہ صحابہ میں تدفین عمل میں آئی۔

''مستدرک'' امام حاکم

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ یکم جولائی 2011ء میں مکرم طلعت حفیظ صاحب نے اپنے ایک معلوماتی مضمون میں حضرت امام حاکمؒ کی مرتّبہ حدیث کی کتاب 'مستدرک' کا تعارف پیش کیا ہے۔

حضرت امام محمد بن عبداللہ بن محمد کی کنیت ابوعبداللہ اور ابن بیع ہے۔ جبکہ حاکم آپ کا لقب ہے۔ آپؒ کے اجداد میں سے ایک بزرگ تاجر ہونے کے باعث بیع کہلاتے تھے اسی نسبت سے آپ کی کنیت ابن بیع ہے اور منصب قضا پر فائز رہنے کی وجہ سے آپ کو حاکم کا لقب ملا۔ آپ کی ولادت 3 ربیع الاول 321ھ/936ء کو نیشاپور میں ہوئی۔ آپ شافعی المذہب تھے۔

امام صاحب ایک متدیّن اور علمی خانوادے کے چشم و چراغ تھے۔ تعلیم کا آغاز اپنے والد کی سرپرستی میں کیا جنہیں امام مسلمؒ (صحیح مسلم کے مصنف) کو دیکھنے کا شرف حاصل تھا۔ نیشاپور اس وقت علماء فن اور محدثین کا مرکز بنا ہوا تھا۔ یہاں سے تعلیم حاصل کرکے امام حاکمؒ نے بیس برس کی عمر میں دوسرے علمی مراکز (بخارا، بغداد، کوفہ، بصرہ، مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ) کا رخ کیا۔ بغداد کا سفر آپ نے دومرتبہ کیا۔

امام حاکمؒ کے مشہور اساتذہ میں ابن حبّان، دارقطنی اور ابوبکر الصبغی شامل ہیں۔ جبکہ آپؒ کے بعض مشہور شاگردوں میں ابویعلی خلیلی (الارشاد فی معرفۃ المحدثین کے مصنف)، ابوالقاسم قشیری (صاحب رسالہ قشیریہ و چہل حدیث) اور ابوبکر بیہقی (صاحب سنن الکبریٰ) شامل ہیں۔

امام حاکمؒ حدیث میں غیرمعمولی کمال وامتیاز رکھنے کی بنا پر ''امام المحدثین، الحافظ الکبیر، شیخ المحدثین اور سید المحدثین'' کے القابات سے یاد کئے جاتے ہیں۔ علامہ ابن العماد فرماتے ہیں ''نہ صرف خراسان بلکہ ساری دنیا میں اقلیم حدیث کی تاجداری آپ پر ختم ہوگئی''۔ علامہ ابن صلاح اور حافظ نووی نے صحاح ستہ کے مصنفین کے بعد جن سات محدثین کو نہایت صاحب کمال قرار دیا ہے ان میں امام دارقطنی کے بعد دوسرا نام حاکم کا ہی بتایا ہے۔

آپؒ کو حفظ میں بھی اعلیٰ مقام پر رکھا جاتا ہے اور الحافظ فی الحدیث کہلاتے ہیں۔ امام موصوف زہد واتقاء میں بھی ممتاز تھے شاید اسی وجہ سے دارقطنیؒ امام حاکمؒ کی خاص عزت کیا کرتے تھے۔ علامہ ذہبی لکھتے ہیں کہ ایک روز امام حاکم اپنے استاد دارقطنیؒ کے ہاں حدیث پڑھ رہے تھے اور مجلس میں بڑے بڑے ماہرینِ فن بھی جلوہ افروز تھے کہ کسی شاگرد نے حاکم پر اعتراض کیا تو امام دارقطنیؒ نے اُسے روک دیا اور فرمایا: ''ہم نے کبھی کسی انسان کو اتنی کم عمری میں اتنے بلند مرتبہ پر فائز نہیں دیکھا۔ بلکہ میں تو یہ بھی کہتا ہوں کہ حاکم کا ہم عصر ہونا ہزار محدّثین کے ہم عصر ہونے جیسا ہے''۔

امام صاحب موصوف جرح وتعدیل کے فن میں بھی خاص مہارت رکھتے تھے۔ 974ء میں عہدہ قضاء پر متمکّن ہوئے۔ امراء و حکام آپ پر بڑا اعتماد کرتے تھے۔ امیر ابوالحسن آپ سے مشورے لیا کرتا تھا اور بنی بویہ کے پاس سفارت کے لئے بھیجتا تھا۔ آپؒ محکمہ قضاء کے فرائض سے اس قدر خوش اسلوبی سے عہدہ برآ ہوئے کہ دوبارہ آپ کو جرجان کا عہدۂ قضا پیش کیا گیا لیکن آپؒ نے معذرت کرلی۔

امام حاکمؒ نے 1014ء میں بعمر 85 برس وفات پائی۔ علامہ ابن سبکی رقمطراز ہیں کہ امام موصوف ''ان ائمہ اعلام میں سے تھے جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے دین مبین کی حفاظت کا کام لیا''۔

امام حاکم کی تصنیفات کمیت و کیفیت دونوں اعتبار سے بڑی اہمیت کی حامل ہیں۔ علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں کہ علوم حدیث میں لوگوں نے متعدد کتابیں لکھی ہیں لیکن اس فن کے یگانۂ روزگار ائمہ اور علماءِ فحول میں ابوعبداللہ حاکم ہیں۔ انہوں نے اس فن کو باقاعدہ مرتب و مہذب کیا اور اس کے محاسن اچھی طرح نمایاں کئے۔

امام حاکم کا اپنا بیان ہے کہ ''میں چشمۂ زمزم سے پانی پی کر اللہ تعالیٰ سے حسن تصنیف کا خواستگار ہوا تھا''۔

سعد بن علی سے چار ہمعصر محدثین یعنی دارقطنی، عبدالغنی، ابن مندہ اور حاکم کے بارہ میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے چاروں کی جدا جدا خصوصیات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ان سب میں حاکم بہترین مصنف تھے۔

آپؒ کی تصنیفات کی تعداد 1500 جزء تک بتائی جاتی ہے۔ جن میں سے اکثر معدوم اور ناپید ہوچکی ہیں۔ موجود کتب میں ''کتاب العلل''، ''مزکی الاخبار''، ''تاریخ نیشاپور''، ''معرفۃ علوم الحدیث'' اور ''المستدرک علی الصحیحین'' شامل ہیں۔ موخرالذکر آپؒ کی سب سے مشہور اور شہرہ آفاق کتاب ہے۔

حدیث کی اصطلاح میں ''مستدرک'' ایسی کتاب ہے جس میں اُن حدیثوں کو درج کیا جاتا ہے جو حدیث کی کسی اَور کتاب کی شرائط کے مطابق ہونے کے باوجود اس میں درج ہونے سے رہ گئی ہوں۔ امام حاکم کی یہ کتاب صحیح بخاری اور صحیح مسلم پر مستدرک ہے۔ ''مستدرک'' کا مقام علماء کے نزدیک نہایت بلند ہے۔

امام حاکم نے ''مستدرک'' کی ترتیب وتبویب میں بعض مقامات میں جدّت واختراع سے بھی کام لیا ہے۔ اس سے بھی ان کی محنت اور جانفشانی کا اندازہ ہوتا ہے۔ مثلاً ''کتاب المناقب'' میں خلفاء راشدین کے مناقب بیان کرنے کے بعد دیگر صحابہؓ کے فضائل ان کی تاریخ وفات کے اعتبار سے درج کئے ہیں۔ اور مناقب کے ساتھ ساتھ صحابہ کے مختصر حالات بھی تحریر کئے ہیں۔

مستدرک کے ذریعے صحیحین کے متعلق بعض مفید معلومات ملتی ہیں جیسے کہ ایک حدیث کو نقل کرکے امام حاکم لکھتے ہیں کہ اس حدیث کے راوی ''یوسف بن ابی بردہ'' کو شیخین نے محض اس لئے ترک کردیا ہے کہ وہ قلیل الروایت ہیں ورنہ راوی پر کسی نے بھی کوئی جرح نہیں کی۔

'مستدرک' میں درج اکثر احادیث کے مراجع اور مصادر کی نشاندہی بھی کی گئی ہے۔ نیز بعض ابواب ومضامین کی احادیث کو جمع کرنے میں امام حاکمؒ نے بڑا اہتمام کیا ہے اس لئے 'مستدرک' میں بکثرت ایسی روایات ملتی ہیں جن سے دوسری کتبِ حدیث خالی ہیں۔

مستدرک کی اہمیت کے پیش نظر علامہ شمس الدین محمد بن احمد الذہبی اور علامہ جلال الدین السیوطیؒ نے مستدرک کی تلخیص پر مشتمل کتب لکھی ہیں۔ مستدرک کا درجہ علماء کے نزدیک نہایت بلند ہے۔ تاہم اس میں شامل بعض ضعیف روایات کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ امام حاکم نے اپنی کتاب کا ایک حصہ اپنے بڑھاپے میں (نسیان کی بیماری میں) تحریر کروایا ہے جو عملاً آپؒ نے نہیں لکھا بلکہ آپؒ کی طرف سے روایت کیا گیا ہے۔

امام حاکم پر شیعہ ہونے کا اعتراض بھی لگایا جاتا ہے کیونکہ انہوں نے 'مَنْ کُنْتُ مَولَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ' اور حدیث طیر درج کی ہے۔ علامہ ابن سبکی نے اس موضوع پر بڑی عمدہ بحث کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ امام حاکم کے سارے اساتذہ بڑے راسخ العقیدہ اہل سنّت تھے اور انہی سے آپ کا میل جول رہتا تھا۔ پھر یہ کہ حاکم نے اپنی تاریخ میں اہل سنّت بزرگوں کی کماحقہٗ تعظیم کی ہے، نیز یہ کہ حاکم مذہب کلام کے اعتبار سے اشعری تھے۔ نیز مذکورہ حدیث سنن ترمذی اور ابن ماجہ میں بھی درج ہے اور امام نسائی کی ایک کتاب میں یہ حدیث آٹھ مختلف سندوں سے لکھی ہے۔ پھر یہ کہ اس سے ملتی جلتی ایک حدیث امام مسلمؒ نے بھی لکھی ہے۔ یہی قصہ حدیث طیر کا ہے۔ امام حاکم کی طرح اسے بھی امام ترمذی نے نقل کیا ہے۔ بلکہ حدیث طیر کو امام حاکم نے ضعیف بھی قرار دیا ہے۔ الغرض امام حاکم ایک راسخ العقیدہ اہل سنّت بزرگ تھے جس کا ثبوت خود ان کی کتابوں سے بھی ملتا ہے۔ مثلاً اپنی کتاب ''الأربعین'' میں آپ نے خلفائے ثلاثہ کی فضیلت کا باب باندھا ہے اسی طرح 'مستدرک' میں بھی خلفائے راشدین کے فضائل کا ذکر صحیح ترتیب سے کیا ہے۔ اور ترتیب میں فضائل کو مدّنظر رکھا ہے حالانکہ موقع تھا کہ حضرت علیؓ کو حضرت عمرؓ اور عثمانؓ پر قبول اسلام کے زمانہ کے لحاظ سے فضیلت دیتے۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتب میں مستدرک امام حاکم کا دس مرتبہ ذکر فرمایا ہے اور پانچ احادیث کا حوالہ دیا ہے۔ مثلاً لَا مَہْدِیُّ اِلَّا عِیْسٰی۔ اس حدیث کو چار مقامات پر مستدرک حاکم کے حوالہ سے پیش فرمایا ہے۔ پھر اِنَّ عِیْسٰی ابْنُ مَرْیَم عَاشَ عِشْرِیْنَ وَ مِئَۃَ سَنَۃً۔ کو دومرتبہ ذکر فرمایا ہے۔ اور باقی تین درج ذیل احادیث کا ذکر مستدرک کے حوالہ سے ایک ایک مرتبہ کیا ہے: ''اس امت کے لئے ہر صدی کے سر پر ایک مجدد پیدا ہوگا''۔ ''مہدی موعود عدل اور انصاف سے زمین کو پُر کرے گا''۔ اور ''مسیح موعود کے وقت میں لوگ حج سے روکے جائیں گے''۔

پس امام حاکمؒ کو یہ شرف حاصل ہوا ہے کہ اس زمانہ کے حَکم وعدل نے ان کی کتاب سے احادیث نقل کی ہیں۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 21 مئی 2011ء میں مکرم محمود انور صاحب کی ایک نظم شائع ہوئی ہے جس میں سے انتخاب پیش ہے:

جہاں پہ ہم لباس ہوں گناہ اور ثواب اب
وہاں پہ کھل سکیں گے کب خلوص کے گلاب اب
دلوں میں ہیں کدورتیں زبان پر حلاوتیں
لبوں کی مسکراہٹیں سراب ہی سراب اب
ہیں آندھیاں جفا کی جو چڑھی ہوئی جہان میں
ستم گرو! وفاؤں نے پہن لئے حجاب اب
خرد ہے اب پھنسی ہوئی ہوس کے دام دام میں
سکون ہے نہاں تو پھر عیاں ہے اضطراب اب
سنو کہ معصیت نے ہے دلوں میں گھر بنا لیا
ہوا ہے فہم کے لئے کھڑا نیا عذاب اب

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
November 20, 2015 – November 26, 2015

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday November 20, 2015

00:15 World News
00:35 Tilawat: Surah Al-Kahf, verses 50-57 with Urdu translation.
00:45 Dars-e-Malfoozat: The topic is 'protection from sins'.
01:00 Yassarnal Quran: Lesson no. 35.
01:25 Jalsa Salana USA Address: Recorded on July 01, 2012.
02:40 Spanish Service: Programme no. 17.
03:10 Pushto Muzakarah: Programme no. 113.
03:50 Tarjamatul Quran Class: Surah Al- Baqarah verses 150-157. Class no. 17. Recorded on November 09, 1994.
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 220.
06:00 Tilawat: Surah Al-Kahf, verses 58-69 and verses 70-75 with Urdu translation.
06:15 Dars-e-Hadith: The topic is 'impulse reactions'.
06:35 Yassarnal Quran: Lesson no. 36.
07:20 Premiere Of Ontario Reception: Recorded on July 16, 2012.
08:00 Dars-e-Malfoozat
08:20 Rah-e-Huda: Recorded on November 14, 2015.
09:55 Indonesian Service
11:00 Deeni-O-Fiqahi Masail: Programme no. 73.
11:35 Tilawat: Surah An-Kahf, verses 23-35.
11:50 Seerat-un-Nabi: The topic of 'bravery'.
12:30 Live Transmission From Baitul Futuh
13:00 Live Friday Sermon
14:00 Live Transmission From Baitul Futuh
14:35 Shotter Shondhane
15:45 Kasauti: Programme no. 01.
16:20 Friday Sermon [R]
17:30 Yassarnal Quran [R]
18:00 World News
18:25 Premiere Of Ontario Reception [R]
19:30 Attractions Of Canada
20:20 Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
21:00 Friday Sermon [R]
22:20 Rah-e-Huda [R]

Saturday November 21, 2015

00:00 World News
00:20 Tilawat
00:35 Yassarnal Quran
01:00 Tasheez-ul-Azhan
01:20 Premiere Of Ontario Reception
02:10 Friday Sermon: Rec. November 20, 2015.
03:20 Rah-e-Huda
04:50 Liqa Maal Arab: Session no. 221.
06:00 Tilawat: Surah Al-Kahf, verses 76-86 with Urdu translation.
06:10 Dars Majmooa Ishteharaat: Writings and announcements made by the Promised Messiah (as), which were published in the newspapers.
06:30 Al-Tarteel: Lesson no. 09.
07:05 Jalsa Salana UK Address: Recorded on July 31, 2010.
08:00 International Jama'at News
08:30 Story Time: Programme no. 40.
09:00 Question And Answer Session: Recorded on December 08, 1996.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon [R]
12:15 Tilawat: Surah Al-Kahf, verses 36-50.
12:25 Al-Tarteel [R]
13:00 Live Intikhab-e-Sukhan: A poem request programme.
14:00 Bangla Shomprochar
15:00 Spotlight
16:00 Live Rah-e-Huda
17:30 Al-Tarteel [R]
18:05 World News
18:25 Jalsa Salana UK Address [R]
19:30 Faith Matters: Programme no. 178.
20:30 International Jama'at News
21:00 Rah-e-Huda [R]
22:30 Story Time [R]
22:55 Friday Sermon [R]

Sunday November 22, 2015

00:10 World News
00:25 Tilawat
00:30 Dars Majmooa Ishteharaat
00:55 Al-Tarteel
01:25 Jalsa Salana UK Address
02:20 Story Time
02:45 Friday Sermon: Rec. November 20, 2015.
04:00 Spotlight
04:50 Liqa Maal Arab: Session no. 222.
06:00 Tilawat: Surah Al-Kahf verses 87-99 with Urdu translation.
06:15 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein: Programme no. 05.
06:30 Yassarnal Quran: Lesson no. 36.
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam And Atfal: Recorded on October 12, 2013.
07:45 Faith Matters: Programme no. 178.
08:50 Question And Answer Session
10:00 Indonesian Service
11:05 Friday Sermon: Spanish Translation of Friday sermon delivered on August 01, 2014.
12:15 Tilawat: Surah Al-Kahf, verses 51-75.
12:35 Yassarnal Quran [R]
13:05 Friday Sermon [R]
14:15 Shotter Shondhane
15:20 Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam And Atfal [R]
16:05 Ashab-e-Ahmad
16:45 Kids Time: Programme no. 22.
17:25 Yassarnal Quran [R]
18:00 World News
18:30 Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam And Atfal [R]
19:30 Live Beacon Of Truth
20:45 Khazeena-e-Urdu: An interschool quiz.
21:25 Ashab-e-Ahmad
22:20 Friday Sermon [R]
23:25 Question And Answer Session [R]

Monday November 23, 2015

00:30 World News
01:00 Tilawat
01:20 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
01:30 Yassarnal Quran
02:00 Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam And Atfal
03:00 Ashab-e-Ahmad
03:40 Friday Sermon: Rec. November 20, 2015.
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 223.
06:00 Tilawat: Surah Al-Kahf, verses 100-111 with Urdu translation.
06:15 Dars-e-Hadith
06:30 Al-Tarteel: Lesson no. 09.
07:05 Reception In Beverly Hills: Rec. May 11, 2013.
08:05 International Jama'at News
08:40 Marhum-e-Isa: An Urdu discussion about the ointment that was applied to Hazrat Isa (as) to heal the wounds after his crucifixion.
09:15 Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on November 24, 1997.
10:20 Friday Sermon: Indonesian translation of Friday Sermon delivered on June 26, 2015.
11:25 Taqareer
12:00 Tilawat: Surah Al-Kahf, verses 78-90.
12:15 Dars-e-Malfoozat: The topic of 'the fear of God'.
12:30 Al-Tarteel [R]
13:05 Friday Sermon: Recorded on January 01, 2010.
14:00 Bangla Shomprochar
15:05 Taqareer [R]
15:30 Tehrik-e-Jadid
15:55 Rah-e-Huda: Recorded on November 07, 2015.
17:25 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:20 Reception In Beverly Hills [R]
19:20 Dars-e-Malfoozat [R]
19:30 Somali Service: Programme no. 24.
20:00 Marhum-e-Isa [R]
20:35 Rah-e-Huda [R]
22:10 Friday Sermon [R]
23:20 Taqareer [R]

Tuesday November 24, 2015

00:00 World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50 Al-Tarteel
01:25 Reception In Beverly Hills
02:30 Kids Time
03:00 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood: Programme no. 106.
03:20 Friday Sermon: Recorded on January 01, 2010.
04:35 Tehrik-e-Jadid [R]
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 224.
06:00 Tilawat: Surah Maryam, verses 1-16 with Urdu translation.
06:15 Dars Majmooa Ishtehara'at
06:30 Yassarnal Quran: Lesson no. 37.
07:00 Khuddam And Atfal Class: Recorded on October 12, 2013 in Australia.
07:45 Pakistan In Perspective: Programme no. 07.
08:15 Aao Urdu Seekhain: Programme no. 18.
08:30 Australian Service
09:00 Question And Answer Session: Recorded on November 26, 1994.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on November 20, 2015.
12:05 Tilawat: Al-Kahf, verses 96-111.
12:15 Dars Majmooa Ishtehara'at [R]
12:35 Yassarnal Quran [R]
12:55 Faith Matters: Programme no. 178.
14:00 Bangla Shromprochar
15:00 Spanish Service: Programme no. 02.
15:35 Aao Urdu Seekhain [R]
16:00 Press Point: Recorded on October 18, 2015.
17:00 Rohaani Khazaa'in
17:30 Yassarnal Quran [R]
18:00 World News
18:20 Khuddam And Atfal Class [R]
19:00 Noor-e-Mustafwi: Programme no. 40.
19:30 Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on November 20, 2015.
20:30 Aao Urdu Seekhain
21:00 Press Point [R]
22:00 Faith Matters [R]
23:00 Question And Answer Session [R]

Wednesday November 25, 2015

00:00 World News
00:15 Tilawat
00:25 Dars Majmooa Ishteharaat
00:50 Yassarnal Quran
01:15 Khuddam And Atfal Class
01:55 Rohaani Khazaa'in
02:25 Aao Urdu Seekhain
02:40 Press Point [R]
03:45 Story Time: Programme no. 40.
04:10 Australian Service
04:40 Noor-e-Mustafwi
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 225.
06:00 Tilawat: Surah Maryam, verses 17-31 with Urdu translation.
06:15 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein: Programme no. 05.
06:25 Al-Tarteel: Lesson no. 09.
07:00 Jalsa Salana UK Address: Rec. August 01, 2010.
08:25 Adaab-e-Zindagi
09:05 Question And Answer Session: Recorded on December 08, 1996.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on November 20, 2015.
12:05 Tilawat: Surah Maryam, verses 1-27.
12:20 Al-Tarteel [R]
12:55 Friday Sermon: Recorded on December 25, 2009.
14:00 Bangla Shomprochar
15:05 Deeni-O-Fiqahi Masail: Programme no. 72
15:45 Kids Time: Programme no. 22
16:25 Faith Matters: Programme no. 177.
17:20 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:20 Jalsa Salana UK Address [R]
19:50 French Service: Programme no. 24.
20:55 Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
21:30 Kids Time [R]
22:00 Friday Sermon [R]
23:00 Intikhab-e-Sukhan

Thursday November 26, 2015

00:10 World News
00:30 Tilawat
01:00 Al Tarteel
01:35 Jalsa Salana UK Address
03:00 Deeni-O-Fiqahi Masail
03:55 Faith Matters
04:50 Liqa Maal Arab: Session no. 226.
06:05 Tilawat: Surah Maryam verses 32-46 with Urdu translation.
06:15 Dars-e-Malfoozat
06:30 Yassarnal Quran: Lesson no. 37.
06:50 Inauguration Of Baitul Rahman Mosque Vancouver: Recorded on May 18, 2013.
08:15 Beacon Of Truth: Rec. November 18, 2015.
09:15 Tarjamatul Quran Class: Surah Al- Baqarah verses 159-162, recorded on November 10, 1994
10:15 Indonesian Service
11:15 Japanese Service
12:10 Tilawat: Surah Maryam, verses 28-55.
12:25 Dars-e-Malfoozat
12:35 Yassarnal Quran [R]
12:55 Friday Sermon: Bengali translation of Friday sermon delivered on November 20, 2015.
14:00 Live Shotter Shondane
16:05 Persian Service: Programme no. 5.
16:35 Tarjamatul Quran Class [R]
17:45 World News
18:00 Inauguration Of Baitul Rahman Mosque Vancouver [R]
19:30 Live Islam Verstehen
20:35 Faith Matters: Programme no. 177.
21:30 Tarjamatul Quran Class [R]
22:50 Beacon Of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 22 | Friday 20 November , 2015 | Issue No. 47

اللہ تعالیٰ کا یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت پر احسان ہے کہ جہاں مردوں کو نیکی اور تقویٰ میں بڑھنے کی توفیق دی وہاں احمدی عورت بھی نیکیوں پر قدم مارنے اور تقویٰ میں بڑھتے چلے جانے والی ہے۔ بلکہ بعض دفعہ بعض عورتوں نے نیکی، تقویٰ اور قربانیوں کے مَردوں سے بھی زیادہ اچھے اور اونچے معیار قائم کئے اور اسلاف کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ایسی مثالیں قائم کیں جو سنہری حروف میں لکھی جانے والی ہیں۔

اسلامی تاریخ کے دورِ اوّل اور آخرین کی جماعت میں عورتوں کے ذوق وشوق عبادت، دینی غیرت، مصائب وشدائد پر صبر واستقامت، جرأت وبہادری، مالی قربانی، تبلیغ ودعوت الی اللہ اور راہِ مولا میں قربانیوں کے ایمان افروز واقعات کا تذکرہ۔

جلسہ سالانہ برطانیہ 2007ء کے موقع پر 28 جولائی 2007ء بروز ہفتہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مستورات سے خطاب

حصّہ دوم وآخر

پھر مالی قربانیوں میں عورتوں کا ایک خاص مقام ہے۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ کی بعض ازواج نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہم میں سے کونسی جلدی آپ سے ملے گی؟ آپؐ نے فرمایا: جس کے ہاتھ زیادہ لمبے ہیں۔ تو وہ سمجھیں کہ ہاتھ لمبے ہوں گے اور انہوں نے ہاتھ ناپنے شروع کر دیئے۔ حضرت سودہؓ کا ہاتھ سب سے زیادہ لمبا تھا۔ تو کہتی ہیں ہمیں بعد میں معلوم ہوا کہ ہاتھ کی لمبائی سے کیا مراد ہے۔ اس کا مطلب صدقہ و خیرات تھا اور ہم میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ زوجہ سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملیں جو صدقہ وخیرات کو بہت پسند کرتی تھیں۔ (صحیح البخاری کتاب الزکاۃ باب 11 حدیث 1420 دارالکتاب العربی 2004ء)

اِس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عورتوں میں جو انقلاب پیدا کیا، اُن میں بھی مالی قربانیوں کا ذکر ملتا ہے اور بڑی کثرت سے ملتا ہے۔

بلقیس صاحبہ جو اہلیہ عمر شریف صاحب تھیں۔ (یہ ریٹائرڈ ٹیلی فون سپروائزر تھے۔) 1979ء میں ان کی وفات ہوئی۔ بلقیس صاحبہ رؤیا وکشوف تھیں۔ بڑی نیک عورت تھیں، عبادت گزار تھیں۔ 1/5 حصہ کی موصیہ تھیں۔ بڑے کھلے ہاتھ سے مالی قربانی کیا کرتی تھیں۔ زیورک کی مسجد کی تحریک ہوئی تو اپنا سارے کا سارا زیور اُس تحریک میں دیدیا۔

(ماخوذ از تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد 5 صفحہ 409 مطبوعہ ربوہ)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ واقعہ بیان کیا کہ ایک نہایت غریب وضعیف بیوہ جو پٹھان مہاجر تھیں اور سوٹی سے بمشکل چل سکتی تھیں، خود چل کر آئیں اور حضورؓ کی خدمت میں دو سو روپے پیش کر دیئے۔ یہ عورت بہت غریب تھی۔ اس نے دو چار مرغیاں رکھی ہوئی تھیں جن کے انڈے فروخت کر کے اپنی کچھ ضروریات پوری کیا کرتی تھیں، باقی دفتر کی امداد پر گزارا چلتا تھا۔

اسی طرح ایک پنجابی بیوہ جس کی واحد پونجی صرف ایک زیور تھا وہی اُس نے مسجد کے لئے دیدیا۔

ایک بیوہ عورت جو کئی یتیم بچوں کو پال رہی تھی اور زیور یا نقدی کچھ بھی اُس کے پاس نہ تھا، اس نے استعمال کے برتن چندے میں دیدیئے۔ قربانی کا ایک جوش تھا، ایک جذبہ تھا جس کے تحت انہوں نے یہ مالی قربانی کی۔

ایک بہاولپور کے دوست تھے۔ اُن کی بیوی کے پاس دو بکریاں تھیں وہ بکریاں لے کر چندے میں دینے کے لئے آ گئی۔

(ماخوذ از الحکم 21 فروری 1923ء صفحہ 7 جلد 25 شمارہ نمبر 8)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک دفعہ تحریک فرمائی تو ایک عورت نے پچیس تیس ہزار پاؤنڈ پیش کئے۔ اسی طرح نائیجیریا کی ایک خاتون نے دس ہزار پاؤنڈ پیش کر دیئے۔

(ماخوذ از ماہنامہ مصباح ربوہ جولائی 1993ء صفحہ 12)

اُس زمانے میں ان کی بڑی ویلیو (value) تھی، آج سے بہت زیادہ تھے۔ تو یہ دور دراز علاقے میں رہنے والی نائیجیرین عورت کی بھی یہ قربانیاں تھیں۔

باقی تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ خلافت سے قرب تھا۔ صحابہ کی اولاد میں سے تھے۔ قربانیوں کا پتہ تھا۔ لیکن یہ لوگ جو خود احمدی ہوئے ہیں اور دُور دراز علاقوں میں رہنے والے ہیں، ان کی بھی قربانیوں کی مثال دیکھیں کہ دس ہزار پاؤنڈز پیش کر دیئے۔ الحاجہ لارگا اُن کا نام تھا۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ انقلاب ان میں زمانے کے امام کی قوتِ قدسی سے آیا جس کا ایک اظہار اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے مسیح کی مدد کا یہ نظارہ دکھاتے ہوئے، تائید کا نظارہ دکھاتے ہوئے، ہمیں دکھایا۔ وہ لوگ جو دُور دراز علاقوں میں رہنے والے تھے ان کے دلوں میں جماعت کی اور خلافت کی اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی اور عشق ومحبت کی ایسی آگ لگائی جس نے دنیا کی تمام محبت کو ٹھنڈا کر دیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ''ایک ماں نے میرے پاس دس ہزار روپے بھیجے۔ وہ لکھتی ہے کہ میرے پاس بیٹی کے زیور کے لئے دس ہزار روپے جمع تھے جو سنار کو دیئے ہوئے تھے کہ زیور خرید لوں لیکن جب آپ نے ایک مالی تحریک کی تو یہ خطبہ سن کر دل نے فیصلہ کیا کہ جب میرا خدا میری بیٹی کے لئے ساتھی دے گا تو زندہ خدا اُس کو زیور بھی دیدے گا۔ آج میرے حضور کو ضرورت ہے۔ چنانچہ سنار کو دیئے ہوئے وہ پیسے واپس لے کر یورپین مشن کے چندے میں دیدیئے۔''

(ماہنامہ مصباح ربوہ جولائی 1993ء صفحہ 13)

ایک واقفِ زندگی کی بیوی کے بارہ میں ہے کہ وہ لکھتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ میں اس قربانی کے موقع پر حاضری دوں اور قرآنِ مجید کے حکم لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ یعنی تم ہرگز نیکی کو نہیں پاسکو گے جب تک اس میں سے نہ خرچ کرو جو تمہیں محبوب ہے، جو تمہیں عزیز ہو جو تمہیں پیارا ہو۔ کہتی ہیں کہ اس آیت کے تابع میں نے سوچا کہ مجھے اپنی ملکیتی چیزوں میں سے سب سے زیادہ پیاری کونسی چیز ہے جو مَیں پیش کروں۔ تو گلے کا ایک ہار جو میرے زیوروں میں سب سے زیادہ بھاری اور سب سے زیادہ پسندیدہ تھا، وہ میں نے اس تحریک میں پیش کر دیا۔

(ماخوذ از ماہنامہ مصباح ربوہ جولائی 1993ء صفحہ 13-14)

تو یہ مثالیں ہیں اور آج بھی یہ مثالیں قائم ہیں۔ ابھی کچھ ہی دن ہوئے، گزشتہ دنوں میں ایک خاتون زیور کے کئی ڈبے اٹھا کر میرے پاس لے آئیں۔ تو میں نے کہا اتنا بڑا زیور آپ نے کس تحریک کے لئے دینا ہے اور گھر میں کیا رکھ کے آئی ہیں۔ انہوں نے کہا میرا کُل زیور ہے جو میں یہاں آپ کے پاس لے آئی ہوں۔ آواز اُن کی کانپ رہی تھی، کچھ خوفزدہ بھی لگیں۔ تو میں نے کہا خوفزدہ کس بات پہ ہیں آپ؟ انہوں نے کہا کہ خوف مجھے یہ آ رہا ہے جس کی وجہ سے میں ڈر رہی ہوں کہ کہیں آپ یہ زیور لینے سے انکار نہ کر دیں۔ اور کئی لاکھ روپے کا وہ زیور تھا جو انہوں نے آرام سے دیدیا۔ تو یہ عورتوں کی مثالیں اور قربانیاں آج بھی اسی طرح قائم ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ جب تقسیمِ ملک ہوئی اور ہم ہجرت کر کے پاکستان آئے تو جالندھر کی ایک احمدی عورت مجھے ملنے کے لئے آئی۔ رتن باغ میں ہم مقیم تھے وہیں وہ آ کر ملی اور اپنا زیور نکال کر کہنے لگی کہ حضور میرا یہ زیور چندے میں دیدیں۔ مَیں نے کہا: بی بی! عورتوں کو زیور کا بہت خیال ہوتا ہے۔ تمہارے سارے زیور سکّھوں نے لوٹ لئے ہیں۔ پارٹیشن کے وقت سکّھوں نے مسلمانوں کا سارا سامان لوٹ لیا تھا۔ تو یہی ایک زیور تمہارے پاس ہے۔ تم اسے اپنے پاس رکھو۔ اس پر اس نے کہا حضور! جب میں ہندوستان سے چلی تھی تو میں نے عہد کیا تھا کہ میں امن سے لاہور پہنچ گئی تو میں اپنا یہ زیور چندہ میں دیدوں گی۔ اگر سکھ باقی زیورات کے ساتھ یہ زیور بھی چھین کر لے جاتے تو میں کیا کر سکتی تھی۔ جس کی نیت کی تھی کہ چندہ میں دیدوں گی وہ بچ گیا اور باقی سارا زیور لوٹا گیا اور سارا سامان لوٹا گیا اس لئے میں مجبور ہوں، آپ میری اس بات کو ردّ نہ کریں اور اس کو وصول کر لیں۔

(ماخوذ از الازہار لذوات الخمار حصہ دوئم صفحہ 175 مطبوعہ قادیان)

ایک واقعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے سنایا کہ کوپن ہیگن کی مسجد کی جب تحریک ہو رہی تھی تو عورتیں جس طرح والہانہ طور پر مالی قربانیاں کر رہی تھیں۔ اتفاق سے ایک غیر احمدی عورت بھی وہاں بیٹھی تھی، یہ نظارہ دیکھ رہی تھی تو اس نے یہ تبصرہ کیا کہ ہم نے دیوانہ وار لوگوں کو پیسے لیتے تو دیکھا ہے، لیکن دیوانہ وار لوگوں کو پیسے دیتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا۔ یہ آج احمدی عورتوں نے ہمیں بتایا ہے کہ پیسے لیتے ہوئے جوش نہیں ہوا کرتا، اصل جوش وہ ہے جو پیسے دیتے وقت دکھایا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ زندگی کی وہ علامت ہے جو احمدی خواتین کو سب سے زیادہ ممتاز کرتی ہے۔

(ماخوذ از ماہنامہ مصباح ربوہ جولائی 1993ء صفحہ 12)

پھر مبلغین کی بیویوں نے شروع میں جب حالات اچھے نہیں تھے، بڑی بڑی قربانیاں دیں اور بغیر خاوندوں کے رہیں اور بچے اس طرح پالے جیسے یتیمی میں پالے جاتے ہیں۔ اسی طرح کا ایک واقعہ انڈونیشا کے مبلغ حضرت مولوی رحمت علی صاحب کا ہے۔ بڑا لمبا عرصہ باہر رہے۔ ان کے بچے بچپن میں تو پوچھا کرتے تھے کہ ہمارے ابّا کہاں ہیں۔ آخر جب ایک وقت آیا جب بچے جوان ہو گئے، بڑے ہو گئے، شادیاں ہو گئیں تو مرکز نے فیصلہ کیا، حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فیصلہ کیا کہ اُن کو واپس بلا لیا جائے تو اس وقت ان کی بیوی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے پاس آئیں اور بڑے درد سے یہ بات کہی کہ دیکھیں جب میں جوان تھی تو اللہ کی خاطر مَیں نے صبر کیا تھا اور اپنے خاوند کی جُدائی پر اُف تک نہ کی۔ اپنے بچوں کو کسمپرسی کی حالت میں پالا پوسا اور جوان کیا۔ اب جبکہ میں بوڑھی اور بچے جوان ہو چکے ہیں، اب ان کو واپس بلانے سے کیا فائدہ۔ اب تو میری تمنا پوری کر دیجئے، میری یہ خواہش پوری کریں کہ میرا خاوند مجھ سے دور خدمتِ دین کی مہم میں دوسرے ملک میں مر جائے اور مَیں فخر سے کہہ سکوں کہ میں نے اپنی شادی شدہ زندگی دین کی خاطر قربان کر دی۔

(ماخوذ از روزنامہ الفضل ربوہ 3 نومبر 2004ء صفحہ 5)

تو یہ تھے قربانیوں کے معیار اور آج بھی ہیں۔

امریکہ میں پرانے زمانے میں بڑی غربت تھی۔

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں